روزنامہ

الفضل

31دسمبر2009ء
31فتح1388ہش

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

047-6213029
C.P.L FD-10

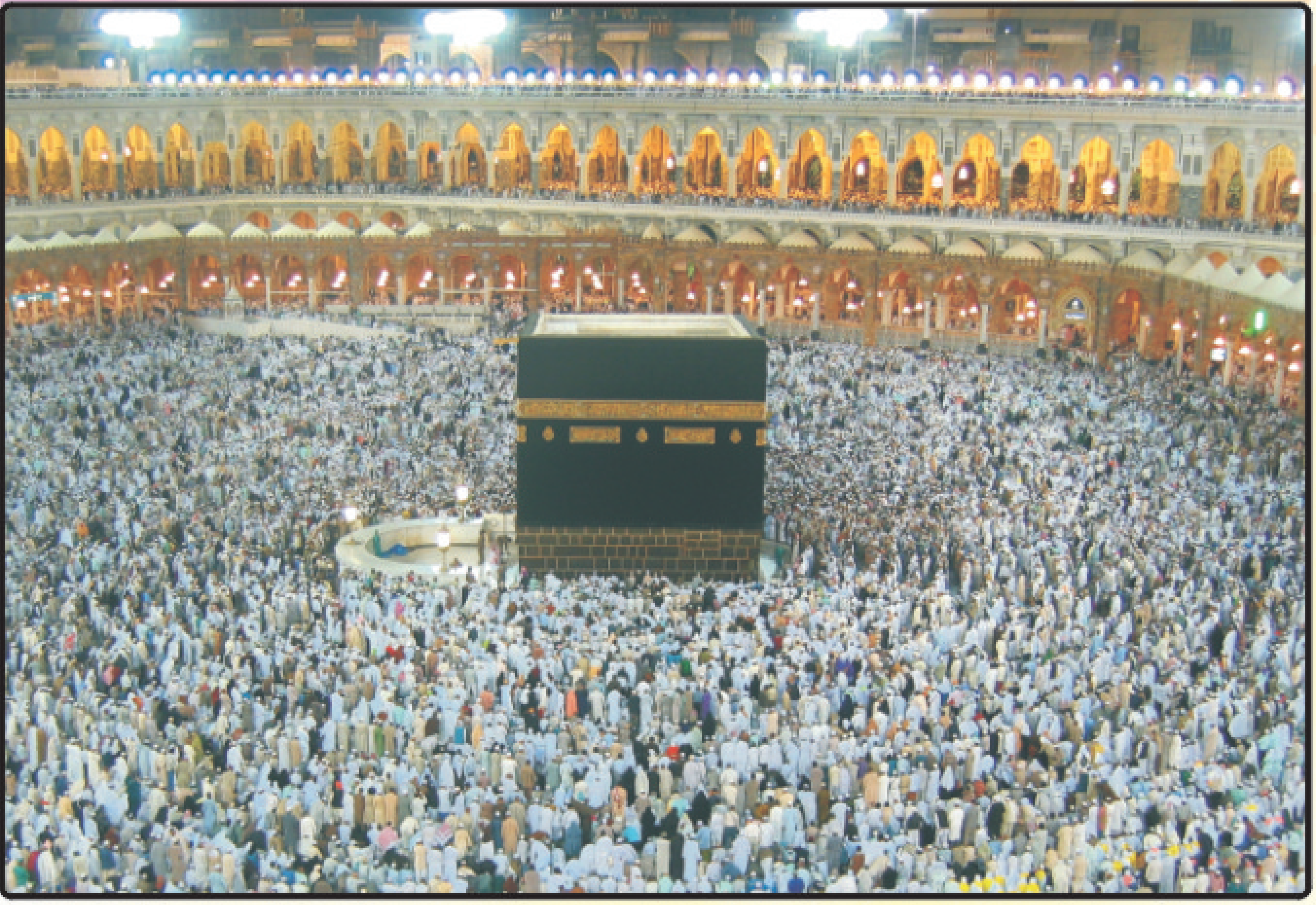
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء کے چند مناظر





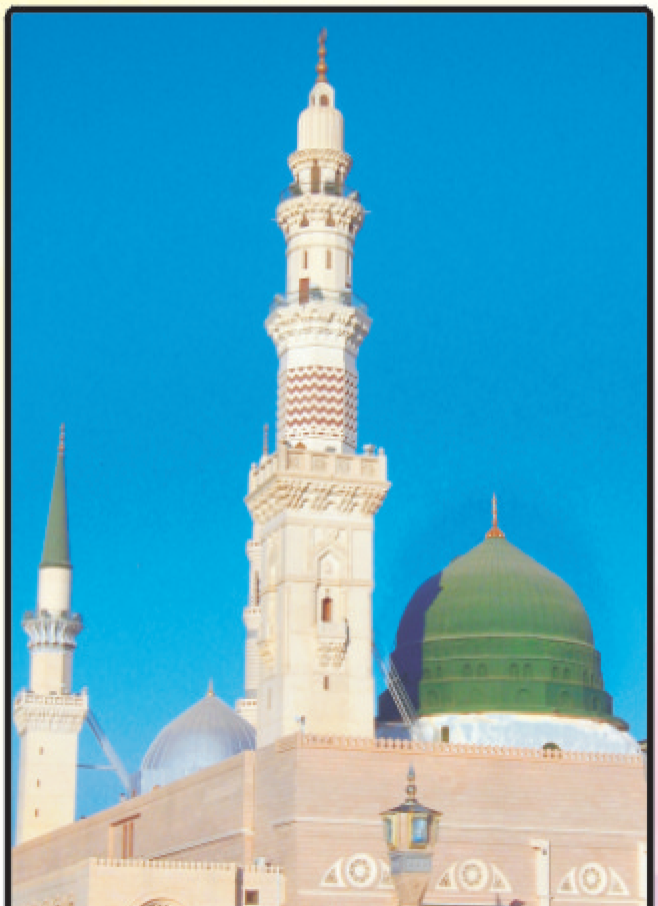


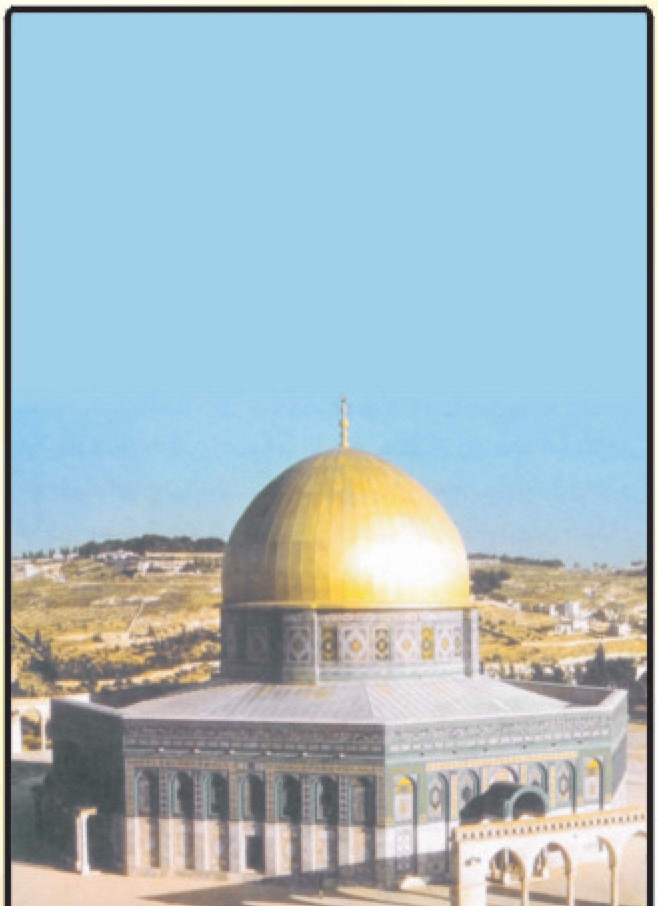


اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے وہ مبارک اور باعث ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔

(آل عمران:97)





احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

الفضل سالانہ نمبر 2009ء

جلد نمبر 59-94
31 دسمبر 2009ء

نماز نمبر

ادار یہ

سب سے بلند جھنڈا

رسول اللہ ﷺ کی تیرہ سالہ مکی زندگی میں آپ کو عبادت سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

کیا تم اس شخص کو نہیں دیکھتے کہ جب میرا بندہ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اس کو روکتا ہے۔ (العلق:11,10)

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سجدہ کی حالت میں تھے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ خانہ کعبہ کے قریب سجدہ ریز تھے اور آپ کے گرد قریش بیٹھے ہوئے تھے۔عقبہ بن ابی معیط ذبح کردہ اونٹنی کی بچہ دانی لایا اور رسول اللہ کی پشت مبارک پر پھینک دی۔اس وقت حضرت فاطمہؓ آئیں اور آپ کی پیٹھ سے اس بچہ دانی کو اٹھایا۔تب رسولؐ اللہ حرکت کرنے کے قابل ہوئے۔

ابوجہل نے آپ کو کئی دفعہ مسجد حرام میں عبادت کرتے ہوئے سخت دھمکیاں دیں اور کہا کہ میں اہل وادی کو بلا کر تجھے شدید تکلیف دوں گا۔مگر رسولؐ اللہ اپنے رب کی عبادت سے باز آئے نہ آسکتے تھے۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے کہا مجھے ان سختیوں کے بارے میں کچھ بتاؤ جو آغاز اسلام میں کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ پر روا رکھیں۔انہوں نے بتایا کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آگیا۔آتے ہی آپ کے شانہ مبارک کو پکڑا اور آپؐ کی گردن میں کپڑا ڈالا اور اس شدت سے گھونٹا کہ گویا دم ہی نکل جائے گا۔اس وقت حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور عقبہ کے کندھے کو پکڑا اور کہا کہ

اے ظالمو! کیا تم ایک شخص کو قتل کرتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور اپنی صداقت کے کھلے کھلے نشان لے کر آیا ہے۔

بدر میں اسی عبادت کا واسطہ دے کر آپؐ نے اپنے خدا سے عرض کیا کہ اے خدا اگر آج تو نے اس کمزور سی جماعت کو ہلاک ہونے دیا تو پھر کبھی قیامت تک تیری عبادت نہیں کی جائے گی کیونکہ عبادت کرنے والے تو میں نے تیار کئے تھے اور میں نے عبادت کے گُر تجھ سے سیکھے تھے۔یہ لوگ میرے پروردہ ہیں انہیں عبادت کے راز میں نے سکھائے ہیں۔اے خدا اگر آج تو انہیں مٹنے دے گا تو پھر کون ہے جو تیری عبادت کرے گا۔

خدا نے اس دعا کو کس طرح سنا؟ ان چند لوگوں کو یہ قوت عطا فرمائی کہ انہوں نے سارے مکہ کے جگر کاٹ کر پھینک دیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل مکہ نے اپنے جگر پیش کر دیئے تھے۔جنہیں مسلمانوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ان کے سارے غرور اس دن توڑ دیئے گئے اور فتح مکہ کی داغ بیل اگر ڈالی گئی تھی تو بدر کے دن ڈالی گئی۔

دکھوں اور تکلیفوں کا ایک طویل دور تھا۔مگر آنحضرت ﷺ اپنے رب کی عبادت سے نہ ہٹے اور نہ تھکے اور آخری سانسوں تک دنیا کو بھی اسی خدا کی عبادت کی طرف بلاتے رہے اور عبادت کے گُر اپنے غلاموں کو سکھاتے رہے یہاں تک کہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو لاکھوں انسان اپنے خدا کی عبادت پر قائم ہو چکے تھے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی پر قسما قسم کے دور آئے۔ ہر طرح کے حالات آپ پر گزرے مگر آپ نے ہر حال میں خدا کی عبادت کے جھنڈے کو سب سے بلند تر کئے رکھا،عسر میں، یسر میں، تنگی میں، آسائش میں، سفر میں، حضر میں، زندگی کے کسی لمحے میں آپ نے عبادت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔بلکہ بلند سے بلند تر کرتے چلے گئے، کیونکہ یہی آپ کی بعثت کی علت غائی تھی۔

خدا کی عبادت اپنے قیام کے لئے آج بھی اسی جانفشانی کی محتاج ہے جیسے 1400 سال پہلے تھی اور اسی لئے خدا نے اس زمانہ میں یہ عظیم الشان سلسلہ قائم کیا ہے جو تمام دنیا میں جگہ جگہ توحید کے پودے لگا رہا ہے اور یہ پودے مسلسل بلند تر بھی ہو رہے ہیں اور ضخیم تر بھی۔

اسی مقصد کو یاد کرانے کے لئے الفضل کا یہ خاص نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشے اور زندگی بخش بنا دے۔آمین

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ۔مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 90 روپے

آدمی کو حق تعالیٰ سے ملاتی ہے نماز

اللہ اور نماز کی محبت میں گوندھا ہوا حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کا منظوم کلام

منکر و فحشا سے انساں کو بچاتی ہے نماز
رحمتیں اور برکتیں ہمراہ لاتی ہے نماز

ابتداء سے انتہا تک ہے سراسر یہ دعا
آدمی کو حق تعالیٰ سے ملاتی ہے نماز

ذکر و شکر اللہ کا ہے مومن کا ہے معراج یہ
پنج وقتہ وصل کے ساغر پلاتی ہے نماز

قصر جاناں سے ...... کی جونہی آتی ہے ندا
عاشقوں کو یار کی چوکھٹ پہ لاتی ہے نماز

جھک گئے ہیں، دست بستہ ہیں، جبیں ہے خاک پر
عاجزی کس کس طرح ان سے کراتی ہے نماز

ہے توجہ اور تضرع اور تبتل اور خشوع
رنگ کیا کیا طالب حق پر چڑھاتی ہے نماز

ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں محمود و ایاز
یہ سلوک اور یہ مساواتیں سکھاتی ہے نماز

پاکبازی اور طہارت وقت کی پابندیاں
قدر دانوں کو سبق ایسے بتاتی ہے نماز

ہے ذریعہ روز شب آپس میں ملنے کا عجیب
اتحاد المسلمیں ازبر کراتی ہے نماز

امتیاز کافر و مسلم یہی اک چیز ہے
کون نوری؟ کون ناری؟ یہ بتاتی ہے نماز

ہر عبادت ختم ہو جاتی ہے دنیا میں یہیں
اہلِ جنت کے لئے پر واں بھی جاتی ہے نماز

جو نمازوں میں دعا ہو۔ ہے اجابت کے قریب
اس دعا کو تو نشانہ پر بٹھاتی ہے نماز

دل نمازی کا گرفتار گنہ کیونکر ہو جب
اس میں ہر دم یاد مولیٰ کی رچاتی ہے نماز

رقت دل چونکہ پنہاں اس کے ارکانوں میں ہے
کیسی کیسی گریہ و زاری کراتی ہے نماز

حشر کے دن سب سے پہلے آئے گی میزان پر
دیکھنا پھر کس طرح سے بخشواتی ہے نماز

ہے صفائے جسم بھی اور جلائے روح بھی
جان و تن کی میل ہر لحظہ چھٹاتی ہے نماز

حضرت باری کو ''پہلے آسمان'' پر ہر سحر
عرش سے وقتِ تہجد کھینچ لاتی ہے نماز

عید گاہ میں، عید کے دن، دل پہ غیر اقوام کے
امپریشن اپنا کیا اچھا بٹھاتی ہے نماز

زندگی ہے نخلِ ایماں کی یہی آب حیات
موت ہے، ضائع اگر کوئی بھی جاتی ہے نماز

اے خدا ہم کو عطا کر اور ہماری نسل کو
نعمتیں اور بخششیں جو جو بھی لاتی ہے نماز

عبادات

اگر قاری کو قرآں سے نہ ہوتی ہو کوئی رغبت
نمازوں میں نہ وارد ہو سرور و کیف کی حالت
اگر طالب کو علمِ دین سے کچھ بھی نہ ہو نسبت
تو جی چاہے نہ چاہے پر نہ چھوڑے مشق کی عادت
علاج اس کا یہی ہے بس لگے رہنا بصد شدت
خدا چاہے ضرور آنے لگے گی ایک دن لذت
نوا را تلخ ترمے زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر میخواں چو محمل راگراں بینی

نماز اور زکوٰۃ

دلاتا ہے صدقہ بلا سے نجات دعائیں پلاتی ہیں آب حیات
یہی دو ہیں مغز احکام دیں اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ

ذکر الٰہی کا فائدہ

کمزور ہو ایماں اگر، تب ذکر کی تاکید کر
ایمان میں جب جاں پڑے پھر قرب کی امید کر
حق الیقیں گر چاہتا ہے اور اطمینان قلب
تسبیح کر، تہلیل کر، تکبیر کر، تحمید کر

انسانی پیدائش کی غرض اور تمام انبیاء کا مشترکہ پیغام

عبادت اور نماز کا قیام۔ قرآن کریم کی روشنی میں

اہمیت، غرض وغایت، برکات، اوقات، کیفیات، حفاظت نماز اور مومنوں سے توقعات

انسانی پیدائش کی غرض

خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

’’اور میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔ (سورۃ الذاریات:57)

ابدی تعلیمات

اور وہ کوئی حکم نہیں دیئے گئے سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے، ہمیشہ اس کی طرف جھکتے ہوئے، اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور یہی قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات کا دین ہے۔ (البینۃ:6)

عبادت گاہوں کی حفاظت

اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کردیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ (الحج:41)

تمام انبیاء کا مشترکہ پیغام

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے تھے کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔ (الانبیاء:26)

اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے اجتناب کرو۔ (النحل:37)

حضرت نوحؑ

یقیناً ہم نے نوح کو بھی اس کی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ (الاعراف:60)

حضرت ہودؑ

اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (ہم نے بھیجا) اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔ (الاعراف:66)

حضرت صالحؑ

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا) اس نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ (الاعراف:74)

حضرت شعیبؑ

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ (الاعراف:86)

حضرت ابراہیمؑ

اور جب ہم نے ابرہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ بنائی (یہ کہتے ہوئے کہ) میرا کسی کو شریک نہ ٹھہرا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھ۔ (الحج:27)

حضرت موسیٰؑ

(اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا) یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔ (طٰہٰ:15)

حضرت زکریاؑ

فرشتوں نے اسے آواز دی جبکہ وہ محراب میں کھڑا عبادت کررہا تھا۔ (آل عمران:40)

حضرت مسیحؑ

اور مجھے نماز کی اور زکوٰۃ کی تلقین کی ہے جب تک میں زندہ ہوں۔ (مریم:32)

ائمۃ الھدیٰ

(حضرت موسیٰؑ، ہارونؑ، ابراہیمؑ، لوطؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے ذکر کے بعد فرمایا)

اور ہم نے انہیں ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے۔ اور ہم نے انہیں اچھی باتیں کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کرتے تھے اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔ (الانبیاء:74)

بنی اسرائیل

(بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ)

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھک جاؤ۔ (البقرۃ:44)

اور یقیناً اللہ بنی اسرائیل کا میثاق (بھی) لے چکا ہے۔ اور ہم نے ان میں سے بارہ نقیب مقرر کردیئے تھے۔ اور اللہ نے کہا یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور تم نے ان کی مدد کی اور اللہ کو قرضہ حسنہ دیا تو میں ضرور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کردوں گا اور ضرور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ (المائدہ:13)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین اور نماز

متقی کی علامت

(متقی وہ ہیں) جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (البقرۃ:4)

مومنوں کی بنیادی صفت

تو میرے ان بندوں سے کہہ دے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے مخفی طور پر بھی اور اعلانیہ طور پر بھی خرچ کریں۔ (ابراہیم:32)

اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو بھلائی بھی تم خود اپنی خاطر آگے بھیجتے ہو اسے تم اللہ کے حضور موجود پاؤ گے۔ یقیناً اللہ اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے جو تم کرتے ہو۔ (البقرۃ:111)

صحابہ رسولؐ کی نماز

اور وہ لوگ جو اپنے رب کے لئے راتیں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔ (الفرقان:65)

ایسے عظیم مرد جنہیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے یا نماز کے قیام سے یا زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل کرتی ہے۔ (النور:38)

جنہیں اگر ہم زمین میں تمکنت عطا کریں تو وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ (الحج:42)

مومنوں سے توقع

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کردے اور تمہیں ذکر الٰہی اور نماز سے باز رکھے تو کیا تم باز آنے والے ہو۔ (المائدہ:92)

ازواج مطہرات کو حکم

اور اپنے گھروں میں ہی رہا کرو اور گزری ہوئی جاہلیت کے سنگھار جیسے سنگھار کی نمائش نہ کیا کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے اہل بیت! یقیناً اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلائش دور کردے اور تمہیں اچھی طرح پاک کردے۔ (الاحزاب:34)

وضو اور تیمّم

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کی طرف جانے کے لئے اٹھو تو اپنے چہروں کو دھو لیا کرو اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں تک۔ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں بھی دھو لیا کرو۔ اور اگر تم جنبی ہو تو (پورا غسل کرکے) اچھی طرح پاک صاف ہو جایا کرو۔ اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم نے عورتوں سے تعلق قائم کیا ہو اور اس حالت میں تمہیں پانی نہ ملے تو خشک پاکیزہ مٹی کا تیمّم کرو اور اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کرلیا کرو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے لیکن چاہتا ہے کہ تمہیں بہت پاک کرے اور تم پر اپنی نعمت تمام کرے تاکہ تم شکر کیا کرو۔ (المائدہ:7)

نمازوں کی تفصیل اور اوقات

یقیناً نماز مومنوں پر ایک وقت مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔ (النساء:104)

سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔ (بنی اسرائیل:79)

اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔ (بنی اسرائیل:80)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے وہ جو تمہارے زیرنگیں ہیں اور وہ جو تم میں سے ابھی بالغ نہیں ہوئے، چاہئے کہ وہ تین اوقات میں (تمہاری خوابگاہوں میں داخل ہونے سے پہلے) تم سے اجازت لیا کریں۔ **صبح کی نماز** سے قبل اور اس وقت جب تم قیلولے کے وقت (زائد) کپڑے اتار دیتے ہو اور **عشاء کی نماز** کے بعد۔ (النور:59)

اور دن کے دونوں کناروں پر نماز کو قائم کر اور رات کے کچھ ٹکڑوں میں بھی۔ یقیناً نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے۔ (ہود:115)

نماز جمعہ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ (الجمعہ:10)

سفر میں نماز

اور جب تم زمین میں (جہاد کرتے ہوئے) سفر پر نکلو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر کر لیا کرو، اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے تمہیں آزمائش میں ڈالیں گے۔ یقیناً کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ (النساء:102)

نماز خوف

اگر تمہیں کوئی خوف ہو تو چلتے پھرتے یا سواری کی حالت میں ہی (نماز پڑھ لو) پھر جب تم امن میں آجاؤ تو پھر (اسی طریق پر) اللہ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے۔ (البقرہ:240)

اور جب تو بھی ان میں ہو اور تو انہیں نماز پڑھائے تو ان میں سے ایک گروہ (نماز کے لئے) تیرے ساتھ کھڑا ہو جائے۔ اور چاہئے کہ وہ (مجاہدین) اپنا اسلحہ ساتھ رکھیں۔ پس جب وہ سجدہ کرلیں تو وہ تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ آجائے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی پھر وہ تیرے ساتھ نماز پڑھیں اور وہ اپنے بچاؤ کے سامان اور ہتھیار ساتھ رکھیں۔ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ دفعۃً تم پر ٹوٹ پڑیں۔ اور اگر تمہیں بارش کی وجہ سے کوئی مشکل ہو یا تم بیمار ہو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے ہتھیار اتار دو اور اپنا بچاؤ (بہرحال) اختیار کئے رکھو۔ یقیناً اللہ نے کافروں کے لئے بہت رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (النساء:103)

نماز کی حفاظت و دوام

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔ (المومنون:11)

اور وہ اپنی نماز پر ہمیشہ محافظ رہتے ہیں۔ (انعام:93)

(اپنی) نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص مرکزی نماز کی اور اللہ کے حضور فرمانبرداری کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔ (البقرہ:239)

وہ لوگ جو اپنی نماز پر دوام اختیار کرنے والے ہیں۔ (المعارج:24)

نماز کا قبلہ

یقیناً ہم دیکھ چکے تھے تیرے چہرے کا آسمان کی طرف متوجہ ہونا۔ پس ضرور تھا کہ ہم تجھے اس قبلہ کی طرف پھیر دیں جس پر تو راضی تھا۔ پس اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور جہاں کہیں بھی تم ہو اسی کی طرف اپنے منہ پھیر لو۔ (البقرہ:145)

کیفیت نماز

خالص اللہ کے لئے

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ (انعام:163)

خشوع وخضوع

یقیناً مومن کامیاب ہوگئے۔ وہ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ (المومنون:3,2)

قراءت نماز

اپنی نماز نہ بہت اونچی آواز میں پڑھ اور نہ اسے بہت دھیما کر اور ان کے درمیان کی راہ اختیار کر۔ (بنی اسرائیل:111)

کامل توجہ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم پر مدہوشی کی کیفیت ہو۔ یہاں تک کہ اس قابل ہو جاؤ کہ تمہیں علم ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اور نہ جنبی ہونے کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) یہاں تک کہ نہا لو سوائے اس کے کہ تم مسافر ہو۔ (النساء:44)

برکات وفضائل نماز

کامیابی

یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جو پاک ہوا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔ (الاعلیٰ:16,15)

برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے

تو کتاب میں سے جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کرو۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (العنکبوت:46)

شرک سے بچاؤ

ہمیشہ اس کی طرف جھکتے ہوئے (چلو) اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔ (الروم:32)

اعانت الٰہی

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرہ:154)

اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔ (البقرہ:46)

تربیت اہل وعیال

اہل کو مسلسل نصیحت

اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتا رہ اور اس پر ہمیشہ قائم رہ۔ (طٰہٰ:133)

حضرت ابراہیمؑ

اے ہمارے رب! یقیناً میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک بے آب وگیاہ وادی میں تیرے معزز گھر کے پاس آباد کر دیا ہے۔ اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ اور انہیں پھلوں میں سے رزق عطا کر تاکہ وہ شکر کریں۔ (ابراہیم:38)

حضرت اسماعیلؑ

اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتا تھا اور اپنے رب کے حضور بہت ہی پسندیدہ تھا۔ (مریم:56)

حضرت لقمانؑ کی بیٹے کو تاکید

اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کر۔ (لقمان:18)

قیام نماز کے لئے دعا

اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔ اے ہمارے رب! اور میری دعا قبول کر۔ (ابراہیم:41)

ناپسندیدہ نماز

نماز سے غفلت

ان نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ (الماعون:6,5)

نماز میں کسل

یقیناً منافقین اللہ سے دھوکہ بازی کرتے ہیں جبکہ وہ انہی کو دھوکہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا۔ (النساء:143)

وہ نماز کے قریب نہیں آتے تھے مگر سخت سستی کی حالت میں۔ (التوبہ:54)

ترک نماز پر وعید

(دوزخیوں سے پوچھا جائے گا) تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کیا؟
وہ کہیں گے ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے۔ (المدثر:44,43)

پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ پھر اپنے اہل وعیال کی طرف اکڑتا ہوا گیا۔ تجھ پر ہلاکت ہو۔ پھر ہلاکت ہو۔ تجھ پر ہلاکت ہو۔ پھر ہلاکت ہو۔ (القیامۃ:32تا36)

نماز سے روکنے والا

کیا تو نے اس شخص پر غور کیا جو روکتا ہے ایک عظیم بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے..... خبردار اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر کھینچیں گے۔ (العلق:16,11,10)

اور یقیناً جب بھی اللہ کا بندہ اس کو پکارتے ہوئے کھڑا ہوا تو وہ قریب ہوتے ہیں کہ اس پر غول در غول ٹوٹ پڑیں۔ (الجن:20)

مشرکوں کی نماز

اور (اللہ کے) گھر کے پاس ان کی عبادت سیٹیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہیں۔ (الانفال:36)

اہل کتاب کا رویہ

اور جب تم نماز کے لئے بلاتے ہو تو وہ اسے مذاق اور کھیل تماشہ بنا لیتے ہیں۔ یہ اس بنا پر ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔ (المائدہ:59)

نماز کے فضائل و برکات۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے

تاریخ نماز

اولین فرائض

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے میری امت پر جو سب سے پہلی چیز فرض کی وہ پانچ نمازیں ہیں اور میری امت کے اعمال میں سے جو چیز سب سے پہلے اٹھالی جائے گی وہ بھی پانچ نمازیں ہی ہیں۔

(فردوس الاخبار جلد اول صفحہ 47 حدیث نمبر7)

پہلا حساب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہو گا۔

(جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ان اول ما یحاسب بہ العبد حدیث نمبر 378)

5 نمازیں 50 کے برابر

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

معراج کے سفر میں مجھ پر 50 نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں کم کر کے 5 کر دیا اور فرمایا کہ میں نے بندوں پر اپنا فرض بھی عائد کر دیا اور ان سے تخفیف بھی کر دی کیونکہ میں ہر نیکی کی جزا دس گنا دیتا ہوں۔ (یعنی پانچ نمازوں کا اجر 50 کے برابر ہو گا)

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکہ حدیث نمبر 2968)

نماز کے دو حصے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ اس کا نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے بندہ کیلئے ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحہ حدیث نمبر:598)

اوقات نماز

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جبریل نے مجھے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ نمازیں پڑھائیں۔ پہلی دفعہ پانچوں نمازیں اول وقت میں اور دوسری دفعہ پانچوں نمازیں آخر وقت میں پڑھائیں اور پھر کہا نماز کا وقت ان دو اوقات کے درمیان میں ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب فی مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 138)

بیت اللہ کی طرف پہلی نماز

حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مکہ میں اور پھر مدینہ تشریف لانے کے 16 یا 17 ماہ بعد تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے اور آپ کی خواہش تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو۔ آپ نے پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی عصر کی نماز تھی۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب الصلوٰۃ من الایمان حدیث نمبر :39)

اعلان نماز

ابتداء میں نماز کے لئے اعلان وغیرہ کا انتظام نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے بعد رسول اللہ ؐ نے صحابہؓ سے اس بارہ میں مشورہ لیا کسی نے نصاریٰ کی طرح ناقوس کی رائے دی کسی نے یہود کی مثال میں بوق کی تجویز دی۔ حضرت عمرؓ کے مشورہ کے مطابق طے ہوا کہ کوئی شخص نماز کے وقت اعلان کر دیا کرے۔ کچھ عرصہ بعد ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو خواب میں موجودہ اذان کے الفاظ سکھائے گئے۔

(جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب بدء الاذان حدیث نمبر 175,174)

تیاری نماز

پہلے وضو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ رخ کھڑے ہو جاؤ اور تکبیر کہو۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحہ حدیث نمبر:602)

وضو پوری طرح کرو

محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم ایک لگن سے وضو کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا وضو پورے طور پر کیا کرو کیونکہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے ان ایڑیوں کیلئے ہلاکت ہے (جو اچھی طرح نہیں دھوئی گئیں۔)

(صحیح بخاری کتاب الوضوء باب غسل الاعقاب حدیث نمبر:160)

پہچان

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول آپؐ اپنی امت کو میدان حشر میں کیسے پہچانیں گے تو آپ نے فرمایا:۔

میں انہیں وضو کے اثر سے تابندہ اعضاء سے پہچان لوں گا۔ ان کے علاوہ یہ شرف کسی کو حاصل نہیں ہو گا۔ میں انہیں اس وقت بھی پہچان لوں گا جب نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے اور ان کے چہروں کے چمکتے نشانات سے اور اس نور سے جو ان کے آگے آگے بھاگ رہا ہو گا پہچان لوں گا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد4 صفحہ 309 سورۃ الحدید)

فضائل نماز

مومن کا معراج

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ

نماز مومن کا معراج ہے

(تفسیر کبیر رازی جلد1 صفحہ 266 سورۃ الفاتحہ۔ مطبع بہیہ میدان الازھر مصر)

نماز مومن کا نور ہے

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔ اور صدقہ خطاؤں کو بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔ اور نماز مومن کا نور ہے۔ اور روزہ آگ سے بچنے کیلئے ڈھال ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الحسد حدیث نمبر 4200)

حضرت ابو مالک الاشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نماز نور ہے اور صدقہ برہان ہے اور صبر روشنی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فی فضل الوضوء حدیث نمبر328)

دین کا ستون

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے تو آپؐ نے فرمایا نماز وقت پر ادا کرنا۔ جو نماز ترک کر دے اس کا کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے۔

(شعب الایمان بیہقی جلد3 ص39 حدیث نمبر 2807 دار الکتب العلمیہ۔ بیروت 1410ھ طبع اول)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

نماز دین کا ستون ہے اور جہاد عمل کا بلند تر درجہ ہے اور زکوٰۃ اس کو ثبات عطا کرتی ہے۔

(کنز العمال جلد7 صفحہ 284 حدیث 18891 کتاب الصلوٰۃ باب فضائل الصلوٰۃ)

آنکھوں کی ٹھنڈک

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ وَ ثَمَرَۃُ فُؤَادِیْ فِیْ ذِکْرِہٖ

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور ذکر الٰہی میرے دل کا پھل ہے

(الشفاء قاضی عیاض جلد اول ص 86)

برکات نماز

روحانی نہر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر بہتی ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس پر کچھ گندگی باقی رہ جائے گی‘ صحابہ نے عرض کیا کہ کوئی گندگی نہیں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے جن کے ذریعہ اللہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب المشی الی الصلوٰۃ حدیث نمبر:1071)

درجات کی بلندی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتائیے آپؐ نے فرمایا۔

دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا' مسجد میں دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ رباط ہے۔ (یعنی سرحد پر چھاؤنی قائم کرنا)

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء حدیث نمبر:369)

نجات کا رستہ

حضرت ابوامامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے۔

اللہ سے ڈرو۔ پانچ وقت کی نماز پڑھو، ایک ماہ کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور جب میں کوئی حکم دوں تو اس کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما یتعلق بالصلوٰۃ حدیث نمبر 559)

حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور آگ سے دور کردے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر یعنی رشتہ داروں کے ساتھ پیار و محبت سے رہ۔

(بخاری کتاب الادب باب فضل صلۃ الرحم حدیث نمبر 5524)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

رحمان کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام پھیلاؤ تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔

(جامع ترمذی کتاب الاطعمہ باب فی فضل اطعام الطعام حدیث نمبر 1778)

دیدار الٰہی

حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ رات کا وقت تھا آپؐ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

تم لوگ اپنے رب کو اسی طرح بلا روک ٹوک دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اس شرف کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو فجر اور عصر کی نماز میں کوتاہی نہ کرو۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب وجوہ یومئذ ناضرۃ حدیث نمبر:6882)

پہلے گناہوں کا کفارہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے وضو کا پانی منگوایا اور پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جب فرض نماز کا وقت آئے وہ اچھی طرح وضو کرے پھر وہ نہایت توجہ اور خشوع سے نماز پڑھے اور عمدگی سے رکوع (وسجود) کرے تو وہ نماز اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی بڑے گناہ کا مرتکب نہ ہوا ہو اور بخشش کا یہ سلسلہ ہمیشہ سے جاری رہتا ہے۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء والصلاۃ عقبہ حدیث نمبر:335)

جنت میں مہمان نوازی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

جو شخص صبح و شام خدا کے گھر میں جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں اپنی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل من غدا الی المسجد حدیث نمبر 622)

عمل صالح

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کونسا عمل اللہ کے نزدیک سب سے افضل ہے۔ فرمایا وقت مقررہ پر نماز کی ادائیگی پھر میرے پوچھنے پر فرمایا اس کے بعد والدین سے حسن سلوک اور پھر جہاد فی سبیل اللہ۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ لوقتہا حدیث نمبر496)

ہر سجدہ

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے محبوب عمل کے بارہ میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:۔

تو سجود کثرت سے ادا کر کیونکہ تیرے ہر سجدہ کی بدولت خدا تعالیٰ تجھے ایک درجہ میں بڑھاتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود حدیث نمبر :753)

نمازی کا تحفظ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے یہ وہ مسلمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی امان میں آ جاتا ہے۔ پس اللہ کے اس عہد میں کوئی کوتاہی نہ کرنا۔

(بخاری کتاب الصلاۃ باب فضل استقبال القبلۃ حدیث نمبر:378)

دوسری حدیث میں ہے کہ ایسے مسلمان کے جان و مال وغیرہ کی حفاظت لازم ہے۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد باب علی مایقاتل المشرکون حدیث نمبر:2271)

فرشتوں سے رابطہ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

رات اور دن کے فرشتے فجر کی نماز کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلوٰۃ الفجر حدیث نمبر612)

آگ سے بریت

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

جس نے اللہ کی خاطر چالیس دن باجماعت نمازوں میں تکبیر اولیٰ میں شرکت کی اس کے لئے دو چیزوں سے بریت لکھی جائے گی آگ سے بریت اور نفاق سے بریت۔

(جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ حدیث نمبر:224)

کیفیت نماز

عبادت اور احسان

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ احسان کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو تو یہ خیال کر کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل حدیث نمبر48)

اللہ سامنے ہوتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

جب کوئی نمازی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن البصاق فی المسجد حدیث نمبر :825)

نماز اور سکینت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

جب نماز کھڑی ہو جائے تو اس میں دوڑ کر شامل نہ ہوا کرو بلکہ وقار اور سکینت سے چل کر آؤ۔ نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ مل جائے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کرلو۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب المشی الی الجمعۃ حدیث نمبر 857)

نماز اس طرح پڑھو

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں جلدی جلدی نماز پڑھی تو رسول اللہؐ نے اسے فرمایا تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ پھر اسے نماز پڑھنے کا طریق سکھایا۔ فرمایا جب تم نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر حسب توفیق قرآن کی تلاوت کرو۔ پھر پورے اطمینان سے رکوع کرو۔ پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر پورے اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو۔ پھر سجدہ کے بعد اطمینان کے ساتھ بیٹھو۔ اسی طرح ساری نماز ٹھہر کر سنوار کر پڑھو۔

(بخاری کتاب الاذان باب وجوب القراءۃ للامام حدیث نمبر:715)

عمدگی سے نماز پڑھو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ایک شخص کا نام لے کر فرمایا کیا تم عمدگی سے نماز ادا نہیں کر سکتے کیا نماز پڑھنے والا دیکھتا نہیں کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے حالانکہ وہ محض اپنے لئے نماز پڑھتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الامر بتحسین الصلوٰۃ حدیث نمبر:642)

تو نے نماز نہیں پڑھی

صحابی رسولؐ حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو نہ رکوع پورے طور پر کرتا اور نہ سجدے۔ جب وہ نماز ختم کر چکا تو حضرت حذیفہؓ نے اسے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی اگر تو مر جائے تو محمد ﷺ کی سنت کے سوا کسی اور طریقہ پر مرے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذالم یتم السجود حدیث نمبر:376)

شیطان کی جھپٹ

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا یہ شیطان کی ایک جھپٹ ہے جو وہ بندے کی نماز پر مارتا ہے اور اس میں سے کچھ لے لیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب الالتفات فی الصلوٰۃ حدیث نمبر:709)

تلقین نماز

مسجد میں نماز پڑھا کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک نابینا آیا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی مسجد تک لانے والا نہیں ہے اس لئے مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا کریں۔ آپ نے اجازت عطا فرمائی۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا پھر تم مسجد میں نماز پڑھا کرو۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب یجب اتیان المسجد حدیث نمبر:1044)

نماز چھوڑنا

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر حدیث نمبر :116)

نماز باجماعت کیلئے درد

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کی جائیں۔ پھر نماز پڑھانے کے لئے ایک آدمی کو حکم دوں اور میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو باجماعت نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کو گھروں سمیت جلا دوں۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب وجوب صلوٰة الجماعة حدیث نمبر :608)

نمازی گھرانہ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور اپنی بیوی کو بھی اٹھائے اور اگر وہ اٹھنے میں پس و پیش کرے تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کو نماز پڑھنے لگے اور اپنے خاوند کو بھی جگائے- اور اگر وہ جاگنے میں سستی کرے تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰة باب قیام اللیل حدیث نمبر1113)

بچوں کو تاکید کرو

حضرت عمرو بن شعیبؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو۔

(ابوداؤد باب متیٰ یومر الغلام بالصلوٰة حدیث نمبر 417)

منفرد اعزاز

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات نماز عشاء قریباً آدھی رات کے وقت پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا۔

تمہیں بشارت ہو۔ تم پر یہ اللہ کی نعمت ہے کہ دنیا میں تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں جو اس وقت نماز ادا کر رہا ہو۔

ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہم یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰة باب فضل العشاء حدیث نمبر534)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک مصروفیت کی وجہ سے عشاء کی نماز پڑھانے بہت دیر سے تشریف لائے یہاں تک کہ ہم انتظار کرتے کرتے کئی دفعہ سوئے اور جاگے۔ جب آنحضرتؐ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا آج دنیا میں تمہارے سوا اور کوئی قوم نہیں جو نماز کا انتظار کرتی ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الطہارة باب الوضوء من النوم حدیث نمبر171)

سب سے زیادہ ثواب

حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

لوگوں میں نماز کا سب سے زیادہ ثواب حاصل کرنے والے وہ لوگ ہیں جو دور سے چل کر آتے ہیں۔ پھر وہ جو ان سے دور سے آنے والے ہیں اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ وہ اس شخص سے زیادہ ثواب حاصل کرنے والا ہوگا جو نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل الفجر فی جماعة حدیث نمبر:613)

آخری پیغام

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ جان کنی کے عالم میں آنحضرت ﷺ کا آخری پیغام اور نصیحت یہ تھی۔

الصلوٰةَ و ماملکت ایمانکم

نماز اور غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا

(سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا باب ھل اوصی رسول اللّٰہؐ حدیث نمبر2689)

مقام نماز

ساری زمین

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:۔

ساری زمین تمہارے لئے مسجد ہے جہاں کہیں بھی نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لیا کرو۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد حدیث نمبر 809)

بہترین جگہیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:۔

اللہ کے نزدیک شہروں کی بہترین جگہیں اس کی مسجدیں ہیں اور شہروں کی بدترین جگہیں اس کے بازار ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل الجلوس حدیث نمبر:1076)

مبارک صفیں

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

جو لوگ صفوں میں اکٹھے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اللہ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔

(مجمع الزوائد جلد2صفحہ 91)

بیت الذکر کی تعمیر

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر کوئی سجدہ گاہ تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بناتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل بناء المساجد حدیث نمبر 828)

بیوت الذکر کے آداب

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اللہ کے گھروں سے دور رکھو اپنے چھوٹے بچوں کو، دیوانوں کو، اپنے خرید و فروخت کے معاملات کو، اپنے جھگڑوں کو، اپنی آواز بلند کرنے کو، اپنی حدود کی تنفیذ کو اور اپنی تلواریں کھینچنے کو اور بیوت الذکر کے دروازوں پر طہارت خانے بناؤ نیز جمعوں کے موقع پر خوشبودار دھونی دو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب المساجد باب مایکرہ فی المساجد حدیث نمبر:742)

رسول اللہؐ کی مسجد

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی کے ستون کھجور کے تنوں کے تھے جن پر کھجور کی شاخوں سے چھت ڈالی گئی تھی جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں گل گئیں۔ چنانچہ انہوں نے کھجور کے تنوں اور شاخوں سے مسجد کو دوبارہ تعمیر کرایا وہ پھر حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بوسیدہ ہو گئیں تو انہوں نے مسجد نبوی کو پختہ اینٹوں سے بنوایا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰة باب فی بناء المسجد حدیث نمبر:382)

مسجد نبوی کی توسیع

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں کچی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی ٹہنیاں تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اس میں کچھ اضافہ کروایا اور لکڑیوں کے ستون دوبارہ لگوائے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس میں اضافہ کیا اور اس کی دیوار کو نقش دار پتھروں اور گچ سے بنایا اور اس کے ستون نقش دار پتھروں سے اور اس کی چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوائی۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰة باب فی بنیان المسجد حدیث نمبر:427)

نفل نماز

قرب الٰہی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث نمبر:6021)

نور حاصل کرو

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

انسان کا اپنے گھر میں نفل نماز ادا کرنا نور ہے جو چاہے اپنے گھر کو اس نور سے روشن کرلے۔

(مسند احمد حدیث نمبر :82)

فرض کے بعد بہترین نماز

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

تم اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو کیونکہ فرض نماز کے بعد آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جو وہ گھر میں ادا کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب صلوٰة المسافرین باب استحباب صلوٰة النافلة حدیث نمبر:1301)

گھر میں نماز گاہ

حضرت عتبان بن مالکؓ رسول کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا کہ میری بینائی کمزور ہے میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں جب بارش ہوتی ہے تو میرے اور میری قوم کے درمیان وادی پانی سے بھر جاتی ہے اور میں مسجد تک نہیں جاسکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائیں اور وہاں نماز پڑھائیں جسے ہم نماز گاہ بنا لیں۔ چنانچہ رسول اللہؐ ایک دن سورج بلند ہونے کے بعد تشریف لائے اور دو رکعات باجماعت نماز پڑھائی۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد فی البیوت حدیث نمبر:407)

باجماعت تہجد

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک چٹائی تھی جسے آپ دن کو بچھا لیتے اور رات کو اس کا حجرہ بنا لیتے۔ آپ رمضان میں ایک رات اپنے حجرہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ لوگوں نے رسول اللہؐ کو دیکھ لیا اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے۔ کئی راتیں اسی طرح ہوا اس کے بعد آپ نے نماز نہیں پڑھائی اور فرمایا میں اس بات سے ڈر گیا کہ تم پر رات کی نماز فرض نہ ہو جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب اذا کان بین الامام حدیث نمبر687 وباب صلوٰۃ اللیل حدیث نمبر:688`689)

جمعہ کی نماز

ہر دروازے پر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستماع حدیث نمبر:877)

ترتیب وار

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور نماز جمعہ میں آنے کے حساب سے بیٹھیں گے۔ یعنی پہلا دوسرا تیسرا پھر انہوں نے کہا چوتھا بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے کے لحاظ سے دور نہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب التھجیر حدیث نمبر:1084)

سات دن کے گناہوں کا کفارہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی جو جمعہ کے دن غسل کرتا ہے خوب اچھی طرح پاک صاف ہوتا ہے اور تیل وغیرہ یا اپنے گھر میں میسر خوشبو استعمال کر کے پھر جمعہ پر جاتا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان بیٹھ کر انہیں جدا نہیں کرتا پھر جتنی نماز اس کیلئے مقدر ہے وہ پڑھتا ہے اور امام کی باتیں خاموشی سے سنتا ہے تو پچھلے جمعہ سے اس جمعہ تک اس کے سارے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب الجمعہ باب الدھن للجمعۃ حدیث نمبر:834)

چند مسائل نماز

جمع نماز

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء مدینہ میں بغیر کسی خوف یا بارش وغیرہ کے جمع کر کے ادا فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ سے جب پوچھا گیا کہ کس غرض کے تحت نماز جمع کروائی تھی تو فرمایا کہ لوگوں کی سہولت کیلئے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین فی الحضر حدیث نمبر:172)

سفر کی نماز

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آغاز میں اللہ تعالیٰ نے سفر اور حضر میں 2،2 رکعات نماز فرض کی تھی۔ بعد میں حالت قیام کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا مگر سفر کی نماز اسی طرح قائم رکھی گئی۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کیف فرضت الصلوٰۃ حدیث نمبر337)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہا۔ میں نے آپ کو سفر میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ سفر میں دو (فرض) رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب من لم یتطوع فی السفر حدیث نمبر:1037)

اگر امام بھول جائے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک نماز میں رکعات بھول گئے۔ بعد میں آپ نے سجدہ سہو کیا اور فرمایا میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں اور بھول جاتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو اس لئے جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التوجہ نحو القبلۃ حدیث نمبر:386)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

نماز میں اگر امام بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب التصفیق للنساء حدیث نمبر:1128)

ممنوعہ اوقات نماز

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

تم میں سے کوئی اس جستجو میں نہ رہے کہ سورج نکلنے کے وقت نماز پڑھے اور نہ اس کے غروب ہونے کے وقت۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب لا تتحری الصلوٰۃ حدیث نمبر:550)

نماز ہلکی پڑھاؤ

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آخری نصیحت یہ کی تھی کہ تم لوگوں کی امامت کراؤ تو نماز ہلکی پڑھانا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب امر الائمۃ حدیث نمبر 718)

رات کی آخری نماز

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

رات کو اپنی آخری نماز وتر رکھا کر۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب لیجعل آخر صلاتہ وترا حدیث نمبر:943)

رکوع اور سجدہ میں تلاوت

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ میں رکوع یا سجدہ میں قرآن کی قراءت کروں۔ پس تم رکوع میں اپنے رب کی عظمت بیان کرو اور سجدہ میں بہت دعا کرو۔ قریب ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ ما یقول اذا رفع راسہ حدیث نمبر:738)

امامت کا حقدار

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

لوگ تین ہوں تو ان میں سے ایک ان کی امامت کروائے اور ان میں سے سب سے زیادہ امامت کا حقدار ان میں سے سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب من احق بالامامۃ حدیث نمبر:1077)

قیام نماز میں آسانی

حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ مجھے بواسیر تھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ بھی نہ سکو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب اذا لم یطق قاعدا حدیث نمبر:1050)

نماز کیلئے نکلتے وقت کی دعا

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے گھر سے نماز کے لئے نکلتے وقت یہ دعا سکھائی۔

اے اللہ میں تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضامندی کے حصول کی خاطر نکلا ہوں۔ میں تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ اپنی رحمت سے مجھے آگ سے بچالے۔

(ابن ماجہ کتاب المساجد باب المشی الی الصلوٰۃ حدیث نمبر:770)

قعدہ میں دعا

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم نماز میں حالت قعدہ میں ہو تو پہلے التحیات پڑھو۔ پھر تشہد پڑھو اس کے بعد جو دعا چاہے کرو۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ حدیث نمبر:609)

تہجد میں دعا

حضرت محمد بن مسلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تہجد کے سجدوں میں یہ دعا کرتے تھے۔

اے اللہ میں نے تیرے لئے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرا ہی فرمانبردار ہوں۔ اے اللہ تو ہی میرا رب ہے میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا اور شکل وصورت بخشی اور کان اور آنکھ عطا کئے۔ بڑی برکتوں والا ہے وہ اللہ جو بہترین خالق ہے۔

(سنن نسائی کتاب التطبیق حدیث نمبر1116)

سیدنا حضرت مسیح موعود کی پُرمعارف اور اثر انگیز تحریرات کی روشنی میں

نماز کی حقیقت، حکمت، غرض و غایت، فوائد اور ذوق وشوق پیدا کرنے کے نادر طریقے

نماز خدا تعالیٰ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے

مرتبہ: مکرم منیر احمد رشید صاحب

نماز کیا ہے؟

نماز کیا ہے یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا اس سے اپنی حاجات کا مانگنا یہی نماز ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 188)

نماز کیا چیز ہے۔ نماز دراصل رب العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ وبکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تا کہ صحت حاصل ہو۔ اسی طرح بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں۔ (ملفوظات جلد دوم ص 615)

نماز کی اہمیت

خدا کی رحمت کے سرچشمہ سے فائدہ اٹھانے کا اصل قاعدہ یہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ جیسے اس انسان کا قدم بڑھتا ہے ویسے ہی پھر خدا کا قدم بڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاص رحمتیں ہر ایک کے ساتھ نہیں ہوتیں اور اسی لئے جن پر یہ ہوتی ہیں ان کے لئے وہ نشان بولی جاتی ہیں (اس کی نظیر دیکھ لو) کہ پیغمبر خدا ﷺ پر ان کے دشمنوں نے کیا کیا کوششیں آپ کی ناکامیابی کے واسطے کیں۔ مگر ایک پیش نہ گئی حتیٰ کہ قتل کے منصوبے کئے مگر آخر ناکامیاب ہی ہوئے۔ خدا تعالیٰ یہ تجویز پیش کرتا ہے (اس خاص رحمت کے حصول کے واسطے جو اخلاق وغیرہ حاصل کئے جاویں تو) ان امروں کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جاوے نہ کہ ہمارے سامنے۔ اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت کا سلسلہ جاری رکھیں اور اس کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی شے نہیں ہے۔ کیونکہ روزے تو ایک سال کے بعد آتے ہیں اور زکوٰۃ صاحب مال کو دینی پڑتی ہے مگر نماز ہے کہ ہر ایک (حیثیت کے آدمی) کو پانچوں وقت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اسے ہرگز ضائع نہ کریں۔ اسے بار بار پڑھو اور اس خیال سے پڑھو کہ میں ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑا ہوں کہ اگر اس کا ارادہ ہو تو ابھی قبول کر لیوے۔ اسی حالت میں، بلکہ اسی ساعت میں بلکہ اسی سیکنڈ میں۔ کیونکہ دوسرے دنیاوی حاکم تو خزانوں کے محتاج ہیں اور ان کو فکر ہوتی ہے کہ خزانہ خالی نہ ہو جاوے اور ناداری کا ان کو فکر لگا رہتا ہے مگر خدا تعالیٰ کا خزانہ ہر وقت بھرا بھرایا ہے۔ جب اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو صرف یقین کی حاجت ہوتی ہے اسے اس امر پر یقین ہو کہ میں ایک سمیع، علیم اور خبیر اور قادر ہستی کے سامنے کھڑا ہوا ہوں اگر اسے مہر آ جاوے تو ابھی دے دیوے۔ بڑے تضرع سے دعا کرے۔ ناامید اور بدظن ہرگز نہ ہووے اور اگر اسی طرح کرے تو (اس راحت کو) جلدی دیکھ لے گا اور خدا تعالیٰ کے اور اور فضل بھی شامل حال ہوں گے اور خود خدا بھی ملے گا۔ تو یہ طریق ہے جس پر کاربند ہونا چاہئے مگر ظالم فاسق کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے لاپرواہ ہے۔ ایک بیٹا اگر باپ کی پروا نہ کرے اور ناخلف ہو تو باپ کو اس کی پروا نہیں ہوتی تو خدا کو کیوں ہو۔ (ملفوظات جلد دوم ص 681)

نماز کی حقیقت

نماز اس وقت حقیقی نماز کہلاتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے سچا اور پاک تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت میں اس حد تک فنا ہو اور یہاں تک دین کو دنیا پر مقدم کرے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان تک دے دینے اور مرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جائے اس وقت کہا جائے گا کہ اس کی نماز نماز ہے۔ (ملفوظات جلد سوم ص 501)

اس مقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسویٰ اللہ سے اسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔ اس وقت خدائے تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے۔ ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا نام صلوٰۃ ہے پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کر جاتی ہے اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اس کی راہ میں ہوتی ہیں، آگاہ کر کے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جبکہ ان الصلوٰۃ (-) (العنکبوت: 46) کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کیونکر اس کے ہاتھ میں نہیں اس کے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلل، کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے پھر گناہ کا خیال اسے کیونکر آ سکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا فحشاء کی طرف اس کی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی غرض ایک ایسی لذت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں۔

(ملفوظات جلد اول ص 105)

دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ پچاس پچاس سال نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا حالانکہ نماز وہ شئے ہے کہ جس سے پانچ دن میں روحانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ بعض نمازیوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے جیسے فرماتا ہے۔

(-) (الماعون: 5) ویلٌ کے معنیٰ لعنت کے بھی ہوتے ہیں۔ پس چاہئے کہ ادائیگی نماز میں انسان سست نہ ہو اور نہ غافل ہو۔ ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شئے پر مقدم رکھے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 457)

حقیقی نماز کے فوائد

یاد رکھو کہ اگر ...... ٹکروں والی نماز ہزار برس بھی پڑھی جاوے تو ہرگز فائدہ نہ ہوگا۔ نماز ایسی شئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے۔ نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ میں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے۔ اگر طبیعت میں قبض اور بدمزگی ہو تو اس کے لئے بھی دعا ہی کرنی چاہئے کہ الٰہی تو ہی اسے دور کر اور لذت اور نور نازل فرما۔

جس گھر میں اس قسم کی نماز ہوگی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوح علیہ السلام کے وقت میں یہ نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی۔ حج بھی انسان کے لئے مشروط ہے، روزہ بھی مشروط ہے۔ زکوٰۃ بھی مشروط ہے۔ مگر نماز مشروط نہیں۔ سب ایک سال میں ایک ایک دفعہ ہیں۔ مگر اس کا حکم ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے۔ اس لئے جب تک پوری پوری نماز نہ ہوگی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔

اگر بھوک یا پیاس لگی ہو تو ایک لقمہ یا ایک گھونٹ سیری نہیں بخش سکتا۔ پوری خوراک ہوگی تو تسکین ہوگی۔ اسی طرح ناکارہ تقویٰ ہرگز کام نہ آوے گا۔

خدا تعالیٰ انہیں سے محبت کرتا ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں۔

لن تنالوا البر (-) (آل عمران: 93) کے یہ معنی ہیں کہ سب سے عزیز شئے جان ہے۔ اگر موقع ہو تو وہ بھی خدا کی راہ میں دے دی جاوے۔ نماز میں اپنے اوپر جو موت اختیار کرتا ہے وہ بھی بر کو پہنچتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 627)

(ترجمہ از عربی عبارت) نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندے کو پروردگار عالم تک پہنچاتی ہے۔ اس کے ذریعہ انسان ایسے مقام تک پہنچ جاتے ہیں جہاں گھوڑوں کی پیٹھوں پر بیٹھ کر نہ پہنچ سکتا اور نماز کا شکار (ثمرات) تیروں سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا راز قلموں سے ظاہر نہیں ہو سکتا ہے اور جس شخص نے اس طریق کو لازم پکڑا اس نے حق اور حقیقت کو پا لیا اور اس محبوب تک پہنچ گیا جو غیب کے پردوں میں ہے اور شک و شبہ سے نجات حاصل کر لی۔ پس تو دیکھے گا کہ اس کے دن روشن ہیں اور اس کی باتیں موتیوں کی مانند ہیں اور اس کا چہرہ چودھویں کا چاند ہے اس کا مقام صدر نشینی ہے۔ جو شخص نماز میں اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی سے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بادشاہوں کو جھکا دیتا ہے اور اس مملوک بندہ کو مالک بنا دیتا ہے۔

(اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 ص 167,166)

دوسرا امر نماز ہے جس کی پابندی کے لئے بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ اسی قرآن مجید میں ان مصلیوں پر لعنت کی ہے جو نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اپنے بھائیوں سے بخل کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے محفوظ کر دے۔ انسان درد اور فرقت میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب اسے

حاصل ہو۔ جس سے وہ اطمینان اور سکینت اسے ملے جو نجات کا نتیجہ ہے۔ مگر یہ بات اپنی کسی چالاکی یا خوبی سے نہیں مل سکتی جب تک خدا نہ بلاوے یہ جا نہیں سکتا جب تک وہ پاک نہ کرے یہ پاک نہیں ہو سکتا۔ بہتیرے لوگ اس بات پر گواہ ہیں کہ بارہا یہ جوش طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے کہ فلاں گناہ دور ہو جاوے جس میں وہ مبتلا ہیں لیکن ہزار کوشش کریں دور نہیں ہوتا باوجودیکہ نفس لوامہ ملامت کرتا ہے لیکن پھر بھی لغزش ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے پاک کرنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اپنی طاقت سے کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس کے لئے سعی کرنا ضروری امر ہے۔

غرض وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا کی معرفت اور قرب سے دور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لئے نماز ہے۔ اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں۔ یہی سر ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا نماز فحشاء یا منکر سے روکتی ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 92)

اس میں شک نہیں کہ نماز میں برکات ہیں مگر وہ برکات ہر ایک کو نہیں مل سکتے۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نماز پڑھاوے ورنہ وہ نماز نہیں نرا پوست ہے جو پڑھنے والے کے ہاتھ میں ہے۔

اس کو مغز سے کچھ واسطہ اور تعلق ہی نہیں۔ اسی طرح کلمہ بھی وہی پڑھتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کلمہ پڑھوائے۔ جب تک نماز اور کلمہ پڑھنے میں آسمانی چشمہ سے گھونٹ نہ ملے تو کیا فائدہ؟

وہ نماز جس میں حلاوت اور ذوق ہو اور خالق سے سچا تعلق قائم ہو کر پوری نیازمندی اور خشوع کا نمونہ ہو اس کے ساتھ ہی ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کو پڑھنے والا فوراً محسوس کر لیتا ہے کہ اب وہ وہ نہیں رہا جو چند سال پہلے تھا۔ (ملفوظات جلد سوم ص 597)

اصل میں قاعدہ ہے کہ اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہنچنا ہے تو اس کے واسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جتنی لمبی وہ منزل ہوگی اتنا ہی زیادہ تیزی، کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہوگا۔ سو خدا تعالیٰ تک پہنچنا بھی تو ایک منزل ہے اور اس کا بُعد اور دوری بھی لمبی۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا۔

اصل میں (-) نے جب سے نماز کو ترک کیا یا اسے دل کی تسکین، آرام اور محبت سے اس کی حقیقت سے غافل ہو کر پڑھنا ترک کیا ہے تب ہی سے (-) کی حالت بھی معرض زوال میں آئی ہے۔ وہ زمانہ جس میں نمازیں سنوار کر پڑھی جاتی تھیں غور سے دیکھ لو کہ (-) کے واسطے کیسا تھا۔ ایک دفعہ تو (-) نے تمام دنیا کو زیر پا کر دیا تھا جب سے اسے ترک کیا وہ خود متروک ہو گئے ہیں۔ درد دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے۔ ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوا ہوتا ہے۔

نماز میں کیا ہوتا ہے یہی کہ عرض کرتا ہے۔ التجا کے ہاتھ بڑھاتا ہے اور دوسرا اس کی غرض کو اچھی طرح سنتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو سنتا تھا وہ بولتا ہے اور گزارش کرنے والے کو جواب دیتا ہے۔ نمازی کا یہی حال ہے کہ خدا کے آگے سربسجود رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنے مصائب و حوائج سناتا ہے پھر آخر سچی اور حقیقی نماز کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک وقت جلد آ جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے جواب کے واسطے بولتا اور اس کو جواب دے کر تسلی دیتا ہے۔ بھلا یہ بجز حقیقی نماز کے ممکن ہے؟ ہرگز نہیں اور پھر جن کا خدا ہی ایسا نہیں وہ بھی گئے گزرے ہیں۔ ان کا کیا دین اور کیا ایمان ہے وہ کس امید پر اپنے اوقات ضائع کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم، ص 189)

وضو اور نماز

طبی فوائد:

اور پھر ایسی حالت میں کہ نماز کا پڑھنا اور وضو کا کرنا طبی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوئے تو آنکھ آ جاتی ہے اور یہ نزول الماء کا مقدمہ ہے اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ بظاہر کیسی عمدہ بات ہے۔ منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا ہوتا ہے۔ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے۔ ناک میں کوئی بدبو داخل ہو تو دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس میں برائی کیا ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص 407)

صلوٰۃ اور دعا میں فرق

ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور دعا میں کیا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ (-) یعنی نماز ہی دعا ہے۔ نماز عبادت کا مغز ہے۔ جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور ادب انکسار تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے اصل بات یہی ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے۔ اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔ یہ اس واسطے روا رکھا گیا ہے کہ دنیوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتے ہیں۔ خاص کر خامی اور کچ پنے کے زمانہ میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں۔ صلوٰۃ کا لفظ پُرسوز معنے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے۔ ویسی ہی گدازش دعا میں پیدا ہونی چاہئے۔ جب ایسی حالت کو پہنچ جائے جیسے موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 283 تا 284)

سورۃ الفاتحہ اور نماز

سورۃ الفاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے اور یہ دعا ہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعا نماز ہی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے یوں سکھایا ہے۔ الحمد للہ (-) یعنی دعا سے پہلے یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جاوے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے لئے روح میں ایک جوش اور محبت پیدا ہو اس لئے فرمایا: الحمد للہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں رب العالمین سب کو پیدا کرنے والا اور پالنے والا۔ الرحمٰن جو بلاعمل اور بن مانگے دینے والا ہے۔ الرحیم پھر عمل پر بھی بدلہ دیتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دیتا ہے۔ مٰلك يوم الدين ہر بدلہ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ نیکی بدی سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پورا اور کامل موحد تب ہی ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کو مٰلك يوم الدين تسلیم کرتا ہے۔ دیکھو حکام کے سامنے جا کر ان کو سب کچھ تسلیم کر لینا یہ گناہ ہے اور اس سے شرک لازم آتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا حاکم بنایا ہے۔ ان کی اطاعت ضروری ہے۔ مگر ان کو خدا ہرگز نہ بناؤ۔ انسان کا حق انسان کو اور خدا تعالیٰ کا حق خدا تعالیٰ کو دو۔ پھر یہ کہو اياك نعبد و اياك نستعين ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اهدنا الصراط المستقيم ...... ہم کو سیدھی راہ دکھا یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کئے اور وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کا گروہ ہے اس دعا میں ان تمام گروہوں کے فضل اور انعام کو مانگا گیا ہے ان لوگوں کی راہ سے بچا جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوئے۔

(الحکم 24 جون 1902ء ص 2)

نماز میں سورۃ الفاتحہ کی دعا کا تکرار نہایت مؤثر چیز ہے۔ کیسی ہی بے ذوقی و بے مزگی ہو۔ اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہئے یعنی کبھی تکرار آیت اياك نعبد و اياك نستعين کا اور کبھی تکرار آیت اهدنا الصراط المستقيم کا اور سجدہ میں يا حي يا قيوم برحمتك استغيث۔

(الحکم 20 فروری 1898ء ص 9)

نمازوں میں دعائیں اور درود ہیں۔ یہ عربی زبان میں ہیں، مگر تم پر حرام نہیں کہ نمازوں میں اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگا کرو، ورنہ ترقی نہ ہوگی۔ خدا کا حکم ہے کہ نماز وہ ہے جس میں تضرع اور حضور قلب ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے گناہ دور ہوتے ہیں، چنانچہ فرمایا (-) (ھود: 115) یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کرتی ہیں۔ یہاں حسنات کے معنٰی نماز کے ہیں اور حضور اور تضرع اپنی زبان میں مانگنے سے حاصل ہوتا ہے پس کبھی کبھی ضرور اپنی زبان میں دعا کیا کرو اور بہترین دعا فاتحہ ہے کیونکہ وہ جامع دعا ہے۔ جب زمیندار کو زمینداری کا ڈھب آ جاوے تو وہ زمینداری کے صراط مستقیم پر پہنچ جاوے گا اور کامیاب ہو جاوے گا۔ اسی طرح تم خدا کے ملنے کی صراط مستقیم تلاش کرو اور دعا کرو کہ یا الٰہی میں تیرا گنہگار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں میری راہنمائی کر۔ ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل معطی وہی ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے، کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازے پر سوالی ہر روز جا کر سوال کرے گا تو آخر ایک دن اس کو بھی شرم آ جاوے گی۔ پھر خدا تعالیٰ سے مانگنے والا جو بےمثل کریم ہے کیوں نہ پائے؟ پس مانگنے والا کبھی نہ کبھی ضرور پا لیتا ہے۔ نماز کا دوسرا نام دعا بھی ہے جیسے فرمایا (-) (المومن: 61) پھر فرمایا (-) (البقرہ: 187) جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے پس میں بہت ہی قریب ہوں میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 175)

بعض لوگ نماز تو جلدی پڑھ لیتے لیکن اس کے بعد دعا اس قدر لمبی مانگتے ہیں کہ نماز کے وقت سے دگنا تگنا وقت لے لیتے ہیں۔ حالانکہ نماز تو خود دعا ہے جس کو یہ نصیب نہیں ہے کہ نماز میں دعا کرے اس کی نماز ہی نہیں۔

چاہئے کہ اپنی نماز کو دعا سے مثل کھانے اور سرد پانی کے لذیذ اور مزیدار کر لو ایسا نہ ہو کہ اس پر ویل ہو۔

(ملفوظات جلد سوم ص 591)

اپنی زبان میں دعا

یہ بھی یاد رکھو دعا اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہو بلکہ چاہئے کہ مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دعا کرے کیونکہ اس زبان میں وہ پورے طور پر اپنے خیالات اور حالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ اس زبان میں وہ قادر ہوتا ہے۔

دعا نماز کا مغز اور روح ہے اور رسمی نماز جب تک اس میں روح نہ ہو کچھ نہیں اور روح کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ گریہ و بکا اور خشوع و خضوع ہو اور یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں ہو اور یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے۔ غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا کو طلب کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں وفاداری کے ساتھ فنا ہو کر کامل نیستی کی صورت اختیار کرے۔ اس نیستی سے ایک ہستی پیدا ہوتی ہے جس میں وہ اس بات کا حقدار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کہے کہ انت منی۔ (ملفوظات جلد سوم ص 4)

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول

نماز اجتماعیت اور یگانگت کا درس دیتی ہے اور منکرات و ناپسندیدہ افعال سے روکتی ہے

مرتبہ: مکرم محمد رئیس طاہر صاحب

خدا ہی عبادت کے لائق ہے

انسان اللہ کی ہستی کے برابر اور ہستی کو یقین نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کو اسماء میں افعال میں یکتا۔ وجود و بقاء میں یکتا۔ تمام نقائص سے منزہ اور تمام خوبیوں سے معمور یقین کرے۔ وہی معبود حقیقی ہے اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت جائز نہیں۔ عبادت کا مدار ہے حسن و احسان پر۔ پھر یہ دونوں باتیں بدرجہ کامل کس میں موجود ہیں۔ اللہ ہی میں۔ احسان دیکھ لو۔ تم کچھ نہ تھے تم کو اس نے بنایا۔ کیسا خوبصورت تنومند اور دانشمند انسان بنا دیا۔ بچے تھے ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کیا۔ سانس لینے کو ہوا پینے کو پانی۔ کھانے کو قسم قسم کی لطیف غذائیں۔ طرح طرح کے نفیس لباس اور آسائش کے سامان کس نے دیئے؟ خدا نے! میں کہتا ہوں کیا چیز ہے جو انسان کو فطرۃً مطلوب ہے اور اس نے نہیں دی۔ سچی بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسان اور افضال کو کوئی گن ہی نہیں سکتا۔ حسن دیکھو تو کیسا اکمل۔ ایک ناپاک قطرہ سے کیسی خوبصورت شکلیں بناتا ہے کہ انسان محو ہو کر رہ جاتا ہے۔ پاخانہ سے کیسی سبز اور نرم دل خوش کن کونپل نکالتا ہے۔ انار کے دانے کس لطافت اور خوبی سے لگاتا ہے۔ ادھر دیکھو ادھر دیکھو۔ آگے پیچھے، دائیں بائیں، جدھر نظر اٹھاؤ گے اس کے حسن کا ہی نظارہ نظر آئے گا اور یہ بالکل سچی بات پاؤ گے۔ یسبح للّٰہ......(الجمعہ: 63)

(حقائق الفرقان جلد 2 ص 78)

اقامۃ الصلوٰۃ کے معنے

ویقیمون الصلوٰۃ۔ صلوٰۃ کی اقامت سے یہ مراد ہے کہ سجود، رکوع، تلاوت کو پورا کیا جائے اور خشوع اور حضور کے ساتھ پڑھی جائے اور خوب توجہ رکھی جائے۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہی معنے بیان فرمائے ہیں۔ اقامت چیز کے ادا کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے یہ مقصد ہوگا کہ صلوٰۃ کا حق ادا کرتے یا یوں کہنا چاہئے کہ اس کو کما حقہ ادا کرتے ہیں اور امام راغبؒ نے لکھا ہے کہ یہ لکڑی کی اقامت سے ہے جو کہ سیدھا کرنے کے معنوں میں ہے یا بمعنے مداومت یا بمعنے محافظت ہے۔ پس معنے یہ ہوں گے کہ صلوٰۃ کو سیدھا کرتے ہیں یا اس پر مداومت کرتے ہیں یا اس کی محافظت کرتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے...... (المعارج: 24) وہ اپنی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں۔......(المؤمنون: 10) وہ اپنی نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں۔

(رسالہ تعلیم الاسلام قادیان نومبر 1906ء)

صلوٰۃ کے معنے

الصلوٰۃ وہ خاص نماز جو کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر دکھلائی ......صلوٰۃ کا لفظ صلی سے نکلا ہے جس کے معنے ہیں کسی لکڑی کو گرم کر کے سیدھا کرنا اور چونکہ نماز سے بھی انسان کی تمام کجی نکل کر وہ سیدھا ہو جاتا ہے اس لئے نماز کو صلوٰۃ کہتے ہیں۔ وہ کجیاں کیا ہیں، فحش اور غیر پسندیدہ امور کی طرف انسان کا میلان۔ ان سے یہ نماز روکتی ہے۔

(حقائق الفرقان جلد 1 ص 44)

نماز کا سچا مفہوم

پس میں یقینی طور پر سچا مصداق اس آیت کا انہیں لوگوں کو مانتا ہوں جو کل قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اور عملی یا اعتقادی طور پر کسی حصہ کا انکار نہیں کرتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تم ذکر اللہ کی طرف چلے آؤ۔ صلوٰۃ کیا ہے؟ اس کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دیا ہے۔...... (العنکبوت: 46) نماز تمام بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے۔ پس اگر نماز پڑھ کر بھی بے حیائیاں اور بدیاں نہیں رکتی ہیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ ابھی تک نماز اپنے اصل مرکز پر نہیں اور وہ سچا مفہوم جو نماز کا ہے وہ حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے میں تم سب کو جو یہاں موجود ہیں مخاطب کر کے کہنا چاہتا ہوں کہ تم اپنی نمازوں کا اسی معیار پر امتحان کرو اور دیکھو کہ کیا تمہاری بدیاں دن بدن کم ہو رہی ہیں یا نہیں۔ اگر نسبتاً ان میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا تو پھر یہ خطرناک بات ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لئے بلایا جاوے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف آ جاؤ یہ تمہارے لئے اچھا ہے اور بیع چھوڑ دو۔ میں نے اس کے لفظ پر غور کی ہے کہ یہ کیوں کہا۔ انسان مختلف مشاغل میں مصروف ہوتا ہے۔ ملازمت، حرفت، زراعت وغیرہ۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ بیع کا کیوں ذکر کیا ہے؟ حقیقت میں جو لوگ قرآن شریف پر غور کرتے ہیں اور اس کے نکات اور معارف سے بہرہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو ضروری ہے کہ وہ اس کی ترتیب اور الفاظ پر بڑی گہری نگاہ سے غور کیا کریں۔ میں نے جب اس لفظ پر غور کی تو میرے ایمان نے یہ شہادت دی کہ چونکہ یہ سلسلہ وآخرین منھم کے نیچے ہے اور یہ مہدی اور مسیح کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں دجال کا فتنہ بہت بڑا ہوگا اور دجال کے معنے کتب لغت میں جو لکھے ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک فرقہ عظیمہ ہوگا جو تجارت کے لئے پھرے گا گویا یہ مشترکہ کمپنیاں تجارت کی طرف بلاتی ہوں گی اور ذکر اللہ اور طرف۔ اس لئے اس بیع کے لفظ میں دجال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ایک جمعہ تو ہفتہ کے بعد پڑھتے ہیں۔ جیسے یہ جمعہ چھوٹا ہے ویسے ہی اس کے مقابل تجارتیں بھی چھوٹی ہوتی ہیں۔ لیکن ایک عظیم الشان جمعہ ہے۔ چھ ہزار برس کے بعد ساتویں ہزار کا جمعہ ہے۔ اگر اور دنوں میں جمعہ کی ضرورت ہے اور اس کے حق میں ہمارے نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جو جمعہ کی پرواہ نہیں کرتا اس کا 1/4 حصہ دل کا سیاہ ہو جاتا ہے اور دو جمعہ کے ترک سے نصف اور چار جمعہ کے ترک سے سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس طرح پر گویا عبادت کی لذت ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر فرمایا۔ جو جمعہ سے تخلف کرتے ہیں میرے جی میں آتا ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دی جاوے اور پھر فرمایا کہ اس جمعہ میں ایک وقت ہے جو قبولیت دعا کا وقت ہے۔ پھر اسی جمعہ میں آدم اپنے کمال کو پہنچا اور بہشت میں داخل ہوا۔ بہشت سے باہر مخلوقات کے پھیلانے کا ذریعہ ہوا۔ اسی جمعہ میں بہت درود شریف پڑھنے کا ارشاد ہوا۔ کم از کم سو بار جمعہ کی رات اور دن کو۔

(حقائق الفرقان جلد 4 ص 123)

ظاہری حرکات کا روح پر اثر

نماز کیا ہے خدا سے دلی نیاز اور یہ عبادت تمام مذاہب میں اصل عبادت ہے اور کچھ شک نہیں دلی جوشوں کا اثر ظاہری حرکات اور سکنات پر ضرور پڑتا ہے اور ظاہر حرکات وسکنات کی تاثیر قلب پر ضرور پہنچتی ہے۔ باری تعالیٰ ہی کے دست قدرت میں محبوس رہنے کا ثبوت اور اس کی بارگاہ میں بکمال ادب حاضر ہونے کا بیان اگر ہمارے اعضا کر سکتے ہیں تو نماز کا قیام اور نماز میں ہاتھ باندھنا بیشک عمدہ نشان ہے۔ دلی عجز و انکسار غایت درجے کا تذلل اگر کوئی ظاہری نشان رکھتا ہے تو حالت رکوع وسجدہ ہرگز کم نہیں۔

......نماز میں جو کلمات ہیں ان میں صرف باری تعالیٰ کا معبود ہونا اور اس کی رحمت عامہ اور خاصہ اور سزا اور جزا کا بیان ہے پھر اسی مالک کی عبودیت کا اقرار اور اسی کی امداد کا اعتراف ہے پھر نمازی اپنے اور تمام لوگوں کے لئے راہ راست پر چلنے کی دعا مانگتا ہے اور بارگاہ حق میں عرض کرتا ہے مجھے ایسے لوگوں کی راہ دکھا جن پر تیرا فضل ہے اور ان بروں کی راہ سے بچا جن پر الٰہی تیرا غضب ہے یا جو لوگ راہ سے بہک گئے۔

......جب ہم نے اتنا ثابت کر دیا کہ قلبی حالت اعضا و جوارح کو حرکت دیئے بغیر رہ نہیں سکتی اور یہ کہ ظاہر و باطن میں لازم وملزوم کی نسبت ہے تو گویا ارکان نماز سے کچھ بحث نہیں کیونکہ جذبات قلب اور اس کی واردات کا ظہور اور کیفیت روحانی کے عروض کا ثبوت اعضاء و جوارح کی زبان حال ہی سے مل سکتا ہے۔ البتہ گفتگو اس امر میں رہ جاتی ہے کہ آیا یہ ہیئت مقتضائے فطرت انسانی سے مناسبت رکھتی ہے یا نہیں یا اس سے بڑھ کر اور پسندیدہ صورت و ترکیب فلاں قانون اور فلاں مذہب میں رائج ہے یا اب نئی صورت وہم و تصور میں آ سکتی ہے۔ میں بڑی جرأت اور قوی ایمان سے کہتا ہوں کہ اس کی مثال یا اس سے بڑھ کر مقبول ومطبوع صورت نہ تو کسی مذہب میں رائج ہے اور نہ اور نئی عقل میں آ سکتی ہے۔ یہ جامع مانع طریق ان تمام عمدہ اصولوں اور مسلمہ خوبیوں کو حاوی ہے جو دنیا کے اور مذاہب میں فرداً فرداً موجود ہیں اور تمام ان نیازمندی کے آداب کو شامل ہے جو ذوالجلال معبود کے عرش اعظم کے سامنے قوائے انسانی میں پیدا ہونے ممکن ہیں وہ خاص اوراد و کلمات جو اس مجموعی ترکیب کے اجزاء، قومی، رکوع، تعدہ، سجود، جلسے وغیرہ میں زبان سے نہیں دل سے نکالے جاتے ہیں۔ اس کی بے نظیری کے کافی ثبوت ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد 1 ص 52,47,46)

نماز کی علت غائی

نماز کے سب ارکان ظاہری احکام محافظ ہیں اور اس امر کا ثبوت اس وقت بخوبی ہوتا ہے جب یہ ارکان عذر کی حالت میں انسان کے ذمے سے ساقط ہو جاتے ہیں مثلاً نماز میں بحالت مرض علیٰ اختلاف الاحوال قومہ، قعدہ، جلسہ وغیرہ سب معاف ہو جاتے ہیں مگر وہ اصل حکم اور حقیقی فرض جو مقصود بالذات ہے یعنی قلبی خشوع وخضوع جب تک قالب عنصری میں سانس کی آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے کسی بھی انسان کے ذمے سے نہیں ٹلتی۔ یہی اور صرف یہی نماز ہے جسے......نے لائق اعتبار اور مستحق ثواب کہا ہے۔ سنو...... (سیپارہ 9 سورۃ اعراف رکوع 24)......(سیپارہ 21 سورۃ عنکبوت رکوع)

اور ان آیات سے نماز کی علت غائی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ نماز منکرات اور فواحش سے محفوظ رہنے کے لئے فرض کی گئی ہے اگر نماز کی اقامت اور مداومت سے نمازی کے اقوال وافعال میں کچھ روحانی ترقی نہیں ہوئی......ایسی نماز کو مستحق درجات ہرگز نہیں ٹھہراتی۔
(حقائق الفرقان جلد 1 ص 53)

نماز اجتماعیت و یگانگت کا سبق

پابندی اوقات میں ایک قدرتی تاثیر ہے کہ وقت معینہ کے آنے پر قلب انسانی میں بے اختیار جذب و میلان اس ڈیوٹی کے ادا کرنے کے لئے پیدا ہو جاتا ہے اور روحانی قویٰ اس مفروض عمل کی طرف طوعاً وکرہاً منجذب ہو جاتے ہیں۔ جونہی اس غیر مصنوعی ناقوس (-) کی آواز سنائی دیتی ہے ایک دیندار فی الفور اس الیکٹرسٹی کے عمل سے متاثر ہو جاتا ہے۔ پابند صلوٰۃ گویا ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے کیونکہ ایک نماز کے ادا کرنے کے بعد معاً دوسری نماز کی تیاری اور فکر ہو جاتی ہے۔

نماز پنجگانہ کا باجماعت پڑھنا اور جمعہ وعیدین کی اقامت جس حکمت کے اصول پر مبنی ہیں انتظامات ملکی کا دقیقہ شناس اس کی خوبی سے انکار نہیں کرسکتا۔ ہزاروں برسوں کے دور کے بعد جو دنیا نے ترقی کی اور چاروں طرف غلغلۂ تہذیب بلند ہوا اس سے بڑھ کر اور کوئی تجویز کسی کی عقل میں نہ آئی کہ کلب بنائے جائیں انجمنیں منعقد ہوں اور وقت کی ضروریات کے موافق قوم کو بیدار کرنے والی تقریریں کی جائیں لیکن ظاہر ہے کہ بایں ہمہ ترقی علوم ایسی انجمنوں کے قیام و استحکام میں کس قدر دقتیں واقع ہوتی ہیں مگر مبارک ہو اس افضل الرسل خاتم الرسالۃ کو کہ اس نے کیسے وقت میں کیسی انجمنیں قائم کیں۔ ان کے قیام واستحکام کے کیا کیا طریقے نکالے جنہیں کوئی مزاحم کوئی مانع توڑ نہیں سکتا۔ اعضائے انجمن کے اجتماع کے لئے ٹکٹ جاری کئے جاتے ہیں۔ اشتہار چھاپے جاتے ہیں۔ اس الٰہی طریق میں وقت معین پر (نداء) دی جاتی ہے جو اس پاک انجمن (-) میں پہنچائے بغیر چھوڑ ہی نہیں سکتی۔

قرب وجوار کے لوگوں کا ہر روز پانچ مرتبہ ایک جگہ میں جمع ہونا اور پھر شانے سے شانہ جوڑ اور پاؤں سے پاؤں ملا کر ایک ہی سچے معبود کے حضور میں کھڑا ہونا قومی اتفاق کی کیسی بڑی تدبیر ہے ساتویں دن جمعہ کو آس پاس کے چھوٹے قریوں اور بستیوں کے لوگ صاف ومنظف ہو کر ایک بڑی جامع ...... میں اکٹھے ہوں اور ایک عالم بلیغ تقریر (خطبہ) حمد ونعت کے بعد ضروریات قوم پر کرے۔

عیدین میں کسی قدر دور کے شہروں کے لوگ ایک فراخ میدان میں جمع ہوں اور اپنے ہادی کی شوکت مجسم کثیر جماعت بن کر دنیا کو آفتاب ...... کی چمک دکھاویں اور بالآخر اس پاک سرزمین میں اس فاران میں جہاں سے اولاً نور توحید چمکا کل اقطار عالم کے خدا دوست حاضر ہوں۔ ساری بچھڑی ہوئی متفرق امتیں اسی دنگل میں اکٹھی ہوں۔ وہاں نہ اس مٹی اور پتھر کے گھر کی بلکہ اس رب الارباب معبود الکل کی جس نے ارض مقدسہ سے توحید کا عظیم الشان واعظ بے نظیر ہادی نکالا، حمد وستائش کریں۔
(حقائق الفرقان جلد 1 ص 56)

قومی امتیاز و نشان

بیت اللہ کو توحید کے ایک بڑے واعظ نے تعمیر کیا اور آخری زمانے میں اسی کی اولاد میں سے ایک زبردست کامل نبی مکمل شریعت لے کر ظاہر ہوا جس نے اس پہلی تلقین وتعلیم کو پھر زندہ اور کامل کیا۔ پس نماز میں جب ادھر رخ کرتے ہیں یہ تمام تصور آنکھوں میں پھر جاتے ہیں اور اس مصلح عالم کی تمام خدمات اور جانفشانیاں جو اس نے اعلائے کلمۃ اللہ میں دکھلائیں یاد آجاتی ہیں۔

یادرہے کہ نماز علاوہ ان تمام خوبیوں کے جو اس پر مداومت کا لازمی نتیجہ ہیں بڑا بھاری قومی امتیاز اور نشان ہے۔ روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ میں ایک منافق ......کو دھوکا دینے یا ان کے رازوں پر مطلع ہونے کے لئے شامل ہوسکتا ہے۔ ......مگر سخت مشکل اور پردہ برانداز امر نماز ہے جسے کوئی شخص بھی جو اپنے مذہب کا کچھ بھی پاس اور ہیبت دل میں رکھتا ہو کبھی بھی ادا کرنا گوارا نہیں کرسکتا۔ خصوصاً ایک علیحدہ قومی نشان اور ایک بالکل الگ ہیئت میں الگ مذہبی سمت کی طرف متوجہ ہو کر اور بایں ہمہ اپنی قوم میں بھی شامل رہے ناممکن ہے۔ (حقائق الفرقان جلد 1 ص 58)

اصل روح تقویٰ ہے

نمازوں میں صفیں سیدھی کرنے کی تو بہت تاکید ہوتی رہتی ہے مگر جو اس کا اصل مقصد ہے جب وہ نہ ہو تو یہ ایک معمولی رسم رہ جائے گی۔ وہ یہ کہ کوئی بڑا بن کر آگے نہ ہو اور پیچھے نہ ہو اور آپس میں ایک جان ہو کر رہو۔ پس اگر تم ایک نہ ہو جاؤ اور دلوں میں کھوٹ رہے تو پھر ٹخنے کا ٹخنے سے ملانا عبث ہے۔
(حقائق الفرقان جلد 1 ص 315)

سب سے بڑا وظیفہ

والمقیمی الصلوٰۃ: نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ تسبیح، تکبیر، تمام لوگوں کے لئے دعا اور تبتل الی اللہ۔ اللہ کی جانب سے پناہ۔ درود سب کچھ اس میں موجود ہے بلکہ اس کی ہیئت بھی جامع ہے۔ تمام تعظیمات کی اور ذکر جامع ہے تمام اذکار کا اور اس میں تعظیم لامر اللہ ہے۔ (حقائق الفرقان جلد 3 ص 149)

یہی نماز ہے

جو مضبوط رکھیں نماز کو۔ ایک طریق ہدایت تو یہ ہے کہ عظیم الشان ذات کے سامنے خشوع خضوع قسم قسم کی نیازمندی کا اظہار کرے عظمت وجبروت الٰہی کو یاد کر کے ہاتھ باندھ کر غلاموں کی طرح۔ حضور میں کھڑے ہونا، جھکنا، زمین پر گر پڑنا اور پھر اپنے محسن ﷺ پر درود بھیجنا۔ دعائیں کرنا، یہ تو نماز ہے۔ ہاتھ پاؤں زبان ناک آنکھ کان سے اکثر کام ہوتے رہتے ہیں۔ جو بعض ان پر غلطی پر مبنی ہوتے ہیں۔ خصوصاً ناک تو ایسی چیز ہے کہ اس کے پیچھے انسان سب کچھ برباد کر دیتا ہے پس بقدر طاقت ان کو ظاہری طور پر صاف کرو اور باطنی پاکی اور صفائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ (حقائق الفرقان جلد 3 ص 276)

نماز میں غفلت

مصلین وہ لوگ جو نماز کے واسطے مکلّف ہیں۔

نماز میں غفلت کئی طرح سے ہوتی ہے۔

1۔ بعض لوگ نماز پڑھتے ہی نہیں۔ رسمی طور پر...... کہلاتے ہیں۔ مگر کبھی ان کو یہ خیال نہیں آتا کہ نماز کا پڑھنا......کے واسطے فرض ہے اور جب تک کہ وہ اپنے عین کاروبار کے درمیان وقت نماز کے آنے پر تمام دنیوی خیالات کو بالائے طاق رکھ کر خدا تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتا۔ تب تک اس میں......نشان نہیں پایا جاتا......

2۔ وہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں مگر کبھی کبھی جس دن کپڑے بدلے یا صبح کے وقت جب ہاتھ منہ دھویا اور نماز بھی اتفاق سے پڑھ لی یا چند ایسے دوستوں میں قابو آگئے جو نماز پڑھتے ہیں۔ تو وہاں ان کے درمیان مجبوراً پڑھ لی۔ یہ لوگ بھی غفلت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

3۔ پھر کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو پڑھتے تو ہیں مگر یہ سب تکبر کے یا بہ سبب سستی کے اپنے گھروں میں پڑھ لیتے ہیں ہر وقت اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں جب نماز کا وقت آیا تو اسی جگہ جلدی جلدی نماز پڑھ لی......یہ لوگ بھی غافلین میں شامل ہیں۔

4۔ بعض لوگ...... میں بھی جا کر پڑھتے ہیں۔ مگر بے دلی کے ساتھ۔ ان میں تعدیل ارکان کا خیال نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف پوری توجہ سے نہیں جھکتے اور جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور نماز کے اندر وساوس کو اور غیر خیالات کو بلاتے ہیں۔

5۔ پھر وہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں مگر ویسی نماز نہیں پڑھتے جو خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو سکھلائی اور اس کے رسولؐ نے اپنی امت کو سکھلائی بلکہ وہ اپنے لئے ایک نئی نماز ایجاد کرتے ہیں۔......پس یہ راہ بہت ہی خطرناک ہے۔ (حقائق الفرقان جلد 4 ص 480)

نیت نیک بنائیں

ھم یراءون: دکھاوا کرتے ہیں۔ ریاکاری کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو لوگوں کی خاطر یا لوگوں کے سامنے لمبی نماز پڑھتے ہیں اور جب علیحدہ ہوتے ہیں تو پھر نہیں پڑھتے یا کسل کے ساتھ نماز کو ادا کرتے ہیں۔ لیکن اصل بات نیت پر موقوف ہے۔ اگر کوئی شخص سچے اخلاص کے ساتھ اور صدق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تو خواہ اس کو کوئی دیکھا کرے اس امر کا اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک آدمی آیا اور مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔ اس کا یہ دیکھنا مجھے بھلا معلوم ہوا۔ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا تیرے لئے دوہرا اجر ہے۔ ایک سر کا اجر اور ایک اعلانیہ کا۔ غرض یہ باتیں زیادہ تر نیت پر موقوف ہیں...... (حقائق الفرقان جلد 4 ص 481)

عمداً ترک شدہ نماز کی تلافی

عصر سے مراد نماز عصر بھی ہے۔ اس میں یہ بات سمجھائی ہے کہ جیسے...... میں نماز عصر کے بعد کوئی فرض ادا کرنے کا وقت نہیں۔ اسی طرح ہر زمانہ عصر کے بعد کا وقت ہے۔ جو پھر نہیں ملے گا۔ اس کی قدر کرو۔

عصر کے معنے نچوڑنے کے بھی ہیں۔ گویا تمام خلاصہ اس صورت میں بطور نچوڑ کے رکھا دیا ہے۔ غرض عصر کو گواہ کر کے انسان کو سمجھایا گیا ہے کہ وہ ایک برف کا تاجر ہے جو بات لڑکپن میں ہے وہ جوانی میں نہیں جو جوانی میں ہے وہ بڑھاپے میں نہیں۔ پس وقت کو غنیمت سمجھو۔ ائمہ نے بحث کی ہے کہ جو نماز عمداً ترک کی جاوے۔ اس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟ سو سچی بات یہی ہے کہ اس کی کوئی صورت سوائے استغفار کے نہیں۔ (حقائق الفرقان جلد 4 ص 451)

سب سے بڑا عمل

ایک نماز ایسی چیز ہے کہ کلمہ شہادت کے بعد کوئی عمل نماز کے برابر نہیں۔ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ جب تکبیر ہو جائے تو میں دیکھوں کہ کون کون جماعت میں نہیں آیا اور ان کے گھر جلا دوں۔ مگر باوجود اس کے کئی لوگ جو نماز باجماعت نہیں پڑھتے تم ان میں سے نہ بنو۔ منافق اصل میں بڑا مفسد ہوتا ہے اس میں شعور نہیں ہوتا۔ خدا تمہیں سمجھ دے جو میں نے کہا ہے اسے سمجھو۔
(حقائق الفرقان جلد 1 ص 93)

سچے اصولوں کی نداء

تمام رسمی بندشوں، سیپوں اور سینگوں کی تلاش سے امت کو سبکدوش کر دیا۔ ذری انصاف سے ان کلمات کو سوچو۔ اس ترکیب کے سر پر نگاہ کرو کہ کوئی قوم بھی دنیا میں ہے جو اس شد ومد سے پہاڑوں اور مناروں پر چڑھ کر اپنے سچے اصولوں کی ندا کرتی ہے؟ عبادت کی عبادت اور بُلاہٹ کی بُلاہٹ۔ دنیا میں ہزاروں حکماء اور ریفارمر گزرے ہیں اور قومی گڈریے پیدا ہوئے ہیں مگر تتر بتر ہوئی بھیڑوں کے اکٹھا کرنے اور ایک جہت میں لانے کا کس نے ایسا طریق نکالا؟ کس نے کبھی ایسی ترئی پھونکی جس کی دلکش آواز معاً روحانی جوش اور ولولہ تمام ظاہر وباطن میں پیدا کر دیئے۔ اللہ اکبر کیسی صداقت ہے کہ ایک قوم علی الاعلان صبح وشام پانچ دفعہ اپنے بے عیب عقیدے کا اشتہار دیتی ہے۔ تعیین اوقات، پابندیٔ اوقات، آہ کیسے مقبول کلمات ہیں کہ جب کسی قوم کی ترقی کی راہ کھلی اسی مشعل جان افروز کے نور سے تمام موانعات کی تاریکی دور ہوئی۔
(حقائق الفرقان جلد 1 ص 54)

ارشادات سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی المصلح الموعود

نماز کی غرض، مقاصد، فضائل، اہمیت، برکات اور طریق کا بیان

عبادت کی غرض

نماز کی اصل غرض اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا اس کا شکر ادا کرنا اور نفس کی اصلاح کرنا ہے تو جس طریق عبادت سے یہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہوں وہی عبادت سچی عبادت ہے اور اس عبادت کی طرف ہدایت کرنے والا مذہب ہی سچا مذہب ہے۔...... نے اپنے پیروؤں کے لئے جو طریق عبادت رکھا ہے اس میں ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے جو ذریعے استعمال کئے ہیں اور کسی مذہب نے نہیں کئے اور ہر ایک انسان ذرا غور سے کام لے کر معلوم کرسکتا ہے کہ وہی ذرائع اس قابل ہیں کہ عبادت کی غرض کو پورا کرسکیں وہ ذرائع یہ ہیں۔

جسم و روح کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ جس طرح غم کی خبر سن کر جسم ایسا متاثر ہوتا ہے کہ اس پر اداسی کے آثار ہویدا ہو جاتے ہیں اسی طرح جسم کو جب کوئی صدمہ پہنچتا ہے تو روح بھی غمگین ہو جاتی ہے اور یہی حال خوشی کا ہے۔ پس قلب کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک یہ بھی طریق ہے کہ عبادت کے وقت جسم کو بھی کسی ایسی حالت میں رکھا جائے جس سے تذلل پیدا ہو اور اس کا اثر روح پر پڑ کر دل میں بھی رقت اور نرمی پیدا ہو جائے اور انسان خدائے تعالیٰ کی طرف ایک جوش کے ساتھ متوجہ ہو جائے۔ تذلل کے اظہار کے لئے دنیا میں مختلف صورتوں کو اختیار کیا گیا ہے کسی ملک کے لوگ جھک جاتے ہیں کسی ملک میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا تذلل کا نشان قرار دیا گیا ہے کسی میں گھٹنوں کے بل گرنے کو کسی میں سجدہ کرنے کو...... چونکہ خالق فطرت کی طرف سے ہے اس نے تمام فطرتوں اور عادتوں کا خیال رکھتے ہوئے نماز میں ان سب نشانات کو جمع کر دیا ہے اور مختلف المذاق لوگ جس جس حالت میں بھی تذلل کا اظہار کرتے ہیں نماز ان کے مذاق کے مطابق ہے اور ان مختلف اشکال تذلل کے اثر سے انسانی قلب جوش سے بھر جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے حضور میں جھک جاتا ہے۔

(انوار العلوم جلد 1 ص 635)

اول حکم نماز کا ہے

اول حکم نماز کا ہے۔ یہ...... کا بھی پہلا حکم ہے اور میں نے بھی اس کو پہلے ہی رکھا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اس کو عملی باتوں کی جان قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں۔ مگر میں افسوس سے کہوں گا کہ آپ میں سے بہت لوگ ہیں جو اس کی طرف پوری پوری توجہ نہیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگ تو احمدیوں میں بہت ہی کم ہوں گے جو بالکل نماز پڑھتے ہی نہ ہوں۔ مگر ایسے ہیں جو گنڈے دار نماز پڑھتے ہیں۔ ایک آدھ نماز پڑھ لیں گے باقی نہیں پڑھیں گے۔ یا شیعوں کی طرح جمع کر کے نمازیں پڑھ لیں گے۔ پھر ایسے ہیں جو گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں نماز ہوگئی۔ لیکن کیا آپ لوگوں میں سے جو لوگ دفتروں میں ملازم ہیں وہ اس طرح کرسکتے ہیں کہ دفتر نہ جائیں؟ اور گھر میں ہی رجسٹر لے کر بیٹھ رہیں کہ کام ہی کرنا ہے وہ گھر میں کرلیا ہے۔ اگر اس طرح کوئی کرے تو اس کی ملازمت قائم نہ رہے گی۔ میں پوچھتا ہوں اگر دفتر کا کام گھر میں بیٹھ کر کرنے سے منظور نہیں کیا جاتا تو نماز گھر میں پڑھ لینے سے کیونکر منظور ہوسکتی ہے؟ نماز تو باجماعت ہی ہوگی۔ بیشک مجبوریوں کو مدنظر رکھ کر گھر میں نماز پڑھ لینے کو جائز کر دیا گیا ہے اور اس حالت میں الگ بھی نماز پڑھ لی جاسکتی ہے۔ مثلاً اگر دفتر میں کام کرتے ہوئے نماز کا وقت آجائے تو بیشک وہاں پڑھ لو۔ مگر جہاں کوئی مجبوری نہیں اس حالت کے متعلق میرا یہی عقیدہ ہے کہ نماز نہیں ہوتی۔ میں چار سال سے نماز باجماعت پڑھنے کے لئے کہہ رہا ہوں اور اب بھی کہتا ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ بات جو پورے وثوق اور پورے یقین کے ساتھ میں سمجھتا ہوں اس کے متعلق مرتے دم تک بھی میرا خیال بدلے۔ سچی اور پکی بات یہ ہے کہ جو شخص (-) میں جاسکتا ہے مگر نہیں جاتا اور گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ وہ قیامت کے دن جا کر دیکھے گا کہ کوئی نماز اسے نہیں ملے گی اور کوئی ملے گی۔ وہ حیران ہو کر کہے گا کہ میری باقی نمازیں کہاں گئیں؟ مگر اسے کہا جائے گا کہ باقی نمازیں تم نے پڑھیں کب تھیں؟ تو ایسے لوگ اس وقت حیران ہوں گے۔ مگر میں انہیں اب بتاتا ہوں کہ ان کی وہ نمازیں جو بغیر کسی عذر کے وہ جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے بلکہ گھروں میں پڑھتے ہیں نہیں ہوتیں اور اس وقت ان کا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا اور نہ قبول کیا جائے گا۔ خدا کے حضور ان کی نمازیں نہیں لکھی جاتیں۔ صرف انہی کی لکھی جاتی ہیں جو باجماعت نماز پڑھتے ہیں سوائے اس کے کہ مجبور ہوں (-) میں نہ جاسکتے ہوں۔ مثلاً کوئی بیمار ہو یا کہیں ملازم ہو۔ ملازم کو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اگر اسے کوئی ایسی ملازمت مل سکتی ہے جس میں باجماعت نماز پڑھنے کا موقع ہے تو اسے ترجیح دینی چاہئے۔ بعض دفعہ ملازموں کو ان کے افسر نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ ایک افسر تھا وہ ایک احمدی کو نماز نہیں پڑھنے دیتا تھا۔ اس نے ملازمت چھوڑ دی اور دوسری جگہ کرلی۔ دوسری جگہ اسے ایسا انگریز افسر ملا جس نے خود مصلیٰ لا کر دیا اور کہا اس پر میرے سامنے نماز پڑھا کرو۔ تو جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے کوئی کام کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ خود اس کا انتظام کر دیتا ہے۔

یہ تو مجبوری کی حالت کے متعلق ہے۔ مگر ایسے لوگ ہیں جو بغیر کسی مجبوری کے سستی اور کاہلی سے (-) میں باجماعت نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے۔ ان کی نہ نمازیں ہوتی ہیں اور نہ انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ بتاؤ اس شخص کی نسبت تم کیا کہو گے؟ جس کے مکان کی ایک دیوار گری ہوئی ہو اور وہ کہے کہ رات کو کوئی میرا اسباب لے جاتا ہے کچھ پتہ نہیں لگتا کہ کیونکر لے جاتا ہے؟ اسی طرح اس شخص کی حالت ہے۔ جو نماز تو باجماعت نہیں پڑھتا اور کہتا ہے کہ مجھے تقویٰ و طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ مجھ پر حقائق اور معارف نہیں کھلتے۔ تم لوگ اپنے وقت کا حرج کر کے اور ایک حد تک نقصان بھی برداشت کر کے باجماعت نمازیں پڑھو۔

(اصلاح نفس۔ انوار العلوم جلد 5 ص 443)

باجماعت نماز کی اہمیت

رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ جب عشاء یا صبح کی نماز ہو تو میں اپنی جگہ کسی اور کو کھڑا کر دوں اور کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر ان کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے رکھ کر سارے شہر کا چکر لگاؤں اور جو لوگ گھروں میں بیٹھے ہوئے ہوں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ اب دیکھو گو آپ نے عملاً ایسا کیا تو نہیں۔ مگر اس سے اتنا تو ظاہر ہے کہ آپ کے دل میں نماز باجماعت کی کس قدر اہمیت تھی۔ آپ نے اس مثال کے ذریعہ لوگوں کو سمجھایا کہ جو لوگ باجماعت نماز ادا نہیں کرتے وہ اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیشک دنیا میں نیکی کے اور بھی بہت سے کام ہیں۔ لیکن نماز کو خدا تعالیٰ نے سب سے مقدم قرار دیا ہے اور سوائے اس کے کہ کوئی معذوری ہو یا کوئی ہنگامی کام پڑ جائے نمازوں کے اوقات میں (-) میں آنا نہایت ضروری ہے۔ ہنگامی کاموں سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کسی جگہ آگ لگ گئی ہو تو اس وقت آگ بجھانا ضروری ہوگا۔ نماز بعد میں ادا کرلی جائے گی۔ لیکن اس قسم کے استثنائی حالات کے بغیر جو شخص نماز باجماعت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے وہ ایک بہت بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 7 ص 330)

نماز کی برکات

نماز یقیناً بری اور ناپسندیدہ باتوں سے لوگوں کو روکتی ہے۔ ان بری باتوں سے بھی جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے بھی جو سوسائٹی پر گراں گزرتی ہیں۔ کیونکہ نماز باجماعت...... میں پانچ وقت کی مقرر ہے۔ اگر نماز باجماعت ان میں قائم ہو جائے گی تو ان کا بہت سا وقت خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگ جائے گا اور نماز میں خرچ ہونے والا وقت ان کو بے حیائیوں اور بدکاریوں سے بچاتا رہے گا۔ اسی طرح نماز میں جب دعائیں ہوتی رہیں گی۔ اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی تو وہ دعائیں خدا تعالیٰ کا فضل کھینچ کر ان کی اپنی اصلاح کا بھی موجب ہوں گی اور دوسروں کی اصلاح اور ترقی کا موجب بھی بن جائیں گی۔ اسی طرح نماز میں جو قرآن کریم کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور تسبیح وتحمید کی کثرت ہوتی ہے اس کا دل پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ انسان گناہوں سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے......

بغیر دعاؤں کے پاکیزگی حاصل نہیں ہوسکتی۔ تلاوت قرآن سے تم دنیا کے خیالات بیشک تبدیل کرسکتے ہو۔ لیکن دنیا میں پاکیزگی بغیر فضل الٰہی کے نہیں ہوسکتی اور یہ فضل دعاؤں سے ہی حاصل ہوگا۔ پس نمازیں پڑھو اور دعائیں مانگو تا کہ اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے تمہیں کھڑا کیا ہے اس میں تمہیں کامیابی حاصل ہو۔

......نماز بدیوں اور گناہوں سے روکتی ہے۔ گویا نماز صرف عبودیت کا اقرار نہیں۔ بلکہ قلب انسانی کو جلا دینے والی شے بھی ہے اور اس کی مدد سے انسان بدیوں اور بدکرداریوں سے بچتا ہے اور اس کا وجود بنی نوع انسان کے لئے مفید ہو جاتا ہے۔ اب جبکہ یہ معلوم ہوگیا کہ نماز کی اصل غرض اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا اور نفس کی اصلاح کرنا ہے تو جس طریق عبادت سے یہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہوں وہی عبادت سچی عبادت سمجھی جائے گی اور اسی عبادت کی طرف ہدایت کرنے والا مذہب سچا مذہب

ہوگا۔ اسلام نے اپنے پیروؤں کے لئے جو طریق عبادت رکھا ہے اس میں ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے جو ذرائع استعمال کئے ہیں وہ اور کسی مذہب نے نہیں کئے اور ہر ایک انسان معمولی غور سے کام لے کر بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہی ذرائع اس قابل ہیں کہ عبادت کی غرض کو پورا کرسکیں۔ (تفسیر کبیر جلد 7 ص 642)

اللہ کا رنگ

اقامت الصلوٰۃ ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے اور اس میں خود نماز پڑھنا۔ دوسروں کو پڑھوانا اور اخلاص اور جوش کے ساتھ پڑھنا۔ باوضو ہو کر ٹھہر ٹھہر کر باجماعت اور پوری شرائط کے ساتھ نماز پڑھنا شامل ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ نماز خدا اور بندے کے درمیان ملاقات کا ایک ذریعہ ہوتی ہے۔ گویا اس کے ذریعہ الوہیت کا وہ رنگ جو نبی کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے مومنوں پر چڑھ جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔
(تفسیر کبیر جلد 7 ص 329)

نماز خدا کی ملاقات

نماز خدا تعالیٰ کی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے اس لئے ...... نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے۔ خواہ جنگ ہو رہی ہو۔ دشمن گولیاں برسا رہا ہو۔ پانی کی طرح خون بہہ رہا ہو۔ پھر بھی...... یہ فرض قرار دیتا ہے کہ جب نماز کا وقت آجائے تو اگر ممکن ہو مومن اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائے۔ نہایت خطرناک حملہ کی صورت میں وہ نمازیں جو جمع نہیں کی جاسکتیں ان کو بھی جمع کرنے کا حکم ہے۔ خود رسول کریم ﷺ نے ایک موقعہ پر چار نمازیں جمع کی ہیں۔ بیشک جنگ کی وجہ سے نماز کی ظاہری شکل بدل جائے گی لیکن یہ جائز نہیں ہوگا کہ نماز میں ناغہ کیا جائے۔ مگر آجکل ...... میں جہاں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں وہاں ان میں ایک نقص یہ بھی پیدا ہو گیا ہے کہ وہ ریل میں آرام سے بیٹھے سفر کر رہے ہوں گے مگر نماز نہیں پڑھیں گے۔ ......نماز کی اصل غرض یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لیا جائے اور اس طرح اس کی یاد اپنے دل میں تازہ کی جائے۔ جس طرح گرمی کے موسم میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد انسان ایک ایک دو دو گھونٹ پانی پیتا رہتا ہے تا کہ اس کا گلا تر رہے اور اس کے جسم کو طراوت پہنچتی رہے۔ اسی طرح کفر اور بے ایمانی کی گرمی میں انسانی روح کو حلاوت اور تروتازگی پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد نماز مقرر کی ہے۔ تا کہ وہ گرمی اس کی روح کو جھلس نہ دے اور اس کی روحانی طاقتوں کو مضمحل نہ کر دے۔ خدا تعالیٰ کا نام لینے سے اس کی محبت تازہ ہو جاتی ہے۔ فرشتے قریب آتے ہیں اور شیطان دور بھاگتا ہے۔ بیشک حکم یہی ہے کہ کپڑے پاک رکھو۔ لیکن فرض کرو کسی کے پاس اور کپڑے نہیں تو بھی اس کے لئے یہ اجازت نہیں ہوگی کہ وہ نماز نہ پڑھے۔ (تفسیر کبیر جلد 7 ص 650)

خدا دیکھ رہا ہے

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ کی نماز یہ ہے کہ تو یہ سمجھے کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے اور اعلیٰ درجہ کی نماز یہ ہے کہ تو یہ سمجھے کہ تو اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نماز اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں نماز کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ عملی زندگی میں وہ انسان کو فحشاء اور منکر سے روکے۔ گویا اصل مقصود یہ ہوا کہ انسان فحشاء اور منکر سے رکے اور روحانی لحاظ سے نماز کی غرض یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے سامنے آجائے اور وہ یہ سمجھے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اب یہ جو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تو یہ سمجھے کہ تو خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تجھے یہ مقام حاصل نہیں تو تو یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے اس کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تو ہر انسان کو ہر حالت میں دیکھ رہا ہے۔ کیا...... کے رو سے یہ کہنا جائز ہوگا کہ خدا فلاں کو دیکھ رہا ہے اور فلاں کو نہیں دیکھ رہا۔ یا خدا عیسائیوں کو نہیں دیکھ رہا۔ ہندوؤں کو نہیں دیکھ رہا۔ سکھوں کو نہیں دیکھ رہا لیکن...... کو دیکھ رہا ہے۔ یا زید نماز نہ پڑھنے والے خدا نہیں دیکھ رہا اور زید نماز پڑھنے والے کو خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ اگر ایسا ہوتا کہ جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا تبھی خدا اسے دیکھتا تو کئی لوگ جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتے اور سمجھتے کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ خدا ہمیں دیکھے گا۔ پس جب رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ نماز کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے تو اس کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ انسان یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ نماز پڑھنے والے کو تو دیکھتا ہے اور جو نماز نہیں پڑھتا اسے نہیں دیکھتا کیونکہ اس صورت میں کمزور لوگ نماز نہ پڑھنے کو اپنے لئے زیادہ برکت کا موجب سمجھتے اور وہ خیال کرتے کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ ہمیں خدا دیکھے گا۔ پھر اور معنے بھی اس کے لئے جاسکتے ہیں اور وہ یہ کہ فی الواقعہ تو خدا تعالیٰ انسان کو نہیں دیکھ رہا لیکن تم یہ سمجھو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ معنے لئے جائیں تو یہ جھوٹ بن جاتا ہے۔ اگر خدا ہمیں نہیں دیکھ رہا اور ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہم اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں اور ایک جھوٹا تصور اپنے ذہن میں پیدا کرتے ہیں۔ پس یہ دونوں معنے نہیں لئے جاسکتے۔ نہ یہ معنے لئے جاسکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو عام طور پر نہیں دیکھتا لیکن جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں دیکھتا ہے اور نہ یہ معنے لئے جاسکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو حقیقتاً نہیں دیکھ رہا لیکن ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے جب یہ دونوں معنے غلط ہیں تو لازماً ہمیں اس کے کوئی اور معنے لینے پڑیں گے جو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہوں اور وہ معنے یہی ہیں کہ اس جگہ سمجھ لو کے معنے یقین کر لینے کے ہیں گویا رسول کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم سمجھ لو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہیں یقینی طور پر اس بات کو محسوس کرنا چاہئے کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے اور یقینی علم اور محض خیال اور وہم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک آدمی صرف خیال کرتا ہے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے اور ایک آدمی اس یقین کامل پر قائم ہوتا ہے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ بظاہر دونوں یہی سمجھتے ہیں کہ خدا انہیں دیکھ رہا ہے لیکن ایک کا تصور محض وہم پر مبنی ہوتا ہے جو جھوٹ بھی ہو سکتا ہے اور دوسرا یقین کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ ایک کو بڑی آسانی کے ساتھ متزلزل کیا جاسکتا ہے اور دوسرا شخص جو اپنے اندر کامل یقین پیدا کئے ہوئے ہوتا ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت متزلزل نہیں کرسکتی۔ پس رسول کریم ﷺ کے اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ گو یہ واقعہ تو نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے مگر تم نماز پڑھتے وقت یہ تصور کر لیا کرو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ نماز کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اس یقین کامل پر قائم ہو جائے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 7 ص 644)

حقیقی نماز

بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔ مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جاسکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آجکل (-) میں جا کر نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور پھر (-) سے نکل کر کسی قسم کے گناہ سے بھی ان کو پرہیز نہیں ہوتا۔ جھوٹ وہ بولتے ہیں۔ رشوت وہ لیتے ہیں۔ فریب وہ کرتے ہیں۔ خیانت سے ان کو پرہیز نہیں۔ تجارتی دھوکوں سے وہ مجتنب نہیں غرض ہزاروں قسم کے گناہوں میں مبتلا ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز کو ان شرائط کے ساتھ ادا نہیں کرتے جو ...... نے مقرر کی ہیں۔ اگر وہ ان شرائط کے ساتھ نماز ادا کرتے تو ان کے قلوب پاک ہو جاتے اور گناہوں کی میل دور ہو جاتی اور ہر قسم کے گناہوں اور بدیوں سے وہ محفوظ ہو جاتے۔ کیونکہ نماز کو سنوار کر پڑھنے والا اور ان شرائط کو ملحوظ رکھنے والا جو اللہ تعالیٰ نے ادائے نماز کے لئے مقرر فرمائی ہیں اپنے اندر فوراً ایک تبدیلی پاتا ہے اور زیادہ دن نہیں گزرتے کہ اس کے اندر ایک خاص ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اسے بدیوں کی شناخت ہو جاتی ہے اور پوشیدہ در پوشیدہ بدیوں پر اسے اطلاع دی جاتی ہے اور مخفی در مخفی گناہوں کا علم جو دوسروں کو نہیں ہوتا اسے دیا جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 7 ص 652)

نماز کا مغز دعا

دعا نماز کا مغز ہے اور دعا اپنے اندر ایک ایسا مقناطیسی اثر رکھتی ہے کہ ایک طرف تو بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے اور دوسری طرف اس کے لئے ایسی آسانیاں بہم پہنچا دیتی ہے کہ جن سے وہ گناہوں سے محفوظ رہ سکے۔ جب ہماری استدعاؤں اور التجاؤں کو والدین اور حکام دنیا قبول کرتے ہیں تو کیونکر خیال کیا جائے کہ خدائے تعالیٰ جو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اپنے بندوں کی دعاؤں کو رد کر دے گا۔ پس نماز کیا ہے دعاؤں کا ایک مجموعہ ہے جس سے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف دعائیں قبولیت حاصل کر کے انسان کی ہدایت اور ترقی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔
(انوار العلوم جلد 1 ص 636)

بچوں کو نماز کی تلقین

مذہب کا اہم ترین حصہ اس کے لئے دل اور دماغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عبادت الٰہی ہی ہے۔ اگر عبادت الٰہی کو ترک کر دیا جائے تو مذہب صرف رسم و رواج کا نام بن کر رہ جائے گا اور خدا تعالیٰ سے تعلق کا دعویٰ محض ایک ڈھکوسلہ ہوگا۔ اس لئے اس جگہ مومنوں کی پہلی صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یقیمون الصلوٰۃ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں یعنی خود بھی باجماعت نماز ادا کرتے ہیں جس کی طرف یقیمون کا لفظ اشارہ کرتا ہے اور دوسروں کو بھی نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ گویا بحیثیت جماعت وہ نمازوں کی ادائیگی کا ہمیشہ التزام رکھتے ہیں۔ اگر یہاں صرف انفرادی نمازوں کا ذکر ہوتا تو یصلون کہنا کافی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یصلون کا لفظ استعمال نہیں فرمایا بلکہ یقیمون الصلوٰۃ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کے اور مقامات میں بھی اقیموا الصلوٰۃ یا اقاموا الصلوٰۃ کے الفاظ ہی استعمال ہوئے ہیں اور اقامت ہمیشہ باجماعت نماز میں ہی ہوتی ہے پس مومنوں کی ایک بڑی علامت اس آیت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں اور نہ صرف خود نمازوں کی پابندی کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے بعض لوگ خود تو نماز کے بڑے پابند ہوتے ہیں مگر اپنے بیوی بچوں کے متعلق کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر ان کے دل میں سچا اخلاص ہو تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی بچے کا یا بیوی کا یا بہن بھائی کا نماز چھوڑنا انسان گوارہ کر سکے۔
(تفسیر کبیر جلد 7 ص 328)

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

نماز وقت پر باشرائط ادا کریں۔ تذلل اور انکساری سے پڑھی گئی نماز روح میں جلا پیدا کرتی ہے

حقیقی عبادت

یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی عبادت (1) محبت وایثار اور (2) تذلّل وانکسار ہر دو کے خمیر سے پرورش پاتی ہے لیکن کبھی محبت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اور کبھی تذلّل اور فروتنی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا حسن اور اس کا احسان جلوہ فگن ہوتا ہے تو انسان کا دل اپنے ربّ کی محبت سے بھر جاتا ہے اور ایک عاشق زار کی طرح وہ اس کی ہر آواز پر لبیک کہتا ہے وہ اس کے گرد گھومتا ہے وہ نیستی کا لبادہ پہن کر اسی میں کھو جاتا ہے اور اس کے اپنے وجود پر کلیتہً ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی اس کے ربّ کی طرف سے اسے عطا ہوتی ہے۔ مگر دنیا اسے نہیں پہچانتی اور وہ اس کی کچھ پروا بھی نہیں کرتا۔

عظمت وجلال الٰہی کا جلوہ

لیکن جب خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا جلوہ اس پر ظاہر ہوتا ہے تو اس کا دل خوف ورجاء اور امید و بیم سے لبریز ہو جاتا ہے عظمت الٰہی اور جلال الٰہی کے اس جلوہ کے بعد اس کی اپنی کوئی بزرگی اور عظمت باقی نہیں رہتی وہ فروتنی کا جامہ پہن لیتا ہے انکسار کو اپنا شعار بناتا ہے اور تذلّل کی گرد سے غبار آلود اور اَغْبَرْ نظر آتا ہے وہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتا ہے اور عاجزی کے ساتھ اور خوف زدہ دل کے ساتھ لرزاں اور ترساں اپنے ربّ کے حضور جھکتا ہے اور اس کی عظمت اور جلال کا اقرار کرتا ہے اس کے جسم کا ہر ذرہ اور اس کی روح کا ہر پہلو اپنے ربّ کے خوف سے کانپ رہا ہوتا ہے اور عظمت وجلال کا یہ جلوہ اسے اس حق الیقین پر قائم کر دیتا ہے کہ اس عظمت کے مقابلہ میں سب مخلوق مردہ اور لاشئے محض ہے اور ان سے کسی بھلائی کی امید نہیں رکھی جا سکتی اور نہ وہ بذات خود اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ اگر امید وابستہ کی جا سکتی ہے تو صرف ذوالجلال والاکرام سے۔ تب خوف کے ساتھ ایک امید ورجاء بھی اس کے سینہ صافی میں پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنی سب امیدوں کو اپنے ربّ سے ہی وابستہ کر لیتا ہے اور صرف اس پر توکل رکھتا ہے اور حاجت براری کے لئے صرف اس کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے اور اس کا دل اس یقین سے پر ہوتا ہے کہ جو کچھ ملنا ہے صرف اسی در سے ہی ملنا ہے جوتی کا ایک تسمہ ہو۔ یا دنیا جہان کی عزتیں۔

(خطبات ناصر جلد 1 ص 702)

عبادت کے معنے

عبادت کے معنے ہیں معبود حقیقی کا رنگ اپنی زندگی پر چڑھانا اور اس کی صفات کو اپنانا۔ اپنا سب کچھ قربان کر کے اس سے سب کچھ حاصل کرنا۔ حضرت مسیح موعود نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی بھی طاقتیں، قوتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے لیکن چونکہ روحانی رفعتیں غیر محدود ہیں اس لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے بعد یہ سمجھنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول کر بھی لیا تو بھی ہم آخری رفعتوں تک انتہائی بلندیوں پر نہیں پہنچ سکیں گے اس لئے انسان پھر مجبور ہو کر اسی کی طرف رجوع کرتا اور اس کے حضور حاضر ہو کر التجاء کرتا ہے کہ ہمیں جو طاقتیں اس وقت تُو نے عطا کی تھیں ان کے ذریعہ ہم نے تیری محبت کے حصول کے لئے کوشش کی لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ بے شمار بلندیاں ابھی ایسی ہیں کہ اپنی موجودہ طاقتوں کے صحیح استعمال کے نتیجہ میں ہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے اس لئے ایاك نستعين ہم تیرے پاس آئے ہیں نصرت اور مدد کے طالب ہو کر کہ تُو ہمیں اور طاقت دے تا کہ اس مزید طاقت کو اس مزید عطا کو بھی ہم تیری راہ میں خرچ کریں اور تیری محبت کو پہلے سے زیادہ پائیں۔

عبادت کا حق سوائے خدا کے کسی کو نہیں

ایاك نعبد .... میں یہ مسئلہ ہمیں سمجھایا گیا ہے کہ جس طرح عبادت کا حق سوائے اللہ کی ذات کے کسی کو نہیں اسی طرح اور کوئی وجود دنیا میں نہیں جو ہماری ضرورت کو پورا کر سکے اور جس کے پاس ہم جا کر کہیں کہ ہمیں کچھ دو تا کہ ہم صحیح نشوونما اپنی قوت اور استعداد کی کر سکیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو منبع اور سرچشمہ ہے ہر عزت کا۔ جو سرچشمہ ہے ہر نور کا اور جو سرچشمہ ہے ہر چیز کا۔ اس کے علاوہ کسی اور منبع سے کسی اور وجود کے ذریعے ہم نہ کوئی طاقت پا سکتے ہیں اور نہ کوئی نور حاصل کر سکتے ہیں۔ اندھیروں میں بھٹک تو سکتے ہیں لیکن نورانی فضاء میں سانس نہیں لے سکتے اور نہ حقیقی عزت ہم حاصل کر سکتے ہیں۔

(المصابیح ص 191)

نماز کو شرائط کے ساتھ ادا کریں

اور دسویں خصوصیت یہاں یہ بیان ہوئی ہے .... کہ ایسی عورتوں کے دل یاد الٰہی سے معمور رہتے ہیں اور وہ معرفت کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہیں۔ ہر بات میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتی ہیں۔ ذکر الٰہی فرض کے طور پر بھی ہے اور نفل کے طور پر بھی۔ نماز ذکر کے اندر ہی آ جاتی ہے یعنی وہ جو نمازوں کو پوری شرائط کے ساتھ ادا کرنے والی اور اس کے علاوہ بھی ہر وقت اپنے رب کو یاد کرنے والی ہیں اور اللہ کی رحمت اور فضل سے وہ ان فیوض کو حاصل کرنے والی ہیں کہ جب وہ فیوض کسی انسان کو مل جاتے ہیں تو اس کے متعلق جائز طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنے رب سے اجر عظیم کو پالیا ہے۔ (المصابیح ص:50)

نماز وقت پر ادا کریں

جو عورت قرآن کریم کے اس حکم کو ٹھکراتی ہے وہ اپنی نسل پر ظلم کر رہی ہے آج وہ اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کے جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جا رہی ہے حالانکہ دعویٰ اس کا یہ ہے کہ میں اپنے بچوں سے پیار کرتی ہوں۔ یہ اچھا پیار ہے۔ دنیا کی تکلیفوں سے تو اتنا بچاتی ہو تم اپنے بچوں کو۔ یہ بھی پسند نہیں کرتی کہ ایک کانٹا بھی چُبھ جائے۔ اگر بچہ کو بخار ہو جائے تو گھبرا جاتی ہو۔ ڈاکٹر کو بلاتی ہو۔ ہسپتال میں لے کر جاتی ہو۔ اپنی بساط سے بڑھ کر بچے کی صحت پر خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہو گی اور جس وقت یہ کہا جائے کہ اگر تم قرآن کریم کے احکام پر عمل نہیں کرو گی تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہو گی تو تمہیں کوئی احساس ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ طریق اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کا نہیں ہے۔ نماز ہے صبح کی نماز وقت پر پڑھنی چاہئے سوائے اس کے کہ کوئی بیماری وغیرہ ہو۔ نبی کریم ﷺ سے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک صبح سورج چڑھنے کے بعد نماز پڑھوائی تا کہ ایسے استثنائی حالات میں .... کے افراد کے دل گھبرا نہ جائیں کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا غضب نہ ان پر نازل ہو جائے کہ صبح کی نماز نہیں پڑھی۔ یہ استثنائی چیزیں ہیں۔ رات خواہ چھوٹی ہو ہم صبح کی نماز وقت پر پڑھ سکتے ہیں اس کے بعد پھر سو سکتے ہیں۔ یہ عادت کی بات ہے اس سے زیادہ کوئی تکلیف نہیں اس میں۔ میں جواب یہاں آیا ہوں تو مجھے بعض باتوں کی وجہ سے یہ احساس تھا کہ ایک مسئلہ بنا لیا ہے کہ چونکہ راتیں چھوٹی ہیں اس لئے صبح کی نماز بے شک سورج نکلنے کے بعد پڑھ لی جائے کوئی حرج نہیں۔ میں نے ان کو اپنے عمل سے بتایا کہ ایسا کرنا ہرگز درست نہیں۔ میرا خیال ہے زیورک میں ہم پونے چار بجے نماز پڑھا کرتے تھے ایک بجے کے بعد میں سویا کرتا تھا تین بجے کے قریب اٹھ جاتا تھا اور پھر نماز کے بعد سو جاتا تھا۔ پھر کام سارا دن کرتا تھا۔

(المصابیح ص 56)

نماز روح میں جلا پیدا کرتی ہے

حضرت مسیح موعود نے روزے اور نماز کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا اثر جسم پر ہے اور نماز کا روح پر۔ نماز سے سوز وگداز پیدا ہوتا ہے اور روح میں جلا پیدا ہوتی ہے اور انسان کی روح میں ایسی روشنی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ بری باتوں سے رکنے لگتا ہے اور اچھی باتوں کو پہچاننے لگتا ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھٰی .... اور اس کے نتیجہ میں انسان کو ان احسن اعمال کی بصارت پیدا ہوتی ہے جن کی اتباع کا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

(المصابیح ص 49)

نماز کمزوریوں کے بدنتائج سے بچاتی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز کے علاوہ بھی تم پر دینی اور دنیوی ذمہ داریاں عائد کی گئی ہیں اور دو نمازوں کے درمیان یہ ذمہ داریاں تم بہرحال ادا کرتے ہو جو نماز کے علاوہ ذمہ داریاں ہیں وہ نماز کے اندر تو نہیں ادا ہوتیں۔ جس وقت آدمی نماز پڑھ رہا ہو اس وقت تو نماز کی یعنی اَلصَّلٰوۃ کی ذمہ داری، باجماعت فرض نماز کی ذمہ داری اور سنت اور نوافل کی ذمہ داری ادا کرتا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر صرف نماز پڑھنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے عائد نہیں کی بلکہ حقوق العباد اور حقوق اللہ کی ادائیگی کی (نماز کے علاوہ) دوسری ذمہ داری ہے۔ نماز میں بھی حقوق العباد کی ایک ذمہ داری ہم پر پڑتی ہے کہ ہم ان کے لئے دعائیں کریں۔ سب انسانوں کے لئے دعائیں کرنا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی

ہیں۔ حقوق اس معنیٰ میں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، اس کی بڑائی بیان کرتے ہیں، اس کی تسبیح کرتے ہیں، اس کی تحمید کرتے ہیں اور اس طرح کہنے کو تو ہم اللہ کے حقوق ادا کر رہے ہوتے ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہم اپنی جھولیاں اس کے فضل سے بھر رہے ہوتے ہیں۔ انسان کو خوش کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے کہا کہ میں ان کا نام حقوق اللہ رکھتا ہوں فائدہ صرف تمہیں ہے مجھے تو نہیں۔ میں تو غنی اور صمد ہوں مجھے کسی کی احتیاج نہیں ہے لیکن چونکہ نماز کے علاوہ اور بھی دینی اور دنیوی ذمہ داریاں ہیں اور وہ بہرحال بَیْنَ الصَّلٰوتَیْن یعنی دو نمازوں کے درمیان ادا کی جاتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہر نماز اپنے اور پچھلی نماز کے درمیان کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بشری کمزوریوں کی وجہ سے جو نقائص رہ جاتے ہیں ان کے لئے کفارہ بن جاتی ہے۔ اسلام بڑا پیارا مذہب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف بڑی رحمتیں لے کر آئے ہیں تو ہر نماز کے متعلق آپ کا یہ ارشاد ہے کہ ہر نماز پہلی نماز اور اس کے درمیان (مثلاً اب جمعہ کی نماز ہم پڑھیں گے اس سے پہلے صبح کی نماز ہم نے ادا کی تو اس کے درمیان) خدا تعالیٰ نے دنیوی لحاظ سے اور دینی لحاظ سے جو ذمہ داریاں ڈالی ہیں ان میں سے کچھ کو تم نے ادا کیا اور تم بشر ہو اور کمزور ہو خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر اور اس کی مغفرت کی چادر میں آئے بغیر تم اپنی کمزوریوں کے بدنتائج سے بچ نہیں سکتے۔ اپنی کمزوریوں کے واقع ہونے سے بچ نہیں سکتے۔

خلوص نیت اور تضرع کی نماز

پس ایک تو آپ نے یہ فرمایا کہ ہر نماز اپنے سے پہلی اور اپنے درمیان کی کمزوریوں اور گناہوں اور غفلتوں اور کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور معاف کروا دیتی ہے۔ اگر خلوصِ نیت کے ساتھ تضرع اور عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور انسان جھکے تو اس کی یہ غفلتیں اور کوتاہیاں جو بَیْنَ الصَّلٰوتَیْن ہوں دور ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے فرمایا کہ جو رہ جائیں اس کے لئے کسی بڑی جدوجہد کی ضرورت ہو تو ہم نے جمعہ کی بعض گھڑیاں قبولیتِ دعا کی ایسی رکھی ہیں کہ ایک جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی کوتاہیاں جو نمازوں کی ادائیگی کے باوجود مغفرت کی چادر میں نہیں آ سکیں وہ جمعہ ان کو دور کر دیتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ بعض ایسی تمہاری کوتاہیاں ہوں گی کہ جو ایک جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان جمعہ کی دعائیں اور جمعہ کی تضرع اور عاجزی دور نہیں کر سکے گی تو فکر نہ کرو ہم نے رمضان کا مہینہ اس کے لئے مقرر کیا ہے اور ایک رمضان اور دوسرے رمضان کے درمیان کے گیارہ ماہ کی کوتاہیاں اور غفلتیں رمضان کی عبادات کے ذریعہ دور ہو جاتی ہیں بشرطیکہ خلوصِ نیت ہو اور انسان سارے کا سارا اپنے رب کے لئے ہو کر زندگی گزارنے والا ہو۔ اپنی زندگی کو دو حصوں میں بانٹ کر ایک حصہ شیطان کو دینے والا اور دوسرا حصہ خدا کے حضور پیش کرنے والا نہ ہو کیونکہ پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جس کو تم نے میرے حصہ میں سے دیا ہے اسی کو جا کر سارا دے دو میری تمہیں اب ضرورت نہیں۔

پس ہر نماز پہلی نماز اور اپنے درمیان کی غفلتیں اور کوتاہیاں دور کرتی ہے اور ہر جمعہ پہلے جمعہ اور اپنے درمیان کی کوتاہیوں اور غفلتوں کو جو باقی رہ جاتی ہیں دور کرتا ہے اور ہر ماہِ رمضان پہلے رمضان اور اپنے درمیان کے گیارہ مہینوں کی غفلتیں اور کوتاہیاں دور کرتا ہے۔ (خطبات ناصر جلد 5 ص 670)

بچپن سے نماز کا عادی بنائیں

نبی اکرم ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ بچے پر دس سال کی عمر میں نماز فرض ہو جاتی ہے لیکن اس فرض کو نماز کی عادت ڈالنے کے لئے اگر اس سے بھی پہلے نہیں تو کم از کم سات سال کی عمر کو جب وہ پہنچے تو اس کو نماز کی طرف متوجہ کرتے رہنا چاہئے تا جب نماز فرض ہو تو وہ نماز کا عادی ہو چکا ہو اور نماز سے پیار کرنے لگ چکا ہو اور نماز کی محبت اس کے دل میں گڑ چکی ہو اور وہ ذہنی طور پر اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہو کہ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز نہیں ہوتے اور اس سے دعائیں نہیں مانگتے ہمیں اس دنیا میں بھی فلاح حاصل نہیں ہو سکتی اور اخروی زندگی میں بھی ہم اس کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے.......... میں صرف نماز کو ہی.......... مرد اور.......... عورت پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فرائض ہیں جن میں سے ایک حصہ مالی قربانیوں اور مالی جہاد کا ہے اس لئے جس طرح نماز فرض ہونے سے پہلے بچے کو وہ نماز پڑھائی جاتی ہے کہ جو ابھی اس پر فرض نہیں ہوتی۔ سات سال کے بچے پر ظہر کی نماز عصر کی نماز مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں فرض نہیں۔ جب ہم ان کو یہ نمازیں پڑھتے ہیں تو وہ فرض تو نہیں پڑھ رہے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان نمازوں کو ابھی فرض ہی نہیں کیا۔ اسی طرح مالی میدان میں بھی بچوں کو اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔

(المصابیح ص 19)

مقبول نماز

عابدات۔ خدا کے حضور جھکنے والیاں، اس کی عبادت کرنے والیاں، اس کی صفات کا رنگ اپنے پر چڑھانے والیاں ایک.......... کے گھر کو جنت بنا سکتی ہیں۔ عابدہ کے معنے ہیں اللہ کے حضور انتہائی تذلل اختیار کرنے اور اللہ کی عبادت انتہائی اخلاص کے ساتھ کرنے والی اور وعدہ یہ ہے کہ جو اخلاص اور محبت کے ساتھ تذلل کی راہوں اور عاجزی کے طریقوں کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں منہمک رہے یا رہیں گی ایسوں کو شیطان کے بداثرات سے محفوظ رکھا جائے گا۔ جو عورت گھر میں ٹکریں مار کر نماز پڑھ لیتی ہے اور بے پردہ باہر نکل جاتی ہے وہ شیطان کے اثر سے محفوظ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے بتا دیتا ہے کہ تم نے جو عبادت کی تھی وہ قبولیت کے لائق نہیں۔ تم نے اپنا وقت بھی ضائع کیا اور ہمارے حضور ایک گندی چیز پیش کر دی کہ جس کے اندر شیطان کے کیڑے نظر آ رہے ہیں۔ (المصابیح ص:155)

نماز حقوق اللہ اور حقوق العباد سکھاتی ہے

یہ ایک حقیقت ہے ہر عبادت عمل ہے اور ہر شکل کے عمل عبادت کا ہی پہلو اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن عبادات یا اعمال کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ایک حصہ کو حقوق اللہ ایک حصہ کو حقوق العباد کہتے ہیں۔ جب ہم حقوق اللہ کو ادا کر رہے ہوتے ہیں تو ان میں ایک حصہ حقوق العباد کا بھی شامل ہوتا ہے۔ مثلاً نماز ہے ہم (بیت) میں جاتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو ہم ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ ہم اس کے مطیع اور فرمانبردار بندے بنتے ہوئے اس کی حمد کریں۔ اس کی بلندی اور عظمت کا اظہار کریں۔ تضرع اور عاجزی سے اس کے سامنے جھکیں غرض نماز ادا کرنا خالصتاً اللہ تعالیٰ کا حق ہے لیکن اس نماز کی ادائیگی میں بھی ہم حقوق العباد ادا کر رہے ہوتے ہیں مثلاً نماز میں ہم اپنے لئے اپنے رشتہ داروں کے لئے مجلس اور جماعت کے لئے یا تمام بنی نوع انسان کے لئے دعا کرتے ہیں اور یہ دعا والا حصہ حقوق اللہ میں شامل نہیں کیونکہ اس حصہ میں ہم صرف اس کی حمد نہیں کر رہے ہوتے بلکہ حمد کے قیام کے لئے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم یہ سامان کر رہے ہوتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ آدمی اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرتے ہوئے اس کی حمد میں مشغول ہو سکیں۔ یہ حصہ حقوق العباد میں شامل ہے کیونکہ گو ہم نماز میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور اسی سے مانگتے ہیں لیکن مانگتے بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔ پس حقوق اللہ میں حقوق العباد کا ایک حصہ بھی شامل ہوتا ہے۔ (مشعل راہ جلد 2 ص 5)

انسان نماز و دعا سے عبد بننے کے لئے پیدا کیا گیا ہے

ایک یہ کہ انسان میں جو قوت اور طاقت ہے وہ اپنے نفس میں ایسی نہیں جو اسے خدا تعالیٰ تک پہنچا دیتی۔ انسان کی ساری نیکی کی طاقتیں بھی اس کے لئے بدی بن سکتی ہیں۔ اس میں کبر پیدا کر کے، اس میں نخوت پیدا کر کے، اس میں ریا پیدا کر کے، اس میں جذبۂ نمائش پیدا کر کے، اس میں اپنے نفس کی پوجا کر کے اور پرستش کے جذبات پیدا کر کے، اس کی نیکیاں جو ہیں ان کے اندر وہ خود شرک کی ملاوٹ پیدا کر سکتا ہے۔ اس لئے چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو نیکی کی طاقتیں بھی دیں ان کا بھی وہ غلط استعمال کر سکتا تھا۔ وہ انتہائی عاجزانہ نمازیں پڑھنے کے بعد بظاہر جو ہمیں نظر آتی تھیں خشوع اور تضرع کے ساتھ دعائیں کرنے والا لیکن اس کی روح اس میں غائب بھی ہو سکتی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس ضعف سے بچانے کے لئے اور آسانی پیدا کرنے کے لئے یہ انتظام کیا کہ اس کے لئے قبولیت دعا کے دروازے کھولے گئے اور اسے یہ حقیقت سمجھائی گئی کہ جو اعمال صالحہ بجا لانے کی تمہیں طاقت عطا کی گئی ہیں ان کے ذریعہ سے محض تم خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ساری نیکیاں کرنے کے بعد بھی تم خدا تعالیٰ کے دربار سے دھتکار دیئے جاؤ سوائے اس کے کہ تم اپنی عاجزانہ دعاؤں سے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والے ہو۔ اگر تم اپنی نیکیوں کی قبولیت کے لئے عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور یہ دروازہ تمہارے لئے کھلا ہے تو پر تمہاری نیکیاں اس کے حضور قبول ہوں گی اور تم اس کے پیار کے مستحق ہو گے اور تمہیں اس کا ثواب ملے گا۔ تو قبولیت دعا کے نتیجہ میں ہماری راہ کو اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیا۔ ہمارے بوجھ کو ہلکا کر دیا ورنہ یہ بوجھ ضعیف انسان کیسے اٹھا سکتا تھا کہ اپنے اعمال سے خدا تعالیٰ کو ثواب دینے اور پیار کرنے پر مجبور کر سکتا۔

تو پہلا اصول اس نے اس آسانی کے پیدا کرنے کا یہ بنایا کہ دعائیں کرو اور میرے فضل کو جذب کرو تا میں تمہاری نیکیوں اور تمہارے اعمال صالحہ میں جو کمزوریاں وار خامیاں رہ گئی ہیں، انہیں مغفرت کی چادر میں ڈھانپ دوں اور تمہارے اعمال کو قبول کروں اور تم سے میں پیار کرنے لگوں۔

دوسری تخفیف جو ہے جو آسانی پیدا کی گئی ہے، وہ اسلام نے بڑے حسین پیرایہ میں اور بڑے عظیم طریق پر فرائض اور نوافل، عبادات کو حقوق کی ادائیگی کو ان دو حصوں میں منقسم کر کے پیدا کی ہے۔ فرائض انسان پر نیکیوں کا کم سے کم بوجھ ڈالتے ہیں اتنی آسانی سے اس کے نتیجہ میں کہ انسان جب خدا تعالیٰ کے فضلوں پر غور کرتا اور اس کے پیار کو دیکھتا ہے تو دنگ رہ جاتا ہے۔

نماز، دن میں پانچ دفعہ دو، چار، چار، تین، چار رکعتیں پڑھنی ہیں اور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک باہر سے، دیہاتی علاقے سے مسلمان آئے اور انہوں نے کہا کہ کیا ہیں اسلام کے ارکان، نماز کے متعلق یہ فرائض آپ نے سارے فرائض بتائے۔ اس نے کہا میں فرائض پورے کروں گا اس سے زائد کچھ نہیں کروں گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ اپنی بات پر قائم رہا اور خدا تعالیٰ نے اس کی اسے توفیق بھی دی تو دخل الجنة خدا اسے جنت میں بھیج دے گا۔ تو جنت میں داخل ہونے کے لئے فرائض ہمارے لئے رکھے۔ جنت میں داخل ہو کر جنت میں جو ارفع مقامات ہیں، مقامات محمودہ ان کے حصول کے لئے نوافل رکھ دیئے اور اس طرح امت مسلمہ کے لئے آسانی پیدا کر دی کیونکہ ہر شخص جو ہے نہ اس میں اتنی طاقت ہے نہ اس میں اتنا جذبہ ہے۔ ہر ایک کو کہا کہ کم از کم لے لو، کر لو تو خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر لو گے۔

(خطبات ناصر جلد 8 ص 130)

ارشادات حضرت خلیفة المسیح الرابع

اپنی عبادات کے سانچوں کو ذکر الٰہی سے بھریں اور اپنی آئندہ نسلوں کو اس پر قائم کریں، تبھی ہماری فتح ممکن ہے

مرتبہ: مکرم عطاء النور صاحب

عبادت کا مفہوم

جماعت احمدیہ میں جب لفظ عبادت بولا جاتا ہے تو ذہن معاً نمازوں کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اور وہیں ٹھہر جاتا ہے اور نمازوں سے آگے بڑھ کر جو عبادت کا مفہوم ہے اس کی طرف عموماً ذہن منتقل نہیں ہوتے۔

(خطبات طاہر جلد 5 ص 384)

''عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی پیروی کرے۔ عبد اس غلام کو کہتے ہیں جو آقا کے تابع ہوجائے۔ اس کا اپنا کچھ نہ رہے۔ سب کچھ اسکے مالک کا ہو اور وہ اس کے پیچھے پیچھے چلے اور یہ جو مضمون ہمیں سکھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو اور اس کی صفات اختیار کرو، یہی دراصل عبادت کا مفہوم ہے۔ کلیتہً اپنے رب کے پیچھے چلنا اور ایک اعلیٰ ذات کی نقل کرنا ان معنوں میں کہ اس کی صفات کا رنگ آہستہ آہستہ اس کے وجود پر چڑھنے لگے، یہ ہے عبادت کا مفہوم۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک اعلیٰ نمونے کے پیچھے چلا جائے تو اس نمونے پر چلنے والے ہی کا فائدہ ہوتا ہے، نہ کہ اس نمونے کا جس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔ دنیا کے سامنے ماڈل پیش کئے جاتے ہیں تا کہ لوگ اس ماڈل کے مطابق ڈھلنے کی کوشش کریں۔ لیکن اس سے اُس ماڈل کو کیا فائدہ؟ فائدہ تو اس کو ہوتا ہے جو اس ماڈل کے پیچھے چل کر اپنی تزئین کرتا ہے، اپنی بدیاں دور کرتا ہے اور اپنے اندر نیا حُسن پیدا کرتا ہے۔

پس عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور اس ذکر کو اپنے اعمال میں ڈھالنے کی کوشش کرو''۔

(خطبات طاہر جلد اول ص 280)

نماز کو ذکر الٰہی سے بھریں

جب بھوکے آدمی کے کان میں یہ آواز پڑتی ہے کہ برتن لگ گئے ہیں تو خوشی تو ہوتی ہے لیکن اس سے بہتر آواز یہ ہے کہ کھانا لگ گیا ہے۔ برتن لگنا بھی اچھی بات ہے کیونکہ اس سے کھانے کے قرب کی خوشبو آنے لگتی ہے لیکن جب کھانا لگ جائے تو ایک بھوکے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی آواز نہیں۔ جب یہ اطلاع ملتی ہے کہ نمازیوں سے (بیوت الذکر) بھرگئی ہے تو یہ اطلاع ایسی ہی ہے جیسے کہا جائے کہ برتن لگ گئے ہیں۔ جب تک نمازیں خدا کے پیار سے اور اس کی محبت سے اور اس کے عرفان سے اور اس کی حمد اور اس کی ثناء سے بھر نہیں جاتیں اس وقت تک یہ آواز وہ آواز بہر حال نہیں ہے کہ کھانا لگ گیا ہے۔

......بھری ہوئی نماز سے کیا مراد ہے؟ جیسا کہ میں نے بیان کیا سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نماز بھرنی چاہئے، پھر ان مطالب سے نماز بھرنی چاہئے جو نماز کے الفاظ میں موجود ہیں۔

......جب تک اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم نہ ہو اور نماز کا مقصد واضح نہ ہو اس وقت تک مطالب معلوم ہونے کے باوجود بھی نماز نہیں بھرے گی۔ بعض دفعہ پھل موٹا بھی ہوجاتا ہے لیکن پکتا نہیں۔ تو جولذت پکے ہوئے پھل کے کھانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر کچے پھل پر آپ منہ ماریں تو بالکل اس کا برعکس نتیجہ نکلتا ہے۔ بعض پھل جو پکنے کے بعد نہایت شیریں ہوجاتے ہیں، رس سے بھر جاتے ہیں اگر کچے کھائے جائیں تو نہ صرف یہ کہ شدید تکلیف پہنچتی ہے بلکہ بعض دفعہ عوارض لگ جاتے ہیں اس لئے نماز کو صرف مطالب سے پڑھنا کافی نہیں جب تک ان مطالب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا رس داخل نہ ہوجائے، اس وقت تک ان مطالب میں مزہ نہیں آسکتا اور نماز کے ساتھ ایک ذاتی لگاؤ پیدا نہیں ہوسکتا۔

(خطبات طاہر جلد 4 ص 955 تا 957)

عبادت کی حفاظت میں

دنیا کا دوام ہے

''یہ عبادت ہی ہے جو انسان کی فطری کمزوری کو خوبیوں میں بدل دیتی ہے...... چونکہ انسان کے ساتھ مصیبتیں لگی رہتی ہیں اس لئے فرمایا تم اپنے آپ کو ایسی حالت میں نہ نکتا کر دینا کہ تمہاری عبادتیں پیچھے رہ چکی ہیں اور مصیبتوں نے تمہیں آگے سے پکڑ لیا ہو۔ عبادتوں پر دوام اختیار کرنا تا کہ کسی حالت میں بھی تمہیں کوئی مصیبت اچانک نہ پکڑ سکے جب کبھی کوئی مصیبت آئے تو وہ دیکھے کہ ایک عبادت گزار بندے پر آئی ہوں اور عبادتیں ان مصیبتوں کو دھکے دے دے کر باہر نکال دیں اور تمہاری حفاظت کریں...... اگر تم دنیا میں دوام چاہتے ہو تو عبادت کی حفاظت کرو، اگر تم اپنے امن اور سکون کے لئے دوام چاہتے ہو تو عبادت میں دوام اختیار کرو، اگر تم آسمانی حوادث سے محفوظ رہنا چاہتے ہو اور دکھوں اور مصیبتوں سے امن میں آنا چاہتے ہو تو عبادت کو اس کی شرائط کے ساتھ بجالاؤ تا کہ عبادت تمہارے لئے محافظ بن جائے...... ہم اس یقین پر قائم رہیں کہ عبادت کے بغیر ہماری کوئی زندگی نہیں ہے، عبادت کے بغیر کسی مصیبت سے محفوظ رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے، عبادت کے بغیر ہم خدا کے وہ بندے نہیں بن سکتے جو بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں...... عبادت کے بغیر ہم خدا کی طرف سے آنے والے عذابوں سے مامون و محفوظ نہیں رہ سکتے اس لئے اس سبق کو لے کر اپنی زندگی میں اپنائیں اور اسے اپنے اعمال میں داخل کریں اور پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کتنے بے انتہا فضل کرنے والا خدا ہے''۔

(خطبات طاہر جلد 2 ص 384,383)

بہترین ہتھیار

جب خطرات پیدا ہوتے ہیں تو لوگ سرحدوں کی حفاظت کیا کرتے ہیں۔ جب خطرات پیدا ہوتے ہیں تو لوگ فوجوں کو تیار ہونے کا حکم دیتے ہیں، ان کی چھٹیاں بھی منسوخ کر دیتے ہیں۔ جب خطرات پیدا ہوتے ہیں تو قومیں توقع رکھتی ہیں کہ اپنے حقوق کو بھی چھوڑ دیں لوگ اور وقت کے لحاظ سے قربانی کریں۔ پھر لوگ اپنے ہتھیاروں کو نکالتے ہیں ان کو مانجتے ہیں، ان کو صیقل کرتے ہیں، ان کو چمکاتے ہیں۔ اگر پریکٹس چھوڑ دی تھی تو ان کو چلانے کی پریکٹس شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اگر اپنی حدود کا دفاع مقصود ہو تو یہی طریق ہے۔ ہاں ہتھیار سب کے الگ الگ ہوتے ہیں۔ ہمارے وہ کون سے ہتھیار ہیں جنہیں اب باہر نکال لینا چاہئے؟ اگر پہلے نہیں نکلے ہوئے تھے ان کو بھی نکال لینا چاہئے جو ان سے غافل تھے اور اپنے صندوقوں میں بند کر کے ان کو رکھا ہوا تھا نکالیں اور ان کو چمکائیں اور ان کے استعمال کی پریکٹس شروع کریں اور یہ وہ ہتھیار ہیں جن کی سب سے زیادہ پریکٹس رات کو ہوا کرتی ہے۔ تہجد کے وقت میں جب ساری دنیا سوئی ہوئی ہوتی ہے اس وقت (-) جماعت ہی جاگتی ہے...... (-) فوجیں رات کو اپنے خدا کے حضور کھڑی ہوجاتی ہیں اور ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی خوب پریکٹس کرتی ہیں۔ بڑی کثرت کے ساتھ ان کو استعمال کرتی ہیں اور پھر جب وقت آتا ہے تو یہی ہتھیار ان کے کام آتے ہیں اور مخالف کے سارے ہتھیار ناکام ہوجاتے ہیں۔

(خطبات طاہر جلد 3 ص 192)

طاقت کا راز

امر واقعہ یہ ہے کہ سب سے اہم مد عبادت ہے۔ خدا اور خدا کے دین کی امداد اور اس کی نصرت کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ہتھیار اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اور حقیقت میں یہ عبادت کرنے والے ہی ہیں جو خدا کی محبت کو پاتے ہیں، خدا کی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں اور جن کی خاطر دنیا میں عظیم الشان کام دکھائے جاتے ہیں۔ میں نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے اور بار بار جماعت کو اس مضمون پر غور کرنے کی طرف بلایا ہے کئی طریق پر کہ عبادت کے گر سیکھو، اسی میں تمہاری طاقت کا راز ہے۔ آنحضرت ﷺ کی عظمت کا راز آپؐ کے عبد ہونے میں تھا۔ جتنے بھی دنیا میں انبیاء آئے ہیں ان سب کی طاقت کا راز ان کے عبد ہونے میں تھا اور عبد یا عبودیت یا عبادت یہ ایسا مضمون ہے جس کے اندر طاقت آپ کو دکھائی دیتی ہی نہیں۔ کلیۃً طاقت سے خالی مضمون ہے۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ جہاں کوئی طاقت دکھائی نہیں دیتی وہاں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ نے طاقت بھر دی ہے۔

عبد کا مطلب ہے غلام، وہ جس کا اپنا کچھ بھی نہ رہے۔ نہ مال اپنا، نہ بیوی بچے اپنے، نہ وقت اپنا، نہ سونے جاگنے کے فیصلے اپنے۔ کوئی خیرہ ہی نہیں، کوئی اختیار ہی نہیں اس کو باقی نہیں ہوتا۔ کماتا ہے خون پسینہ کی کمائی سے گھر میں کما کر لاتا ہے تو وہ بھی مالک کا بن جاتا ہے اس کا نہیں رہتا۔ تو عبد سے زیادہ کمزور کوئی اور وجود تصور میں آ ہی نہیں سکتا اور عبودیت میں بھی وہی مضمون چل رہا ہے، عبادت میں وہی مضمون چل رہا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ کر سب کچھ قربان کر کے خدا کے در پہ پڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں بس یہی در ہے اور کوئی در ہمارا نہیں رہا، اپنا سب کچھ اس کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔ بظاہر دنیا کے لحاظ سے ان سے زیادہ خالی ہاتھ اور ان سے زیادہ بے بس اور بے کس اور کون ہوسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہی کمزوروں، انہی نہتوں، انہی بے بسوں کو دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور کر کے اس لئے دکھاتا ہے کہ ان کا طاقتور دکھایا جانا خدا کی طاقت کا مظہر ہوجاتا ہے۔ جن کے پاس اپنی طاقت کوئی نہ ہو جب وہ غالب آتے ہیں تو سوائے اس کے کہ کوئی نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا کہ خدا غالب آیا ہے جس کی خاطر وہ نہتے اور بے جان ہوئے تھے اور بے بس ہوئے تھے۔ وہ خالی برتن ہوجاتے

ہیں۔ بھرتے ہیں تو خدا کی محبت سے بھرتے ہیں۔ وہ خالی ہاتھ ہوتے ہیں جن کو خدا کی طاقت مضبوط کرتی ہے اور توانائی بخشتی ہے۔ ان کی سوچیں ان کے دل کے جذبات، ان کی حرکت، ان کے سکون، ہر چیز میں خدا بولنے لگ جاتا ہے اور اس وجہ سے وہ طاقتور ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ غالب آتے ہیں۔

(خطبات طاہر جلد 5 ص 375)

نماز کے تقاضے

نماز پڑھنا، نماز کی حفاظت کرنا، نماز کے تقاضے پورے کرنا اور استقلال کے ساتھ اس پر جم جانا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ بظاہر تم نمازیوں کو دیکھتے ہو کہ پانچ وقت نمازیں پڑھتے ہیں (بیوت الذکر) میں بھی جاتے ہیں اور گھروں کو بھی آباد رکھتے ہیں نمازوں سے لیکن اس کے باوجود نماز ایک بہت ہی بوجھل کام ہے ...... نماز کے سارے تقاضے پورے کرنا آسان کام نہیں ہے اور ظاہری صورت میں نماز قائم بھی ہو جائے تو ایسی شکل ہوتی ہے جیسے برتن قائم ہو جائے کوئی اور اس کو دودھ سے بھرا نہ ہو۔ اسے بھرنا اور پھر اس کی حفاظت کرنا بہت بڑے کام ہیں اور پھر اسے پھیلانا کیونکہ اقام الصلوٰۃ میں تو اکیلی نماز پڑھنے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ نماز کو دوسروں میں رائج کرنے کے ساتھ یہ بندھا ہوا ہے مضمون، اقامت کا مطلب یہ نہیں ہے صرف کہ تم نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ بلکہ مراد یہ بھی ہے کہ دوسروں کو بھی نماز کے لئے کھڑا کرو۔ تو فرمایا بہت بھاری ہے الا علی الخٰشعین لیکن وہ لوگ جو خشوع سے کام لیتے ہیں جو بچھ جاتے ہیں خدا کی راہ میں، جو عاجز بن جاتے ہیں، جن کے اندر درد پیدا ہوتا ہے ان کے لئے نماز آسان ہو جاتی ہے۔ یہ غم یہ خشوع، خضوع یہ خود نماز کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا وزن ہلکا کر دیتا ہے اس کو بوجھ محسوس نہیں ہوتی بلکہ اس میں لذت پیدا ہو جاتی ہے۔

تمام قرآن میں سب سے زیادہ زور نماز پر ہے ...... تمام دنیا کے مذاہب میں جہاں کہیں بھی کوئی مذہب آیا ہے۔ تمام قرآن کریم کے بیان کے مطابق نماز پر ہر نبی زور دیتا رہا ہے۔ نماز حفاظت کرتی ہے۔ نماز ایک ساتھ رہنے والا مربی ہے۔ جس شکل میں بھی کسی قوم نے کبھی خدا کی عبادت کی تھی ہر نبی نے سب سے زیادہ اس عبادت پر زور دیا تھا اور ہے ہی مقصود وما خلقت الجن ......(الذاریات: 57) میں نے تو جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کریں اور عبادت کا معراج نماز ہے۔ یعنی عبادت کی جو رسمی شکل ہے ظاہری نماز ہے اور اس کو پھر قائم کرکے پھر اس کو بھرنا ہے ہم نے کئی طریق سے اس پر غور کرنا ہے کہ کس طرح ان میں زیادہ حسن پیدا کرنا ہے، سمجھانا ہے۔

ابھی تو آپ میں سے یعنی شاید آپ کو کبھی خیال نہ آیا ہو لیکن اکثریت ایسی ہے جن کو یہ نہیں پتہ کہ میرے بچوں کو نماز ترجمہ کے ساتھ آتی بھی ہے کہ نہیں اور نہ پتہ ہے نہ خیال آیا ہے اور بعض لوگ دوسروں کو ڈھونڈتے ہیں۔ جن کو خیال آتا ہے وہ کہتے ہیں جی ہمارے پاس کوئی نماز سکھانے کا انتظام نہیں ہے اس لئے ایک مربی بھیجا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مربیوں کا کام ہے نماز سکھانا اور پڑھانا۔ حالانکہ قرآن کریم بتاتا ہے کہ یہ والدین کا کام ہے۔ گھر سے شروع کرو اور پھر مستقل مزاجی کے ساتھ نماز کو قائم کرکے دکھاؤ وہاں۔ یہ عجیب سوال ہوتا ہے میں حیرت سے دیکھتا ہوں اگر تمہیں خود نماز نہیں آتی تو پہلے اپنی فکر کرو، بچوں کی کیا بات شروع کی ہے پہلے خود تو نماز سیکھو اور اگر خود نماز آتی ہے تو مربی کا کیا انتظار کرتے ہو۔ جو اولین مقصد ہے انسانی تخلیق کا اس مقصد سے محروم ہو رہے ہو محروم رہ رہے ہو اور انتظار کر رہے ہو کوئی آئے گا تو وہ ہمیں سکھا دے گا۔ ...... پس جماعت احمدیہ میں سب سے اہم کام اس وقت عبادت کو قائم کرنا ہے نماز کو نہ صرف قائم کرنا ان معنوں میں کہ ظاہراً کوئی شروع کر دے بلکہ اس کے اندر مغز کو اور روح کو بھرنا ہے اور جب تک بچپن سے نماز کا ترجمہ ساتھ نہ سکھایا جائے اس وقت تک نماز کے معنی انسان نماز پڑھتے وقت اپنے اندر جذب نہیں کر سکتا ...... بچوں کو ترجمہ سکھانے کے لئے ماں باپ کا ذاتی تعلق ضروری ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ویڈیوز کے اوپر آپ بنا دیں اور ہم اپنے بچوں کو پکڑا دیں گے اور بے فکر ہو جائیں گے کہ ان کو نماز آنی شروع ہو گئی ہے۔ یہ درست نہیں۔ عبادت کا تعلق محبت سے ہے اور محض رسمی طور پر ترجمہ سکھانے کے نتیجہ میں عبادت آئے گی کسی کو نہیں۔ وہ ماں باپ جن کا دل عبادت میں ہو جن کو نماز سے پیار ہو جب وہ ترجمہ سکھاتے ہیں بچے سے ذاتی تعلق رکھتے ہوئے بچہ اپنے ماں باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دیکھ رہا ہوتا ہے، ان کے دل میں گرمی کو محسوس کر رہا ہوتا ہے، ان کے جذبات سے اس کے اندر بھی ایک ہیجان پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ اگر نماز سکھائیں تو ان کا نماز سکھانے کا انداز اور ہوگا۔......

کجا وہ نمازیں جو اس طرح سیکھی گئی ہوں کجا وہ جو ویڈیو پر آرام سے بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور خیال شاید یہ آ رہا تھا کہ یہ ختم ہوا اور ہم اپنی دلچسپی کا فلاں پروگرام دیکھیں، فلاں ڈرامہ شروع کر دیں، فلاں کھیل دیکھنے لگ جائیں، دونوں چیزوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے محض فرضی باتوں کے اوپر اپنے آپ کو خوش نہ کریں۔ ہر احمدی کو خود نماز کے معاملے میں کام کرنا پڑے گا۔ محنت کرنی پڑے گی، اپنے نفس کو شامل کرنا پڑے گا، اپنے سارے وجود کو اس میں داخل کرنا پڑے گا، تب وہ نسلیں پیدا ہوں گی جو نمازی نسلیں ہوں گی خدا کی نظر میں۔

(خطبات طاہر جلد 4 ص 890 تا 893)

حقیقی نماز

وہ نماز جس میں خدا غائب سے حاضر میں آجاتا ہے، وہ نماز جو عالم الغیب والشھادۃ کو عالم غیب سے عالم شہود میں اتار دیتی ہے۔ وہی نماز ہے جو شہادت کا مقام رکھتی ہے اور وہی نماز ہے جو نمازی کو شہید بنا دیتی ہے۔ پھر خواہ اس کی جان خدا کی راہ میں جائے یا نہ جائے اس کا اٹھنا بیٹھنا، اس کا مرنا جینا سب کچھ خدا کے لئے ہو جاتا ہے۔ ...... نماز سے آپ پہچان لیں گے نماز صالح ہو گئی تو آپ صالح ہو گئے نماز شہید ہو گئی تو آپ بھی شہید بن گئے، نماز صدیق ہو گئی تو آپ بھی صدیق ہو گئے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نمازوں کے متعلق فرمایا کہ تم کہیں غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ ابوبکر بھی تو ہماری جتنی نمازیں پڑھتا ہے یا ہمارے جیسے پڑھتا ہے اس کی نمازیں بعض ایسی ہیں جو تمہاری عام نمازوں سے ستر گنا زیادہ مرتبہ رکھتی ہیں۔ ستر گنا تو ایک تکمیل کا لفظ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعینہٖ ستر عدد شمار کر کے اتنے گنا بلکہ ستر کا لفظ عربی میں تکمیل کے معنی دیتا ہے۔ ایک وسعت کے معنی دیتا ہے، بہت زیادہ کے معنی رکھتا ہے۔

(خطبات طاہر جلد 4 ص 984,983)

جماعتی تنظیموں کو عبادت کے قیام کی تلقین

لجنہ کا جہاں تک تعلق ہے وہ عورتوں کو سنبھالے اور بچیوں کو سنبھالے اور گھر کے اندر ان کو طریقے بتائے کہ کس طرح تم نے اپنے گھروں میں نماز کو قائم کرنا ہے ...... لجنہ گھروں میں نماز کو قائم کرنے کے طریقے سمجھائے اور مستورات کو یہ بتائے کہ تم نے کیا مدد کرنی ہے سوسائٹی کی نماز کے قیام کے سلسلہ میں اور پھر یہ رپورٹیں لے کہ وہ کس حد تک نماز کو اپنے گھروں میں قائم کرنے میں کامیاب ہو چکی ہیں۔ ...... اور اسی طرح خدام نوجوانوں کو یہ تلقین نہ کریں کہ تم نماز میں آؤ بلکہ یہ تلقین کریں کہ تم خود بھی آؤ اور اپنے بھائیوں کو بھی نماز پر قائم کرو اور اپنے والدین کو بھی نماز پر قائم کرنے کی کوشش کرو۔ ...... اور انصار کو یہ توجہ دلانی چاہئے اپنے ممبران کو کہ تم اس عمر میں داخل ہو گئے ہو جہاں جواب دہی کے قریب تر جا رہے ہو...... جو وقت پہلے گزر چکا اس کے خلا جو رہ گئے ان کو پُر کرنا بھی شروع کریں تو پھر ان کے اوپر دوہرا کام آجاتا ہے۔ وقت کی ذمہ داریں پوری کریں اور گزشتہ گزرے ہوئے وقت کے خلا بھی پورے کریں۔ ان کو اس طرح بیدار کیا جائے بتا کر کہ ان کو فکر پیدا ہو اپنی۔

(خطبات طاہر جلد 4 ص 896)

صدران محلّہ جات اور زعماء انصار اللہ کا فرض ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ صرف (بیوت الذکر) میں نماز کی تلقین اور یاد دہانی کا پروگرام بنائیں، اگر کوئی ایسے گھر ہیں جو (بیت الذکر) میں نہیں آتے تو گھروں میں جائیں اور گھر والوں سے ملیں اور ان کی منت کریں اور ان کو سمجھائیں کہ تمہارے گھر بے نور اور ویران پڑے ہیں۔ کیونکہ جو گھر ذکر الٰہی سے خالی ہے وہ ایک ویرانہ ہے اور جس گھر میں بے نمازی پیدا ہو رہے ہیں وہ تو گویا آئندہ نسلوں کے لئے ایک نحوست کا پیغام بن گیا ہے اس لئے ہوش کرو اور اپنے آپ کو سنبھالو اور نمازوں کی طرف توجہ کرو اس سے تمہاری دنیا بھی سنورے گی اور تمہارا دین بھی سنورے گا کیونکہ عبادت میں ہی سب کچھ ہے۔ ...... اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم نماز کے حقوق ادا کریں اور خدا کرے کہ نماز ہمارے حقوق ادا کرے اور وہ تمام فیوض جو بنی نوع انسان کے لئے نماز کے ساتھ وابستہ ہیں وہ دنیا میں سب سے زیادہ ہم ہی حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو آمین۔

(خطبات طاہر جلد اول ص 289,288)

کبھی خدا کی عبادت سے غافل نہ ہونا

ساری دنیا میں تباہیوں کا جو نقشہ نظر آ رہا ہے اس کی وجہ خدا سے لاتعلقی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی قوم اپنی عقل پر انحصار کر کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ محض عقل پر انحصار کر کے لوگ ایسی خوفناک غلطیاں کرتے ہیں کہ خود بھی ڈوبتے ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔ پس فرمایا فانسٰھم انفسھم جب بھی لوگ خدا سے غافل ہوئے اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنا چھوڑ دیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ان کو پاگل کر دیا کیونکہ انہوں نے عقل اور رشد کے سرچشمے سے منہ موڑ لیا۔...... الغرض خدا کی عبادت سے غافل ہونے کی ایک یہ سزا بھی بیان فرمائی ہے۔ ...... قرآن کریم مردوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ سب سے پہلے اپنی عورتوں کی حفاظت کرو اور ان کو تربیت دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام والی مثال میں بچوں کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ وہ اپنے خاندان کے ہر فرد کو نماز کی تعلیم دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کا بھی یہی طریق تھا کہ آپؐ اپنی بیویوں کو نماز کے لئے اٹھاتے تھے، پھر بچوں اور دامادوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔...... پس ہمیں بھی اپنے گھروں میں یہی اسوہ زندہ کرنا پڑے گا۔ مرد اپنی بیویوں کو نماز کا پابند کریں اور ان سے یہ توقع رکھیں کہ جب وہ خود گھر پر نہ ہوں تو عورتیں ان کے نائب کے طور پر بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں گی۔ اگر گھروں میں نمازوں کی فیکٹریاں نہ بنیں تو پھر جماعتی تنظیم کی کوششیں پوری طرح کارآمد نہیں ہو سکتیں۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو ان بچوں کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے جن کے والدین نماز سے غافل ہوتے ہیں۔ ہزار کوشش کے بعد ان کو وہ پھل ملتا ہے جو گھر میں والدین صرف چند کلمات کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جب دیکھیں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو بچے کو بتائیں اور نماز کے لئے کہیں چنانچہ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ماؤں کو تاکید ہونی چاہئے اور خاوندوں کی طرف سے بیویوں کو تاکید ہونی چاہئے کہ وہ اس کام میں مدد کریں اور اپنی اولاد کو بچانے کی کوشش کریں۔

(خطبات طاہر جلد 2 ص 199,198)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

عبادت ایک مومن کی شان اور پہچان ہے جو اسے غیر مومن سے ممتاز کرتی ہے اور خدا کے انعاموں کا وارث بناتی ہے اور خلافت سے وابستگی میں بڑھاتی ہے

عبادت کے معنی

عبادت پر زور دینے کے محض یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو کیونکہ کامل تصویر تبھی کھینچی جاسکتی ہے جب اس وجود کا نقشہ ذہن میں موجود ہو جس کی تصویر لینی ہو اور عبادت اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے رکھنے اور ان کا نقش اپنے ذہن پر جمانے کا ہی نام ہے جس میں انسان کا فائدہ ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا۔

احمدی کی پہچان

یاد رکھو یہی (مومن) کی شان ہے اور یہی ایک احمدی کی بھی شان اور پہچان ہونی چاہئے اور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہو۔ اور یہی عبادتیں ہیں جو اسے عاجزی میں بھی بڑھائیں گی اور یہی عاجزی ہے جو پھر اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا موقع بھی مہیا کرے گی۔ ...... اور پھر یہ کہ عبادتیں کرنے والے عبادتوں میں تھکتے بھی نہیں، بے صبرے بھی نہیں ہو جاتے۔ یہ سوال بھی نہیں اٹھاتے کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنی مشکل ہیں۔ بلکہ اپنی پیدائش کے مقصد کو پہچانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔

...... مرنے کے بعد سب سے پہلا امتحان جس میں سے ایک انسان کو گزرنا ہے وہ نماز ہے، تو کس قدر اس کی تیاری ہونی چاہئے۔ ...... صرف نمازوں کی ادائیگی نہیں بلکہ انسان جو کہ کمزور واقع ہوا ہے اسے یہ دیکھنا اور سوچنا چاہئے کہ کسی وقت ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ میرے فرض صحیح حق کے ساتھ ادا نہ ہوئے ہوں تو کوشش کر کے نفل بھی ادا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ ایک مومن کا اعلیٰ معیار ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والا بنے۔ ......

پس نماز مومن کے لئے ایک ایسی چیز ہے جس کا خیال رکھنا، اس میں باقاعدگی رکھنا، یہی وہ باتیں ہیں جو ایک مومن اور غیر مومن میں فرق کرنے والی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 3 دسمبر 2004ء۔ الفضل 29 مارچ 2005ء)

نمازوں کی فکر کریں

بعض بیویاں، بعض عورتیں اپنے خاوندوں کے بارہ میں دعا کے لئے لکھتی ہیں کہ دعا کریں کہ انہیں نمازوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ پیدا ہو جائے، انہیں جمعوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ پیدا ہو جائے۔ اس بات سے خوشی بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو ایسی عابدات عطا کی ہوئی ہیں جن کو اپنی نمازوں کے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کی بھی فکر ہے۔ لیکن اس بات سے خوشی کے ساتھ ایک فکر بھی گھیر لیتی ہے کہ اگر ان خاوندوں کی، ان باپوں کی اصلاح نہ ہوئی جو دین کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے تو ان کے بچے بھی ان کی دیکھا دیکھی وہی عمل نہ شروع کر دیں۔ آج کے زمانے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا کھیل کود، لہو ولعب کی قسمیں بھی بے انتہا ہیں، دین سے بے توجہگی کہیں ان نئی نسلوں کو بھی لہو ولعب میں مبتلا نہ کر دے۔ جماعت کے بچے اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے، دین سے اور خدا سے اتنے دور نہ چلے جائیں جہاں سے واپسی مشکل ہو جائے ......

(خطبہ جمعہ 12 اکتوبر 2007ء۔ الفضل 27 نومبر 2007ء)

عبادالرحمٰن کی نشانیاں

جو شخص انصاف پر قائم ہوگا، حقوق العباد قائم کرنے والا ہوگا، جس کا ماحول اس سے کسی قسم کی تکلیف اٹھانے والا نہیں بلکہ اس سے فیض پانے والا ہوگا۔ اپنے گھر میں، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ، پیار اور محبت کا سلوک کرنے والا ہوگا، نیکی کی تلقین کرنے والا اور بدی سے روکنے والا ہوگا، اور کسی کی دشمنی بھی اسے عدل سے پرے ہٹانے والی نہیں ہوگی تو ایسا شخص جو انصاف اور حقوق العباد کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہے جب اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے گا، دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پکارے گا۔ (بیت الذکر) میں داخل ہوتے ہی اس کا دل اللہ تعالیٰ کی خشیت سے پگھل رہا ہوگا، عبادت کا شوق ہوگا، ایک نماز کے لئے (بیت الذکر) میں جانے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں ہوگا تو ایسے حقوق اللہ ادا کرنے والے سے یقیناً حقوق العباد بھی ادا ہوں گے۔ ...... اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا جھکنے والے ہوں کہ کوئی انگلی کسی احمدی کی طرف یہ اشارہ کرتے ہوئے نہ اٹھے کہ (بیوت الذکر) تو بڑی خوبصورت بناتے ہیں لیکن نماز یہ کم پڑھتے ہیں۔ بلکہ کہنے والے یہ کہیں کہ اگر حقیقی عابد دیکھنا ہے، ایسے عبادالرحمٰن دیکھنے ہیں جن کے قریب شیطان نہیں پھٹکتا اور اس کے لئے دین خالص رکھنے والے ہیں تو یہ تمہیں ہر احمدی بچے، بوڑھے، مرد اور عورت میں نظر آئیں گے۔

(خطبہ جمعہ 3 اکتوبر 2003ء۔ الفضل 10 فروری 2004ء)

جنت کے باغات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بیوت الذکر) جنت کے باغات ہیں۔ ...... لیکن آج کل آپ دیکھیں کہ جو ناپسندیدہ جگہیں ہیں ان میں لوگ زیادہ بیٹھتے ہیں اور (بیوت الذکر) جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں ہیں ان میں کم بیٹھا جاتا ہے، اس طرف توجہ کم ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ہر احمدی کو اس بات کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے کہ اپنی (بیوت الذکر) کو آباد کریں۔ ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اندھیروں کے دوران (بیوت الذکر) کی طرف بکثرت چل کر جانے والوں کو قیامت کے روز نور تام عطا ہونے کی بشارت دے دو۔ تو اس سے ایک یہ بھی مراد ہے کہ یہ دنیاداری کا زمانہ ہے، اس میں (بیوت الذکر) آباد کرنے والوں کو مکمل نور عطا ہوگا اور اس کی بشارت دی گئی ہے۔

(خطبہ جمعہ 3 اکتوبر 2003ء۔ الفضل 10 فروری 2004ء)

نماز ہی اصل وظیفہ ہے

بعض لوگ خط لکھتے ہیں کہ کوئی خاص دعا، کوئی خاص وظیفے بتائیں، ملاقات میں بھی بعض عورتیں اور مرد اس بات کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب پوچھو تو پتہ لگتا ہے کہ بعض خواتین بھی مرد بھی نمازیں بھی پوری نہیں پڑھ رہے ہوتے اور وظیفے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ حالانکہ پہلے بنیادی حکموں پر تو عمل کریں اور جب اس پر عمل کریں گے تو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ تمام باتیں، وظیفے، ذکر اسی میں آ جائیں گے۔ نماز کو ہی اگر سنوار کر پڑھا جائے تو اسی میں تسلّی ہو جاتی ہے۔ ......

جب یہ نمازیں پڑھنے والے ہو جائیں تو پھر نفلوں سے اپنی عبادتیں سجانے کا بھی حکم ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ فرائض کی طرف توجہ ہو، نماز قائم کرنے کی طرف توجہ ہو۔

(خطبہ جمعہ یکم اکتوبر 2004ء۔ الفضل 14 دسمبر 2004ء)

نماز کو مقدم کریں

اللہ تعالیٰ کا قرب اس کی قربت اور دعاؤں کی قبولیت کچھ شرائط کے ساتھ ہے۔ پہلی تو یہی کہ اس کا عبد بن کے رہنا ہے۔ خالص اس کا ہونا ہے۔ خالص ہو کر اس کی عبادت کرنی ہوگی۔ اس کو سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھنا ہوگا۔ پھر یہ کہ جب بھی مانگنا ہے اس سے مانگنا ہے۔ یہ نہیں کہ دل میں چھوٹے چھوٹے خدا بنائے ہوں۔ جس سے کوئی فائدہ پہنچ رہا ہو اس کی جھوٹی سچی تعریفیں بھی شروع کر دیں۔ بعضوں کو افسروں سے فائدہ پہنچتا ہے تو وہ ان کو یا ان کے بچوں کو خوش کرنے کے لئے بعض دفعہ نمازیں تک ضائع کر دیتے ہیں اور ان کے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تو فرمایا کہ یہ باتیں قرب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں کہ جب بھی تم کوئی کام کر رہے ہو، دنیاداری کا بھی کام کر رہے ہو تو تمہاری یہ دنیاداری یہ تمہاری نمازوں میں روک نہ بنے، تمہاری عبادتوں میں روک نہ بنے۔ تمہاری کاروباری مصروفیات تمہیں عبادتوں سے غافل کرنے والی نہ ہوں۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق آتا ہے کہ ایک دفعہ ان کی ملکہ سے کوئی میٹنگ تھی، گئے ہوئے تھے، تو کچھ دیر کے بعد انہوں نے بڑی بے چینی سے اپنی گھڑی دیکھنی شروع کر دی۔ آخر ملکہ کو پتہ لگا اس نے پوچھا۔ آپ نے کہا ایک خدا ہے جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور اب میرا اس کی عبادت کا وقت ہے۔ تو یہ جرأت ہونی چاہئے کہ کوئی بڑے سے بڑا افسر یا بادشاہ بھی ہو، اس کے سامنے بالکل نہیں جھجکنا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سامنے کوئی بھی ہستی نہیں ہے۔ یہ تو سب دنیاوی چیزیں ہیں۔ آخر اس کو اپنے عملہ کو بھی کہنا پڑا کہ آئندہ یہ خیال رکھنا کہ ان کے نمازوں کے وقت اگر آئیں تو خود ہی بتا دیا کرو۔ تو یہ جرأت ہر احمدی کو دکھانی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 22 اکتوبر 2004ء۔ الفضل 30 دسمبر 2004ء)

نماز وقت پر پڑھو

اب مَیں ان نصائح کا ذکر کرتا ہوں جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت مسیح موعود کی طرف سے حضرت صوفی صاحب کو لکھی تھیں۔

پہلی بات یہ لکھی کہ ”آپ کی بیعت تو قبول ہوگئی

ہے اب آپ کو چاہئے کہ نمازوں کو سنوار کر ادا کریں‘‘۔
نماز ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مومن مومن نہیں کہلا سکتا۔ اور پھر یہ کہ نماز پڑھنی کس طرح ہے۔ سنوار کر ادا کرنی ہے۔ نماز کو جلدی جلدی اس لئے ادا نہیں کرنا کہ مَیں نے اس کے بعد اپنے دنیاوی جھمیلوں کو نمٹانا ہے۔ نماز سنوار کر پڑھنے میں بہت سے لوازمات شامل ہیں۔ پھر نماز کو سنوار کر ادا کرنے کے سلسلے میں ایک اہم بات وقت پر نماز پڑھنا ہے۔
(الفضل 9 مئی 2006، خطبہ جمعہ 14 اپریل 2006)

خلافت اور عبادت

ہر احمدی کو جو حضرت مسیح موعود کو مان کر اپنے آپ کو مومنین کی جماعت میں شامل سمجھتا ہے ان دو امور کی طرف خاص طور پر بہت توجہ دینی چاہئے۔ پہلی چیز نماز کا اہتمام، باقاعدگی سے ادائیگی ہے۔ حتی الوسع باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر ان نمازوں کو نوافل کے ساتھ سجایا بھی جائے......
نمازوں کے حوالے سے ہی مَیں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافت کے ساتھ عبادت کا بڑا تعلق ہے۔ اور عبادت کیا ہے؟ نماز ہی ہے۔ جہاں مومنوں سے دلوں کی تسکین اور خلافت کا وعدہ ہے وہاں ساتھ ہی اگلی آیت میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا بھی حکم ہے۔ پس تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو، کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی۔
(خطبہ جمعہ 13/اپریل 2007ء۔ الفضل 29 مئی 2007ء)

نمازوں میں دوام کی عادت

میں بار بار آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلا رہا ہوں اور دلاتا رہوں گا کہ جس توجہ سے آپ نے رمضان میں اپنی (۔) کی رونق بڑھائی، اپنے گھروں کو عبادات سے سجایا، اس کو اب اسی طرح جاری رکھنے کا بھی عہد کریں۔ ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود کو نہ ماننے والوں کی طرح قضائے عمریاں ادا نہیں کرنی کہ رمضان گیا تو چھٹی ہوئی، اب اگلا ماہ رمضان آئے گا تو دیکھیں گے، اب جائے نماز لپیٹ کر الماریوں میں بند کر دو، اب قرآن کریم کو غلافوں میں چڑھا کر اپنے پرچھتیوں میں یا شیلفوں میں رکھ دو۔ نہیں۔......
رمضان کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ عادت ہمیں پڑ گئی کہ رات کو اٹھے اور تہجد کی نماز ادا کی، نوافل پڑھے۔ اگر ہم اس عادت کو باقاعدہ کر لیں اور جاری رکھیں تو...... اللہ تعالیٰ کے ہم بہت قریب ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے سب کچھ پا لیا۔
(خطبہ جمعہ 28 نومبر 2003ء۔ الفضل 16 مارچ 2004ء)
سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اپنی نمازوں کو، اپنی دعاؤں کو، اس کے لئے خالص کرنا ہوگا۔ اور یہی بنیادی چیز ہے۔ اگر نمازوں میں ذوق اور سکون میسر آ گیا تو سمجھیں سب کچھ مل گیا۔
(خطبہ جمعہ 26 مارچ 2004ء۔ الفضل 29 جون 2004ء)

نماز باجماعت کی اہمیت

نماز کے بارے میں جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ اللہ کا حکم ہے کہ باجماعت ادا کرنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے (۔) (انعام :73) اور یہ کہہ دے کہ نماز قائم کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو وہی ہے جس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ تو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نماز قائم کرو۔ اور نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ باجماعت نماز کی ادائیگی کرو۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنی (بیوت الذکر) کو آباد کریں اور پانچ وقت نماز کے لئے (بیوت الذکر) میں آئیں۔ اور نہ صرف خود آئیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی (بیوت الذکر) میں نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اور ہماری (بیوت الذکر) اتنی زیادہ نمازیوں سے بھرنی شروع ہو جائیں کہ چھوٹی پڑ جائیں۔...... پھر جیسا کہ میں نے کہا صرف خود ہی نیک اور عبادت گزار نہیں بننا بلکہ اپنی اولادوں میں بھی یہ نیکی پیدا کرنی ہے۔ صحیح عبادت کرنے والا وہی ہے جو اپنی اولاد میں بھی یہی نیکی قائم رکھتا ہے۔
(خطبہ جمعہ 2/اپریل 2004ء۔ الفضل 6 جولائی 2004ء)

نمازوں کو نامکمل نہ چھوڑو

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو کیا اس نے اس کو مکمل طور پر ادا کیا تھا یا نامکمل چھوڑ دیا تھا۔ پس اگر اس کی نماز مکمل ہوگی تو اس کے نامہ اعمال میں مکمل نماز لکھی جائے گی۔ اور اگر اس نماز میں کچھ کمی رہ گئی ہوگی تو فرمائے گا دیکھیں کیا میرے بندے نے کوئی نفلی عبادت کی ہوئی ہے۔ پس اگر اس نے کوئی نفلی عبادت کی ہوگی تو فرمائے گا کہ میرے بندے کی فرض نماز میں جو کمی رہ گئی تھی وہ اس کے نفل سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح مواخذہ کیا جائے گا۔......
ظاہر ہے جو باقاعدہ نمازی ہوں گے انہیں ہی نفلوں کی طرف توجہ ہوگی، وہی نفل پڑھنے والے بھی ہوں گے۔......
تو مومن کے لئے خوشخبری ہے کہ تمہاری یہ ساری خطائیں، کمزوریاں، غلطیاں معاف ہو سکتی ہیں، دور ہو سکتی ہیں بشرطیکہ نمازیں باقاعدہ ادا کرنے والے ہو۔

نماز فجر کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے ...... باجماعت نماز پڑھنے کو بہرحال فوقیت دی ہے، افضل ٹھہرایا ہے۔ اور پھر آگے فجر کی نماز کی اہمیت بھی واضح فرمائی کہ اس پر جب تم نیند سے اٹھ کر نماز پڑھنے آؤ گے تو استقبال کرنے والے تمہارے لئے دعائیں کرنے والے فرشتوں کی تعداد بھی وہاں دوسری نمازوں کی نسبت زیادہ ہوگی۔ جانے والے فرشتے بھی یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اس کی نیکیاں شمار کرتا جاؤں کہ نماز میں آ رہا ہے اور آنے والے بھی یہ کہتے ہیں کہ نیکیاں شمار کرلو کہ نماز میں آیا ہے۔ تو فجر کی نماز کا تو کئی گنا زیادہ ثواب ہے۔

نوجوان اپنا جائزہ لیں

حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ان شرائط پر کی کہ میں نماز قائم کروں گا، زکوٰۃ ادا کروں گا، ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا اور یہ کہ مشرکوں سے تعلقات نہ رکھوں گا۔......
اب یہ مشرکوں سے تعلقات نہ رکھنے کی شرط بھی اس لئے ہے کہ زیادہ دوستیاں ایسے لوگوں سے جن کو خدائے واحد پر یقین نہ ہو، کم علم والے ہیں، خدا سے دوری کا باعث بن سکتی ہیں۔ ایسی باتیں اس کی عبادت سے دور لے جا سکتی ہیں۔ خاص طور پر نوجوانوں کو اپنے ماحول کا جائزہ لینا چاہئے، اپنے دوستوں کا جائزہ لینا چاہئے، کہیں کوئی خاموشی سے، غیرمحسوس طریقے سے آپ کو اپنے زیر اثر تو نہیں کر رہا۔ خدا کی عبادت کا جو مقصد ہے اس سے دور تو نہیں کر رہا۔ اور آپ کا حضرت مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہونے کا جو مقصد ہے اس سے دور تو نہیں کر رہا۔ وہ یہی مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قریب لایا جائے۔

سچے عاشق

سچے عاشق تو اپنے محبوب کی ہر بات مانتے ہیں۔ دنیاوی محبوبوں میں تو بری بھلی ہر قسم کی بات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ایسی ہے جس میں سوائے نفع کے اور ہے ہی کچھ نہیں۔ نفع ہی نفع ہے۔ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ ہر خیر کا وہ سرچشمہ ہے اور ہر برائی سے وہ بچانے والا ہے۔ ہر تکلیف سے وہ نجات دینے والا ہے۔...... مستقل مزاجی سے اس کی عبادت بجا لائیں۔ جن باتوں سے روکا ہے ان سے رک جائیں۔ جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کی ادائیگی کرنی ہے۔

پنجوقتہ نماز ادا کریں

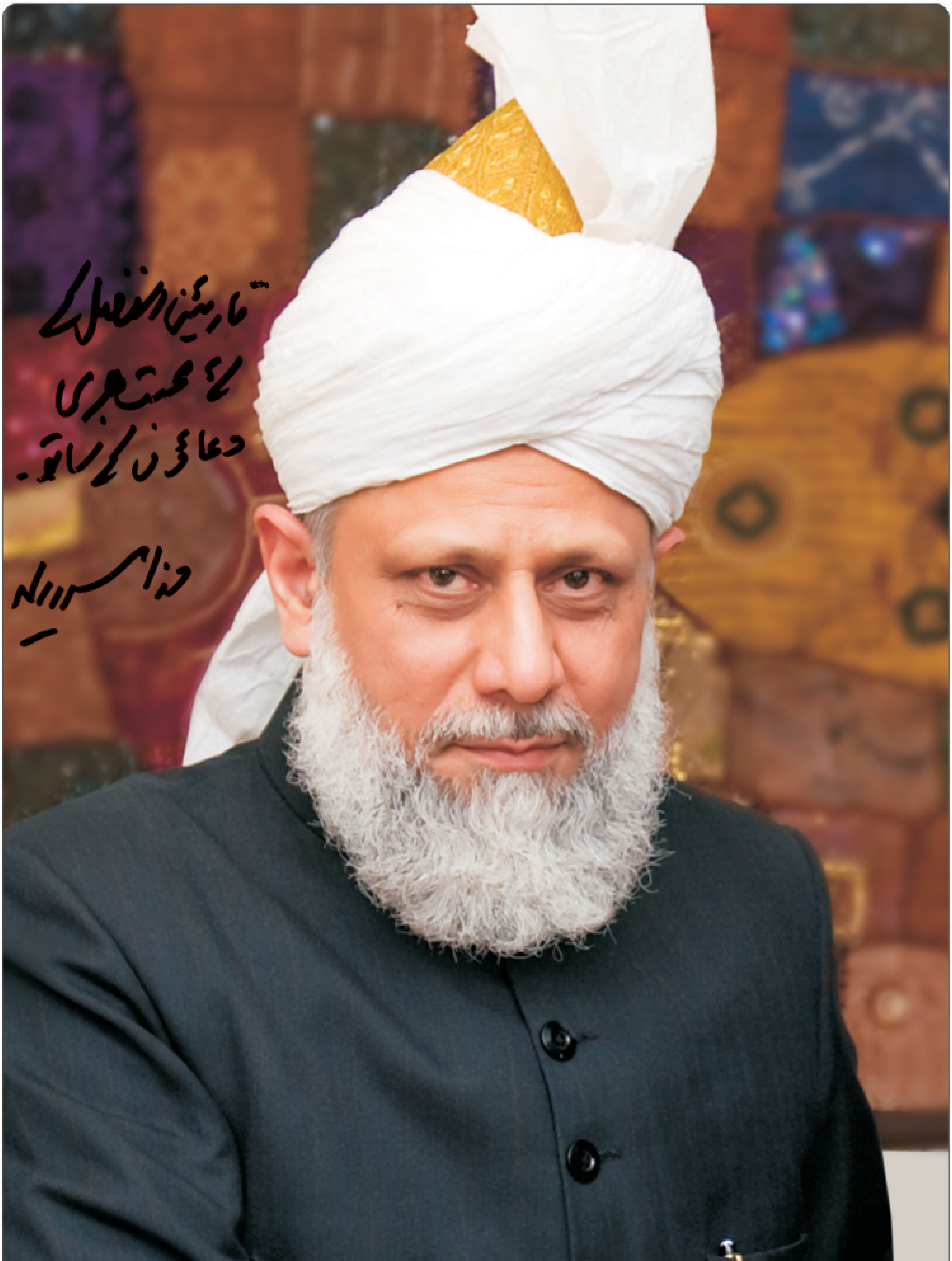
ایک (مومن) کے لئے وہی عبادت کے طریق ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے ہیں۔ .... جس طرح انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھتے ہوئے عبادت کے طریق سکھائے ہیں اسی طرح عبادت بھی کرنی ہے۔ اور جو اوقات بتائے ہیں ان اوقات میں عبادت کرنی ہے۔ اگر نہیں تو پھر (مومن) کہلانے کا بھی حق نہیں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے بندے کہلانے کا بھی حق نہیں ہے۔ پھر تو شیطان کے بندے کہلانے والے ہوں گے۔......
جب بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو دعا کی طرف ان کی توجہ بھی پیدا ہوتی ہے اور پھر دعا کے لئے کہتے بھی ہیں۔ باوجود اس کے کہ اعتراض کرتے ہیں کہ عبادت کا جو (دین حق) میں طریق کار ہے وہ بہت مشکل ہے۔ گویا ذہن میں عبادت کا تصور بھی ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ کسی مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا بھی ہے۔ لیکن پانچ وقت نمازیں پڑھنا کیونکہ بوجھ لگتی ہیں اس لئے عبادت کی تشریح اپنی مرضی کی کرنا چاہتے ہیں، اس سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر احمدی کہلاتے ہیں، (مومن) کہلاتے ہیں تو عبادت کی وہی تشریح ہے جس کے نمونے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائے ہیں۔
(خطبہ جمعہ 3 دسمبر 2004ء۔ الفضل 29 مارچ 2005ء)

نماز تزکیہ پیدا کرتی ہے

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود سے جماعت کی ترقیات کا وعدہ ہے اور وہ سچے وعدوں والا خدا ہے اور اس کے وعدے پورے ہوتے ہوئے ہم نے ماضی میں بھی دیکھے، آج بھی دیکھ رہے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ دیکھیں گے۔ لیکن ہر فرد جماعت کو ہمیشہ یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اس کی ذات وعدوں کے پورا ہونے کی مصداق تب بنے گی جب اپنے تزکیہ کی طرف توجہ دے گا۔......
اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس کے لئے، برائیوں سے بچنے کے لئے نماز کو ایک بہت بڑا ذریعہ قرار دیا ہے......
پس نماز کی طرف توجہ ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ لیکن کس طرح؟ کیا صرف ایک دو نمازیں؟ نہیں، بلکہ پانچ وقت کی نمازیں۔ اگر یہ نہیں تو عبادت کے معیار حاصل کرنے کا ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے۔ پہلوں سے ملنے کے لئے ابھی بہت محنت کی ضرورت ہے۔ پانچ فرض نمازیں تو وہ سنگ میل ہے جہاں سے معیاروں کے حصول کا سفر شروع ہونا ہے۔ پانچ نمازیں تو نیکی کا وہ بیج ہے جس نے پھلدار درخت بننا ہے۔......
پس نیکی کے اس بیج کو ہمیں اپنے دلوں میں اس حفاظت سے لگانا ہوگا اور اس کی پرورش کرنی ہوگی کہ کوئی موسمی اثر اس کو ضائع نہ کر سکے۔ اگر ان نمازوں کی حفاظت نہ کی تو جس طرح کھیت کی جڑی بوٹیاں فصل کو دبا دیتی ہیں یہ بدیاں بھی پھر نیکیوں کو دبا دیں گی۔......
اگر ہم شیطان سے بچ گئے اور اس کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا تو سمجھو کہ ہم نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور جب یہ صورت ہوگی تو جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے پھر نماز ہماری حفاظت کرے گی۔...... یہ ایک مسلسل عمل ہے......
(خطبہ جمعہ 15 فروری 2008ء۔ الفضل 8/اپریل 2008ء)

☆☆☆☆☆☆

بھری دنیا میں تنہا یہ ہمیں اعزاز حاصل ہے ہدایت یافتہ رہبر، معین اپنی منزل ہے



بظاہر دور ہے نظروں سے لیکن روز ملتا ہے وہ بن کر پیار کی خوشبو ہمارے دل میں رہتا ہے

لفظ صلوٰۃ کے لغوی اور اصطلاحی معانی اور ان میں مضمر حکمتیں

صلوٰۃ کا لفظ اللہ کی محبت میں جلنے کا استعارہ ہے۔ یہی آگ گناہوں کو جلاتی ہے

عبدالسمیع خان

صلوٰۃ کے اصطلاحی معانی

الصلوٰۃ کے اصطلاحی معنی ہیں عبادۃ فیھا رکوع وسجود اس مخصوص طریق سے عبادت کرنا جس میں رکوع وسجود ہوتے ہیں۔ اس کو اردو میں نماز کہتے ہیں جو اصل میں فارسی زبان کا لفظ ہے۔

اصطلاحی طور پر صلوٰۃ کے اور بھی کئی معانی ہیں جو ایک ہی حقیقت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں مثلاً الدعاء۔ الرحمۃ۔ الدین۔ الاستغفار۔ التعظیم۔ البرکۃ۔

الصلوۃ من اللہ الرحمۃ ومن الملائکۃ الاستغفار و من المؤمنین الدعاء ومن الطیر والھوام التسبیح۔

یعنی صلوٰۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جائے تو اس کے معنے رحم کرنے کے ہوتے ہیں اور جب ملائکہ کے لئے استعمال ہو تو اس وقت اس کے معنے استغفار کے ہوتے ہیں۔ مومنوں کے لئے بولا جائے تو دعا یا نماز مراد ہوتی ہے اور جب پرندوں اور حشرات الارض کے لئے بولا جائے تو اس کے معنے تسبیح کے ہوتے ہیں۔

جب صلّٰی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول آنحضرت ﷺ کی ذات ہو تو اس کے معنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی بہترین تعریف کے ہوتے ہیں۔

عبادت گاہ کو بھی الصلوٰۃ کہتے ہیں اسی لئے قرآن کریم میں یہودی عبادت گاہوں کو صلوات کہا گیا ہے۔ لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومساجد۔ (الحج:41)

صلوٰۃ کے لغوی معانی اور اشتقاق

لفظ صلوٰۃ صلّٰی سے مشتق ہے اور اس کا وزن فَعَلَۃٌ ہے۔ اس کے بنیادی حروف دو طرح سے بیان کئے گئے ہیں ص ل و اور ص ل ی۔ ان دونوں کو مدنظر رکھتے ہوئے صلوٰۃ کے معانی اور حکمتوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ معارف کا ایک قلزم اس لفظ میں بند کر دیا گیا ہے۔

عبادت کا مغز

(1) ص ل و سے صلوٰۃ کے ایک معنی دعا کے ہیں یعنی بلانا اور پکارنا صلی یصلی اذا دعا۔ قرآن کریم میں ہے وصل علیھم۔ (توبہ:103)

یعنی تو مومنوں کے لئے دعا کر۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان کان صائما فلیصل۔

(جامع ترمذی کتاب الصوم۔ باب ماجاء فی اجابۃ الصائم حدیث :711)

یعنی جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرے (اور اگر اس نے روزہ نہ رکھا ہوا ہو تو کھانے میں شامل ہو اور) اگر روزہ دار ہو تو اپنے میزبان کے لئے دعا کرے۔

ایک عرب شاعر اعشٰی کہتا ہے ع

وصلی علی دنھا وارتسم

وہ اس کے مشکیزہ پر دعا اور التجا کرتا رہا۔

(الجامع لاحکام القرآن از ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری جلد نمبر 1 ص 168)

پس نماز کو صلوٰۃ کہنے کی پہلی حکمت یہ ہے کہ اس کی اصلیت دعا ہے اور یہی نماز کا بنیادی اور مرکزی نقطہ ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ چونکہ نماز میں دعا کی جاتی ہے اس لئے اسے صلوٰۃ کا نام دیا گیا جیسے جز کا اطلاق کل پر کر دیا جاتا ہے۔

(المفردات فی غریب القرآن۔ علامہ راغب اصفہانی)

اصل حقیقت یہ ہے کہ جز اور کل کی بحث سے قطع نظر نماز سراسر دعا کا نام ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

الدعا مخ العبادۃ

دعا عبادت کا مغز اور روح ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی فضل الدعا حدیث نمبر 3293)

پھر فرمایا:۔

الدعاء ھو العبادۃ

دعا ہی اصل عبادت ہے۔

(جامع ترمذی کتاب التفسیر تفسیر سورۃ بقرہ حدیث نمبر 2895)

علامہ الوسی لکھتے ہیں کہ نماز کی ہر کیفیت دعا ہے کیونکہ اس میں ہر ممکن طریق سے یعنی قول، فعل اور حال تینوں طرح سے دعا کی جاتی ہے۔

(روح المعانی۔ علامہ محمود الوسی جلد اول ص 109)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''نماز کیا چیز ہے؟ وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 ص 68)

پھر فرماتے ہیں:۔

''نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال ذلت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا۔ یہی نماز ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم ص 188)

صلوٰۃ اور دعا میں فرق

لغت میں لفظ صلوٰۃ صرف نیک دعا کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن لفظ 'دعا' بددعا اور نیک دعا دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے ان کا ایک اور لطیف فرق بھی بیان کیا ہے۔ فرمایا:۔

''ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور دعا میں کیا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے الصلوٰۃ ھی الدعاء۔ الصلوٰۃ مخ العبادۃ یعنی نماز ہی دعا ہے۔ نماز عبادت کا مغز ہے۔ جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے اور ادب انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے.......... صلوٰۃ کا لفظ پُرسوز معنے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے ویسی ہی گدازش دعا میں ہونی چاہئے جب ایسی حالت کو پہنچ جائے جیسے موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص 283)

رگوں کی حرکت

2۔ صلوٰۃ ماخوذ ہے صلون سے (مفرد صلا) جو پشت کے درمیان دو رگوں کو کہتے ہیں نمازی چونکہ رکوع اور سجدہ میں ان کو حرکت دیتا ہے اس لئے نماز کو صلوٰۃ کا نام دیا گیا ہے۔

(الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل لعلامہ الزمخشری جلد نمبر 1 ص 18)

3۔ سہیلی نے بیان کیا ہے کہ چونکہ آغاز میں لوگوں کو نماز کی صرف رکوع اور سجدہ کی شکل نظر آتی تھی جس میں سرینوں کو حرکت دی جاتی ہے اس لئے اسے صلوٰۃ کہا گیا ہے۔ (روح المعانی جلد اول ص 109)

عملی احکامات میں اول

4۔ الصلا کے ایک معنے ہیں پشت کا درمیانی حصہ۔ کولہے کا ڈھلوان یا وہ حصہ جس پر جانور کی دم لگے۔ دم کے دونوں جانب کے حصے صلوٰن کہلاتے ہیں۔ اس نسبت سے صلی الفرس تصلیۃ اس وقت کہتے ہیں جب گھوڑ دوڑ میں دوسرے نمبر کا گھوڑا پہلے نمبر کے گھوڑے کے پیچھے پیچھے اس طرح دوڑ رہا ہو کہ پچھلے کی کنوتیاں پہلے کی سرین سے مل رہی ہوں۔ اس گھوڑے کو جو سب سے آگے ہو سابق کہتے ہیں اور دوسرے نمبر والے گھوڑے کو مصلی۔ حضرت علیؓ کی روایت میں ہے۔

سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم وصلی ابوبکر و ثلث عمر

یعنی رسول اللہ ﷺ سب سے آگے نکل گئے۔ دوسرے نمبر پر حضرت ابوبکرؓ اور تیسرے نمبر پر حضرت عمرؓ رہے۔

صاحب قرطبی کے نزدیک نماز کو اس لئے صلوٰۃ کہتے ہیں کہ وہ ایمان کے بعد دوسرے نمبر پر آنے والی چیز ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن جلد اول ص 168)

قرآن کریم میں ہے:

یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ

(سورۃ البقرہ:4)

یعنی وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ایمان کے بعد عملی احکامات میں سب سے پہلے نماز ہی کا ذکر ہے۔

تیز رفتار سواری

5۔ امام رازیؒ کے نزدیک مصلی دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مسلسل اپنے سے اگلے گھوڑے کے پیچھے لگا رہتا ہے۔

(تفسیر کبیر از علامہ الفخر رازی جلد اول ص 29)

6۔ ان معنوں کی رو سے صلوٰۃ کے معنے اس تیز رفتار سواری کے بھی ہو سکتے ہیں جو انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچا دیتی ہے اور چونکہ ذات باری تعالیٰ غیر محدود اور اس کے قرب کی منازل بے انتہاء ہیں اس لئے نمازی ایک مسلسل سفر میں رہتا ہے۔ اس کی زندگی ختم

ہو جاتی ہے مگر الٰہی تجلیات کا دائرہ غیر منتہی ہے اس لئے اس پر کوئی بھی وقت ایسا نہیں آتا جب وہ سست ہو جائے یا اپنا سفر چھوڑ دے اور سمجھے کہ میں آخری مقصود پر پہنچ چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’قاعدہ ہے کہ اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہنچنا ہے تو اس کے واسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جتنی لمبی وہ منزل ہوگی اتنا ہی زیادہ تیزی، کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہوگا۔ سو خداتعالیٰ تک پہنچنا بھی تو ایک منزل ہے اور اس کا بُعد اور دوری بھی لمبی۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم ص189)

حضور اپنی کتاب اعجاز المسیح میں فرماتے ہیں:۔

’’نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندہ کو پروردگار عالم تک پہنچاتی ہے۔ اس کے ذریعہ انسان ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں گھوڑوں کی پیٹھوں پر بیٹھ کر نہ پہنچ سکتا اور نماز کا شکار (ثمرات) تیروں سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا راز قلموں سے ظاہر نہیں ہو سکتا اور جس شخص نے اس طریق کو لازم پکڑا اور اس نے حق اور حقیقت کو پا لیا اور اس محبوب تک پہنچ گیا جو غیب کے پردوں میں ہے اور شک و شبہ سے نجات حاصل کر لی۔‘‘

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18 ص 166 ترجمہ از عربی)

محبت الٰہی کی تپش

7۔ مادہ ص ل ی سے صلی یصلی صلیا کے معنے ہیں آگ جلائی۔

صلی یصلی صلی و صلاء کے معنے ہیں آگ میں ڈالا۔ آگ کی گرمی برداشت کی۔

صلی الامر اس نے معاملہ کی سختی برداشت کی۔

قرآن کریم میں ہے اصلوھا الیوم ۔

(سورۃ یٰسٓ:65)

آج اس کو آگ میں ڈالو۔

الذی یصلی النار الکبریٰ۔ (سورۃ الاعلیٰ:13)

وہ بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

ان مثالوں سے ثابت ہے کہ صلی کا لفظ ایک ایسے اقدام کے لئے بولا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو گرمی پہنچے یا آگ کا سامنا کرنا پڑے۔

پس صلوٰۃ کے لغوی معانی میں ایک سوزش اور جلن کا مضمون ہے۔ ایک آگ اور گرمی کا دخل ہے اس لحاظ سے صلوٰۃ سے مراد اللہ کی محبت کی آگ ہوگی۔ وہ عبادت یا وہ فعل جو انسان کو محبت الٰہی کی آگ میں جلا کر خاکستر کر دے صلوٰۃ کہلائے گا۔ قرآن کریم میں بھی یہ مضمون بیان ہوا ہے اور تعبیر الرویا میں بھی آگ میں جلنے سے مراد عشق الٰہی کی آگ ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود سورۃ النمل کی آیت نمبر 9 یعنی بورك من فی النار ومن حولھا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آگ سے مراد محبت الٰہی کی آگ ہے۔ فرمایا:۔

’’اس آیت میں ایک عام قانون الٰہی بیان کیا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو محبت الٰہی کی آگ میں جل رہا ہو اس کو برکت دی جاتی ہے............ بلکہ اس کے ہم صحبت بھی برکت پاتے ہیں۔ محبت کو دنیا کی تمام زبانوں میں آگ سے تشبیہہ دی جاتی ہے اور رویا و کشوف میں بھی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو آگ میں جلتا ہوا دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ وہ عشق الٰہی کے مقام کو حاصل کرے گا............

پرانے زمانے میں دلی کے ایک بزرگ تھے ان کے پاس ایک دفعہ ان کا ایک مرید آیا اور اس نے کہا کہ ہمارا جو یہ خیال ہے کہ حضرت کرشن اور حضرت رام چندر جی ہندوستان کے نبی تھے یہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک آگ جل رہی ہے اور حضرت کرشن جی تو اس کے اندر ہیں اور حضرت رام چندر جی اس کے کنارہ پر کھڑے ہیں۔

وہ بزرگ کہنے لگے تم نے اس خواب کی تعبیر غلط سمجھی ہے۔ آگ کے معنی محبت الٰہی کی آگ کے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ کرشن جی خدا تعالیٰ کی محبت میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور رام چندر جی ان سے کم درجہ رکھتے تھے اسی لئے حضرت کرشن جی تو آگ کے اندر جلتے ہوئے دکھائی دیئے اور رام چندر جی آگ کے کنارہ پر کھڑے ہوئے نظر آئے۔‘‘

(تفسیر کبیر حضرت مصلح موعود جلد 7 ص 348، 349)

حضرت مسیح موعود نے صلوٰۃ کے انہی معنوں کو ترجیح دی ہے فرماتے ہیں:۔

’’صلی جلنے کو کہتے ہیں جیسے کباب بھونا جاتا ہے اسی طرح نماز میں سوزش لازمی ہے جب تک دل بریاں نہ ہو نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا اور اصل تو یہ ہے کہ نماز ہی اپنے سچے معنوں میں اسی وقت ہوتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد نمبر 1 ص 287)

پھر فرمایا:۔

’’صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش، رقت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم ص 93)

’’صلوٰۃ کا لفظ ہی سوزش پر دلالت کرتا ہے جب تک انسان کے دل میں ایک قسم کا قلق اور اضطراب پیدا نہ ہو اور خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آرام کو نہ چھوڑے تب تک کچھ بھی نہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم ص 331)

گناہوں کو جلانے والی آگ

8۔ صلوٰۃ کے انہی معنوں کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ چیز جو گناہوں اور غیر اللہ کی محبت کو جلا دے صلوٰۃ کہلاتی ہے جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر

(سورۃ العنکبوت:46)

یعنی نماز سب بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

مومن اول تو گناہوں کے قریب نہیں جاتے لیکن اگر غلطی سے کوئی گناہ کر بیٹھیں تو ان کی نماز ان کے گناہوں کو مٹانے کا موجب بن جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:۔

الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة کفارات لما بینھن مالم یغش الکبائر۔

(جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب فی فضل الصلوات الخمس حدیث نمبر 198)

یعنی ہر نماز اپنے سے پہلی نماز کے درمیانی وقفہ میں کئے جانے والے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے اور اسی طرح ہر نماز جمعہ پہلی نماز جمعہ کے درمیانی گناہوں کو مٹانے کا باعث ہے جبکہ وہ کبائر سے بچتا رہے۔

اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے دوسری جگہ فرمایا:۔

’’جس نے میرے وضو جیسا وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی تو اس کا ہر وہ گناہ جو صبح سے لے کر اس وقت تک ہوا معاف کر دیا جاتا ہے۔ پھر عصر کی نماز پڑھے تو وہ ہر گناہ جو اس نے ظہر و عصر کے درمیان کیا معاف کر دیا جاتا ہے۔ پھر مغرب کی نماز پڑھے تو اس کا ہر وہ گناہ جو عصر و مغرب کے درمیان ہوا معاف کر دیا جاتا ہے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھے تو اس کا ہر وہ گناہ معاف کر دیا جاتا ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا۔ پھر وہ آدمی اس حالت میں رات گزارے کہ رات بھر زمین پر کروٹیں بدلتا رہے اس کے بعد اگر کھڑا ہوا اور وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی تو اس کے لئے ہر وہ خطا جو صبح اور عشاء کے درمیان ہوئی معاف کر دی جاتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی

ان الحسنات یذھبن السیئات

(سورۃ ہود:115)

یہی وہ نیکیاں ہیں جو بدیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 1 ص 71)

پس نماز کو صلوٰۃ کا نام دینے کی ایک وجہ اس کا گناہ سوز عبادت ہونا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب سے دور جا پڑا ہے اس کو پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کے لئے نماز ہے۔ اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے پاک جذبات بھر دیئے جاتے ہیں۔ یہی سر ہے جو کہا گیا ہے کہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا نماز فحشاء یا منکر سے روکتی ہے۔

پھر نماز کیا ہے؟ یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے کیونکہ سوزش اور فرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدارادوں اور برے جذبات کو اندر سے دور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کر دے۔ (ملفوظات جلد 5 ص 93)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

’’آگ کے دو پہلو ہیں ایک آگ وہ ہے جو عشق الٰہی کی آگ ہے اور وہ سوز و گداز پیدا کرتی ہے اور یہی آگ جلانے کے معنی بھی رکھتی ہے یعنی گناہوں کو جلانے اور غیر اللہ کی محبت کو جلا دے اور وہ موت وارد کر دے جس میں انسان سوائے خدا کے باقی سب کے لئے مر جاتا ہے............ اگر یہ محبت کی آگ زیادہ روشن ہو جائے۔ اس کا الاؤ زیادہ بھڑک اٹھے اس وقت پھر تمام غیر اللہ پر تمام غیر خواہشوں پر موت وارد ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اس آگ میں جل جاتی ہے۔‘‘ (خطبات طاہر جلد 4 ص 963)

جہنم سے بچانے والی

9۔ صلّی یصلّی کا لفظ باب تفعیل سے ہے اور اس باب میں یہ خاصیت ہے کہ جس معنی کے لئے اصل لفظ ہے اس کے برعکس معنی پیدا کر دیتا ہے مثلاً مرض وہ بیمار ہوا اور مرض اسے شفا دے دی۔ پس صلّی کے معنے ہوں گے اس نے آگ کو دور کر دیا اور صلوٰۃ کے معنی جہنم کی آگ سے بچانے والی چیز۔

یزید بن ابی دیم بیان کرتے ہیں کہ میں نماز جمعہ کے لئے جا رہا تھا کہ عبایہ بن رفاعہ مجھے راستہ میں ملے انہوں نے فرمایا کہ تجھے بشارت ہو کیونکہ تیرے قدم اللہ کے رستہ میں اٹھ رہے ہیں۔ میں نے ابوعبس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ قدم جو اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوتے ہیں وہ جہنم کی آگ پر حرام کر دیئے جاتے ہیں۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب فی فضل من اغبرت قدماہ حدیث نمبر 1556)

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ آدمی دوزخ میں داخل نہ ہوگا جس نے اللہ کے خوف سے آنسو بہائے۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب فی فضل الغبار حدیث نمبر 1557)

ایک جگہ فرمایا ان آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جو خشیت الٰہی سے نم ہو گئیں۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب فی فضل الحرس حدیث نمبر 1563)

ظاہر و باطن کی درستی

10۔ بعض نے کہا ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ اس بات سے ماخوذ ہے کہ جب کہا جائے صلی عصاہ علی النار تو اس کے معنے ہوتے ہیں اپنی لاٹھی کو آگ دکھا کر نرم اور سیدھا کیا۔ اس سے امام رازیؒ نے یہ مراد لی ہے کہ نمازی صلوٰۃ کے ذریعے اپنے ظاہر و باطن کی درستی کی کوشش کرتا ہے اور ہر کجی کو دور کر کے سیدھا اور کھڑا ہونے کی خواہش رکھتا ہے اس لئے نماز کو صلوٰۃ کہا جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر رازی جلد نمبر 1 ص 29)

﴾باقی صفحہ 30 پر﴿

دین ہدیٰ کو ہر پہلو سے تمام مذاہب پر فوقیت حاصل ہے

نماز کے پانچ اوقات کی فلاسفی۔ حکمتوں کا سمندر

فرخ سلمانی

دین ہدیٰ کو ہر پہلو اور ہر شان میں پوری تفصیلات کے ساتھ تمام مذاہب پر فوقیت حاصل ہے۔ اگر صرف نماز کے مسئلہ پر ہی غور کیا جائے تو اس دعویٰ کی سچائی خوب کھل کر سامنے آ جاتی ہے اور غیر کو اس کا اقرار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اس مضمون میں صرف اوقات نماز کی فلاسفی کو نسبتاً تفصیل سے بیان کرنا مقصود ہے۔

عبادت کے لئے اوقات کی تعیین خود اپنی ذات میں ایک مہتم بالشان امر ہے اور اس کے عظیم الشان مصالح کی وجہ سے قرآن کریم میں پابندیٔ اوقات کا خاص تذکرہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

کہ نماز مومنوں پر یقیناً ایک مؤقت فرض ہے۔

(النساء:104)

یہ بھی ممکن تھا کہ دن میں کوئی ایک وقت مقرر کر کے نماز ادا کرنے کا حکم دیا جاتا مگر دین حق چونکہ فطرت انسانی کے ساتھ خاص مناسبت رکھتا ہے اس لئے بوجہ اس کے کہ انسان کی قلبی کیفیات بدلتی رہتی ہیں ایک ہی وقت دیر تک عبادت میں مشغول رکھنے کی بجائے مختلف اوقات میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا کیونکہ لمبے وقت میں دیر تک توجہ قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور طبیعت اُکتا جاتی ہے لیکن اگر وقت مختصر ہو اور وقفہ وقفہ کے بعد کئی عبادت بجالانے کا موقع ملے تو بشاشت قائم رہتی ہے اور مشکل کام سہل ہو جاتا ہے اس طرح عبودیت کے اظہار کا بار بار موقع ملتا ہے اور رب کریم کی یاد دل میں مستحضر رہتی ہے اور گویا انسان کا سارا وقت ہی عبادت الٰہی میں صرف ہوتا ہے اور وہ دنیا کے کاموں میں مصروف رہنے کے باوجود اللہ سے غافل نہیں ہوتا اور ”دست درکار و دل بایار“ کا مصداق ہوتا ہے۔

نماز کے اوقات مقرر کرنے سے اجتماعیت کی روح زندہ رہتی اور نشوونما پاتی ہے کیونکہ اس طرح لوگ آسانی کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں۔

پھر ایک خوبی اس ضمن میں یہ بھی ہے کہ وقت کا تعین خود انسان کی اپنی مرضی پر نہ چھوڑنا۔ یہ گہرا راز اپنے اندر رکھتا ہے کہ انسان کو بروقت نماز ادا کرنے کی فکر رہے اور احساس ذمہ داری بیدار رہے ورنہ وقت کی پابندی کی اہمیت جاتی رہتی اور سستی ظاہر ہونے لگتی جو بالآخر عبادت کے فقدان پر منتج ہوتی جیسا کہ پہلی قوموں کے ساتھ ہو چکا ہے۔ اس مضمون کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بہت عمدگی سے بیان فرمایا ہے۔ آپ اوقات نماز کی تعیین اور اس بارہ میں قرآنی تعلیم کی دوسرے مذاہب پر امتیازی شان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”تعیین اوقات۔ پابندی وقت۔ آہ کیسے مقبول کلمات ہیں کہ جب کسی قوم کی ترقی کی راہ کھلی اسی مشعل جان افروز کے نور سے تمام موانعات کی تاریکی دور ہوئی۔ شریعت موسوی میں احکام نماز منضبط نہیں ہوئے تھے۔ توریت طریق نماز سے بالکل ساکت ہے صرف علمائے دین کو دہ یکی دیتی اور پلوٹھے لڑکے کو ہیکل مقدس میں لا کر نذر دیتے وقت خاص دعا پڑھ لی جاتی اور لڑکے کا باپ تمام احکام شرعی کو بجالا کر یہوواہ سے دعا مانگتا تھا کہ اسرائیلی لڑکے کو برکت دے جسے تُو نے اس کے آباؤ اجداد پر برکت کی تھی لیکن جب یہود اور ان کے علماء اعتقاد باری تعالیٰ کی نسبت زیادہ معقول اور پاکیزہ ہو گیا اور خداوند کے شکل بشکل انسان ہونے کا فاسد عقیدہ دفع ہونے لگا تب نماز یا دعا کی حقیقت ان کی سمجھ میں آنے لگی کہ نماز انسان کے لئے بارگاہ الٰہی سے تقرب کا وسیلہ ہے مگر چونکہ شریعت موسوی میں کوئی خاص قاعدہ نماز کا مقرر نہ تھا لہٰذا روایت اور رواج پر مدار رہا اور بقول ڈالنجر صاحب کے یہود بھی ایک نماز گزار قوم ہو گئے اور ہر روز تین گھنٹے عبادت خدا کے قرار دیئے گئے یعنی نو بجے اور بارہ بجے اور تین بجے۔ مگر چونکہ نماز میں مجتہدین کی ضرورت تھی اور اس کا علم قطعی نہ تھا کہ خود حضرت موسیٰؑ کیونکر نماز پڑھتے تھے لہٰذا اکثر اوقات یہود کی نماز صرف ایک مصنوعی فعل ہوتا تھا۔

حضرت مسیح نے جو آخری پیشوا یہود کے تھے اور ان کے حواریین نے بھی عبادت کی تاکید کی مگر افسوس اس میں بھی یہ نقص رہ گیا کہ کوئی محدود و معین قاعدہ نماز کا انہوں نے ترتیب نہ دیا اس لئے چند عرصے کے بعد عبادت خدا کا معاملہ بالکل عوام الناس کی رائے پر موقوف ہو گیا اور پادریوں ہی کے اختیار میں رہا جنہوں نے نماز کی تعداد اور مدت اور الفاظ وغیرہ مقرر کرنا اپنے ہی فرقہ میں منحصر کر دیا۔ اسی وجہ سے دعاؤں کی کتابیں تصنیف ہوئیں اور قسیسین کی کمیٹیاں اور مجلسیں منعقد ہوئیں تاکہ اصول دین اور ارکان ایمان مقرر کریں اور اسی وجہ سے راہبوں نے عجیب پُرتکلف طریقہ عبادت کا نکالا اور گرجوں میں ہفتہ وار نماز قرار دی گئی یعنی چھ روز کی غذائے روحانی نہ ملنے کی مکافات صرف ایک روز کی نماز سے کی گئی۔

الغرض یہ سب خرابیاں منتہیٰ درجہ کو پہنچ گئیں کہ ساتویں صدی عیسوی میں رسول عربیؐ نے ایک مہذب اور معقول مذہب تلقین کرنا شروع کیا۔ آنحضرت نے نماز پنجگانہ کا طریقہ اس لئے جاری کیا کہ آپؐ خوب جانتے تھے کہ انسان کی روح حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی حمد و ستائش کرنے کی کیسی مشتاق رہتی ہے اور نماز کے اوقات مقرر کر دینے سے آپؐ نے ایک ایسا مضبوط قاعدہ نماز گزاری کا معین کر دیا کہ نماز کے وقت انسان کا دل عالم روحانی سے عالم مادی کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہو سکتا۔ جو صورت اور ترکیب آپؐ نے نماز کی اپنے قول و فعل سے مقرر کر دی ہے اس میں یہ خوبی ہے کہ اہل اسلام ان خرابیوں سے محفوظ رہے ہیں جو اس لڑائی جھگڑے سے پیدا ہوتی تھیں۔ جو عیسائیوں میں نماز کی ترکیب پر ہمیشہ ہوا کرتے تھے اور پھر ہر......کو گنجائش رہی کہ بکمال خشوع و خصوع عبادت خدا میں مصروف ہو۔

پابندیٔ اوقات میں ایک قدرتی تاثیر ہے کہ وقت معینہ کے آنے پر قلب انسانی میں بے اختیار جذب و میلان اس ڈیوٹی کے ادا کرنے کے لئے پیدا ہو جاتا ہے اور روحانی قویٰ اس مفروض عمل کی طرف طوعاً و کرہاً منجذب ہو جاتے ہیں۔ جونہی اس غیر مصنوعی ناقوس (اذان) کی آواز سنائی دیتی ہے ایک دیندار............ فی الفور اس الیکٹریسٹی کے عمل سے متاثر ہو جاتا ہے۔ پابند صلوٰۃ گویا ہر وقت نماز میں ہی رہتا ہے کیونکہ ایک نماز کے ادا کرنے کے بعد معاً دوسری نماز کی طیاری اور فکر ہو جاتی ہے۔“

(فصل الخطاب حصہ دوم ص283-282)

قیام نماز کا یہ معین اور موقوت طریق اپنے اندر بڑی کشش اور تاثیر رکھتا ہے جس کا غیر بھی اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ اپنی شہرہ آفاق تصنیف پریچنگ آف اسلام میں لکھتے ہیں:۔

”لوگوں کو اپنا گرویدہ کرنے اور ان کی عقیدت کو برقرار رکھنے میں نماز پنجگانہ کے اسلامی فریضے کو بھی بہت کچھ دخل ہے چنانچہ موں تسکیو نے کیا خوب کہا ہے کہ ”جس دین میں بہت سی عبادات کی پابندی کا حکم ہو اس کو ایسے مذہب کے مقابلے میں لوگ زیادہ عزیز رکھتے ہیں جس میں یہ بات نہ ہو۔ جن باتوں میں انسان ہمیشہ مصروف و مشغول رہتا ہے ان کا اس کو زیادہ خیال رہتا ہے۔“ مسلمان کا مذہب ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور روزانہ نماز کی صورت میں ایسے سنجیدہ اور مؤثر طریقے پر ظاہر ہوتا ہے کہ نمازی اور تماشائی دونوں کے دل پر اثر پیدا کئے بغیر نہیں رہتا۔“

(اردو ترجمہ بعنوان دعوت اسلام ص394 از ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ محکمہ اوقاف پنجاب لاہور 1972ء)

پس قیام نماز میں پابندیٔ اوقات کا بہت بڑا دخل ہے جو قرآن کریم میں اصولی طور پر بیان کر دیئے گئے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے خود اپنی سنت سے ان کے اول و آخر مقرر فرما دیئے۔

قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 79 سے اوقات نماز کا استدلال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اقم الصلوٰۃ ....

اس آیت میں پانچوں نمازوں کے اوقات بتائے گئے ہیں۔ دلوک کے تین معنی ہیں اور ہر ایک معنی کی رو سے ایک نماز کا وقت ظاہر کر دیا گیا ہے۔

1۔ مالت و زالت عن بعد السماء۔ یعنی زوال کو دلوک کہتے ہیں اس میں ظہر کی نماز آ گئی۔

2۔ اصفرت۔ جب سورج زرد پڑ جائے تو اس کو بھی دلوک کہتے ہیں۔ اس میں نماز عصر کا وقت بتا دیا گیا۔

3۔ تیسرے معنے غربت یعنی غروب شمس کے ہیں۔ اس میں نماز مغرب کا وقت بتایا گیا ہے۔

4۔ غسق الیل کے معنی ظلمۃ اول الیل کے ہیں یعنی رات کے ابتدائی حصہ کی تاریکی اس میں نماز عشاء کا وقت مقرر کر دیا گیا۔

5۔ قرآن الفجر کہہ کر صبح کی نماز کا ارشاد فرمایا۔ اس کے سوا کوئی اور تلاوت صبح کے وقت فرض نہیں ہے۔

یہ اوقات پنجگانہ نہاں درنہاں حکمتوں کے حامل ہیں۔

پہلی حکمت

اول مخاطبین کے لحاظ سے ان کی سب سے پہلی حکمت یہ ہے کہ عرب کے لوگ صبح سے رات کو سونے

تک پانچ دفعہ خاص طور پر شراب پیتے تھے۔
1۔ جاشریہ: وہ شراب جو صبح قبل از طلوع آفتاب پی جاتی تھی۔
2۔ صبوح: جو بعد طلوع آفتاب پیتے تھے۔
3۔ غبوق: ظہر اور عصر کی شراب۔
4۔ قیل: دوپہر کی شراب۔
5۔ فحم: رات کی شراب۔

حضرت مسیح موعود ان کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:۔

''(دین حق) نے ظہور فرما کر یہ تبدیلی کی جوان پانچ وقتوں کی شرابوں کی جگہ پانچ نمازیں مقرر کر دیں اور ہر یک بدی کی جگہ نیکی رکھ دی اور مخلوق پرستی کی جگہ خداتعالیٰ کا نام سکھا دیا۔''

(نورالقرآن۔ روحانی خزائن جلد 9 ص 352)

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے وقتوں کے علاوہ تہجد کے وقت شراب پینا خاص طور پر فخر کا موجب خیال کیا جاتا تھا چنانچہ لبید کہتا ہے ؎

بادرت حاجتها الدجاج بسحرة
لاعل منها حين هبّ نيامها

کہ میں نے مرغ سے بھی جو بہت سویرے اٹھتا ہے سبقت کرتے ہوئے سحری کے وقت شراب پی۔ اس لئے نہیں تا لوگ مجھے دیکھ کر شراب نوشی کا طعنہ نہ دیں بلکہ اس لئے کہ جب رات کے سوئے ہوئے صبح کو میخانے میں آ کر شراب نوشی کریں تو میں ان سے فخریہ کہہ سکوں کہ تم تو پہلی بار شراب پی رہے اور میں دوسری بار پی رہا ہوں۔ (بحوالہ شرح القصیدہ ص 87)

آنحضرت ﷺ نے ان کے اندر جو عظیم انقلاب پیدا کیا اور پستیاں بلندیوں میں تبدیل کیں ان کے متعلق حضرت مسیح موعود یہ فرماتے ہیں ؎

کم شارب بالرشف دنا طافحا
فجعلته فی الدین کالنشوان
ترکوا الغبوق وبدلوا من ذوقه
ذوق الدعاء بليلة الاحزان

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 592)

بہت تھے جو خُم کے خُم پی جاتے تھے اے محمدؐ آپ نے ان کو دین کا متوالا بنا دیا۔ انہوں نے شام کی شراب چھوڑ دی اور اس کے ذوق کی جگہ غم کی راتوں میں دعا کی لذات اختیار کر لی۔

دوسری حکمت

ان اوقات میں خداتعالیٰ اپنے خاص فضل نازل فرماتا ہے اس لئے ان وقتوں کو خدا کے حضور جھکنے کے لئے خاص طور پر تاکید کی تا کہ انسان زیادہ سے زیادہ ان برکات کو حاصل کر سکے۔

حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں:۔

''ہمارے دین میں یہ بات مسلم ہے کہ بعض اوقات مبارک ہوتے ہیں جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور تضرعات سنی جاتی ہیں جیسے لیلۃ القدر اور ان کا آخری تیسرا حصہ اور محققین نے لکھا ہے کہ نماز کے مقررہ اوقات میں بہت سی برکات پوشیدہ ہیں اسی لئے اللہ نے انہیں عبادات کے لئے مخصوص کیا ہے پس جس نے ان کی حفاظت کی اور ہر نماز حضور قلب سے ادا کی اسے یقیناً اس کی برکات عطا ہوں گی اور ان سے حصہ پائے گا اور مطلوبہ سعادت حاصل کرے گا اور برے ساتھی سے نجات پائے گا۔''

اس کی تائید میں بہت سی احادیث ملتی ہیں جن میں مختلف نمازوں کے اوقات، ان میں نازل ہونے والے افضال الٰہی کا ذکر کیا گیا ہے اور ان میں نماز کی عدم ادائیگی بہت سی محرومیوں کا موجب بن سکتی ہے۔

اس کی ایک مثال اس واقعہ میں بھی نظر آتی ہے جو حضرت مسیح موعود کی ایک مخلصہ بیان کرتی ہیں۔ حضرت مائی کاکو فرماتی ہیں کہ

''ایک دفعہ میرے بھائی خیر دین کی بیوی نے مجھ سے کہا کہ شام کا وقت گھر میں بڑے کام کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کی نماز عموماً قضا ہو جاتی ہے تم حضرت مسیح موعود سے دریافت کرو کہ ہم کیا کیا کریں۔ میں نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ گھر میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا اور فرمایا کہ صبح اور شام کا وقت خاص طور پر برکات کے نزول کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت فرشتوں کا پہرہ بدلتا ہے ایسے وقت کی برکات سے اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہئے ہاں کبھی مجبوری ہو تو عشاء کی نماز سے ملا کر مغرب کی نماز جمع کی جا سکتی ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم جلد 1 ص 759)

تیسری حکمت

یہ اوقات انسانی زندگی پر وارد ہونے والے حالات اور مصائب و مشکلات کی ایک عکسی تصویر ہیں اور نماز کے ذریعہ ان تکالیف سے پیشگی دعاؤں کے ساتھ نجات اور بچاؤ کا سامان کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''خدا نے اپنے قانون قدرت میں مصائب کو پانچ قسم پر منقسم کیا ہے یعنی آثار مصیبت کے جو خوف دلاتے ہیں اور پھر مصیبت کے اندر قدم رکھنا اور پھر ایسی حالت جب نومیدی .... پیدا ہوتی ہے اور پھر زمانہ تاریک مصیبت کا اور پھر صبح رحمت الٰہی کی۔ یہ پانچ ہیں جن کے نمونہ پانچ نمازیں ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم یادداشتیں۔ روحانی خزائن جلد 21 ص 422)

پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا

''یہ جو پانچ وقت نماز کے لئے مقرر ہیں یہ کوئی تحکم اور جبر کے طور پر نہیں بلکہ اگر غور کرو تو یہ دراصل روحانی حالتوں کی ایک عکسی تصویر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اقم الصلوة لدلوك الشمس (بنی اسرائیل: 79) یعنی قائم کرو نماز کو دلوك الشمس سے۔ اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں قیام صلوٰۃ کو دلوك شمس سے لیا ہے دلوک کے معنوں میں گو اختلاف ہے لیکن دوپہر کے ڈھلنے کے وقت کا نام دلوک ہے۔ اب دلوک سے لے کر پانچ نمازیں رکھ دیں۔ اس میں حکمت اور سر کیا ہے۔ قانون قدرت دکھاتا ہے کہ روحانی تذلل اور انکسار کے مراتب بھی دلوک ہی سے شروع ہوتے ہیں اور پانچ ہی حالتیں آتی ہیں۔

پس یہ طبعی نماز بھی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب حزن اور ہم و غم کے آثار شروع ہوتے ہیں۔ اس وقت جبکہ انسان پر کوئی آفت یا مصیبت آتی ہے تو کس قدر تذلل اور انکساری کرتا ہے۔ اب اس وقت اگر زلزلہ آوے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ طبیعت میں کیسی رقت اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر سوچو کہ اگر مثلاً کسی شخص پر نالش ہو تو سمن یا وارنٹ آنے پر اس کو معلوم ہو گا کہ فلاں دفعہ فوجداری یا دیوانی میں نالش ہوتی ہے۔ اب بعد مطالعہ وارنٹ اس کی حالت میں گویا نصف النہار کے بعد زوال شروع ہوا کیونکہ وارنٹ یا سمن تک اسے کچھ معلوم نہ تھا اب خیال پیدا ہوا کہ خدا جانے ادھر وکیل ہو یا کیا ہو؟ اس قسم کے ترددات اور تفکرات سے جو زوال پیدا ہوتا ہے یہ وہی حالت دلوک ہے اور یہ پہلی حالت ہے جو نماز ظہر کے قائم مقام ہے اور اس کی عکسی حالت نماز ظہر ہے۔

اب دوسری حالت اس پر وہ آتی ہے جبکہ وہ کمرۂ عدالت میں کھڑا ہے فریق مخالف اور عدالت کی طرف سے سوالات جرح ہو رہے ہیں اور وہ ایک عجیب حالت ہوتی ہے یہ وہ حالت اور وقت ہے جو نماز عصر کا نمونہ ہے کیونکہ عصر گھوٹنے اور نچوڑنے کو کہتے ہیں۔

جب حالت اور بھی نازک ہو جاتی ہے اور فرد قرارداد جرم لگ جاتی ہے تو یاس اور ناامیدی بڑھتی ہے کیونکہ اب خیال ہوتا ہے کہ سزا مل جاوے گی۔ یہ وہ وقت ہے جو مغرب کی نماز کا عکس ہے۔

پھر جب حکم سنایا گیا اور کنسٹیبل یا کورٹ انسپکٹر کے حوالہ کیا گیا تو وہ روحانی طور پر نماز عشاء کی عکسی تصویر ہے۔

یہاں تک کہ نماز کی صبح صادق ظاہر ہوئی اور ان مع العسر یسرا (الانشراح: 7) کی حالت کا وقت آ گیا تو روحانی نماز فجر کا وقت آ گیا اور فجر کی نماز اس کی عکسی تصویر ہے''۔ (ملفوظات جلد 1 ص 150)

چوتھی حکمت

معاشرتی طور پر بھی اوقات نماز بڑی اہمیت اور فوائد رکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول ان پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اہل محلّہ کے روزانہ اجتماع کے لئے پانچ وقت کی جماعت کو واجب کیا۔ رات کو سب لوگ اپنے گھروں میں سوتے رہے۔ شبینہ واقعات میں اگر ہمدردی کی ضرورت ہے تو علی الصبح نماز فجر کی جماعت میں یہ امر حاصل ہے اب بازار کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ مختلف معاملات خارجہ پیش آئے تو دوپہر کے بعد جماعت کا وقت آ گیا عصر روزانہ اوقات کا اختتام ہے اور ابھی اہل تجارت وحرفہ غالب عمرانات میں گھر نہیں پہنچے۔ عین اس وقت کے معاملات پر اگر ہمدردی کی ضرورت ہے تو عصر کی جماعت کا عمدہ موقع ہے۔ شام کو گھر پہنچے وہاں کے نئے معاملات جو غیوبت میں ہوئے اگر باعث اجتماع ہیں تو جماعت نماز شام اس کے لئے موزوں ہے 9، 10 بجے رات کو الگ الگ ہونے کا وقت آ گیا۔ مناسب ہے سب آپس میں الوداعی رخصت کر لیں اور یہی عشاء کا وقت ہے۔

اس روزانہ پانچ وقت کے اجتماع میں اگر تمام اہل عبادت کو تکلیف دی جاوے تو ایک قسم کی تکلیف مالایطاق ہے اس لئے تمام شہر کے اہل .... کے واسطے ہفتے میں ایک دن جمعے کا اس اجتماع کے لئے تجویز ہوا لیکن اس اجتماع کے لئے حفظ صحت کے سامان کے واسطے نہانا، کپڑے بدلنا صفائی ایک ضروری تھا۔ بنابراں اس کا وقت قریب نصف النہار تجویز کیا گیا اور اس میں موسیٰ والی تشدید کہ سبت میں کام کرنے میں کام کرنے والے کو جلا دیا جائے۔ عالمگیر مذہب میں جس کا نام .... ہے مناسب نہ سمجھی زیادہ دیر تک اجتماع کو مخل صحت خیال کر کے اصل نماز سے اس نماز کو نصف کر دیا گیا اور ایک خطیب اسپیکر کو یہ حکم دیا گیا کہ ضروریات پر کھڑے ہو کر لیکچر دے اور بعد ختم نماز جمعہ کے حکم ہے چلے جاؤ اور منتشر ہو جاؤ۔

قصبات اور دیہات کے اجتماع کے لئے عید کی نماز تجویز ہوئی۔ چونکہ یہ جلسہ بھاری اور سال میں کل دو دفعہ ہوتا تھا اور اس میں لوگوں کی کثرت تھی اس لئے تبدیل لباس اور عطر و خوشبو لگانا جیسے جمعہ میں حکم تھا اس میں بھی رہا اور زیادہ تر اجتماع کے لحاظ سے حکم ہوا عید کا جلسہ شہر سے باہر میدان میں ہوتا کہ فرش پر تازہ ہوا کی روک نہ رہی چونکہ میدان محل انجمن ٹھہرا اور غالب عمرانات میں دھوپ کا خوف ہوا اس لئے ابتدائے روز عید کا وقت ٹھہرایا گیا۔''

(فصل الخطاب حصہ دوم ص 327، 328)

پانچویں حکمت

نماز کی مثال غذا سے بھی دی گئی ہے اور روحانی اور جسمانی غذاؤں میں تطابق پیدا کیا گیا ہے۔ اس مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا:۔

''دور حاضر میں مادہ پرستوں نے تہذیب و تمدن کے نام پر ایک لمبے تجربہ کے بعد کھانے کے جو طریقے اور اوقات مقرر کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول اکرم ﷺ کے ذریعے 1400 سال پہلے ہی مقرر کروا دیئے تھے''۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

''نماز روحانی غذا ہے اس کے بغیر روحانیت زندہ نہیں رہ سکتی اس لئے نمازوں کی تعداد بھی اتنی ہی ہے جتنے کھانے کے اوقات ہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ غریب ملکوں میں تو لوگ دو وقت کی روٹی کھاتے ہیں لیکن .... تو غریب مذہب نہیں ہے یہ آپ کو امیر قوم کی طرح تصور کرتا ہے اور امیر قومیں دن میں کم از کم پانچ وقت کھاتی ہیں۔ آپ امیر قوموں کی عادات کا

خلیفہ وقت کا مہربان وجود ہم سب احمدیوں کیلئے نعمت عظمیٰ ہے

☆ رانا نصیر احمد امیر حلقہ واراکین عاملہ حلقہ وصدران حلقہ واراکین جماعت ہائے احمدیہ بحلقہ بدوملہی ضلع نارووال ☆ محمد ایوب احمد۔صدر واراکین جماعت ہائے احمدیہ کوٹلی نتھوملہی ضلع نارووال ☆ چوہدری اشفاق احمد صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ کوٹ گھمن ضلع نارووال ☆ عبدالکریم ظفر۔قائد ضلع واراکین عاملہ ضلع واراکین خدام الاحمدیہ واراکین اطفال الاحمدیہ ضلع نارووال ☆ عمیر احمد۔معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع نارووال ☆ شکیل احمد۔ناظم اشاعت ضلع و علاقہ مجالس خدام الاحمدیہ علاقہ وضلع نارووال ☆ میر محفوظ الحق صدر۔عرفان احمد خان نائب صدر جماعت واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ ڈیریانوالہ ضلع نارووال ☆ غلام مصطفیٰ خان۔زعیم واراکین عاملہ واراکین مجلس انصاراللہ ڈیریانوالہ ضلع نارووال ☆ شکیلہ بی بی اہلیہ میر نصیر احمد بٹ۔صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ ڈیریانوالہ ضلع نارووال ☆ میر ندیم احمد بٹ۔قائد مجلس واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ ڈیریانوالہ ضلع نارووال۔

خلیفۃ المسیح کا بابرکت وجود ایک رؤف و رحیم باپ کی طرح ہے

محمد صدیق ☆ صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ عبدالحکیم ابن علی محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ رانا نصیر احمد زعیم واراکین عاملہ واراکین مجلس انصاراللہ ضلع سیالکوٹ ☆ بشریٰ پروین اہلیہ میاں اظہر الحق صدر حلقہ لجنہ واراکین عاملہ وصدران لجنہ حلقہ واراکین لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ مجلس وحلقہ کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ شاہد لطیف بھٹی قائد مجلس واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ عطاء الکریم سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ چوہدری محمد امجد ابن چوہدری محمد صادق کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ توصیف عاطف ابن عدالت خاں کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ عبدالسلیمان ناصر ابن مقصود احمد بھٹی کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ محمد مصور ابن محمد یوسف کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ نجمہ طارق اہلیہ طارق محمود کلاس والا ضلع سیالکوٹ ☆ رانا محمد نصیر۔ایڈووکیٹ کلاس والا ضلع سیالکوٹ 0300-7143633

مطالعہ کیجئے وہ صرف ایک یا دووقت کے کھانے پر اکتفا نہیں کرتیں وہ کم از کم پانچ وقت کھاتی ہیں اور بعض اس سے بھی زیادہ۔ اس کے مقابل نوافل رکھ دیئے گئے ہیں۔ امریکہ میں لوگ جونہی نیند سے بیدار ہوتے ہیں اولاً Bed Tea پیتے ہیں۔ ثانیاً پورا ناشتہ، ثالثاً لنچ، رابعاً شام کی چائے کی پیالی۔ خامساً Dinner رات کا کھانا اور اگر آپ صبح کی چائے کو چھوڑ دیں تب Supper پانچویں نمبر پر آئے گا اور علی الصبح کی چائے نفل بن جائے گی۔ رات کے وقت انہیں بھوک لگ جائے تو اٹھ کر کچن میں فریج میں چیزیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں مومن ایسے میں تہجد میں اللہ کے فضل ڈھونڈنے لگ جاتے ہیں اگر آپ نوافل ادا نہیں کر سکتے تو پانچ وقت کی نمازیں تو ضرور ادا کریں جو دنیا کی ہر امیر قوم کی عادات میں شامل ہے۔''

(ماہنامہ خالد جنوری 1984ء صفحہ 47-48)

یہ تمثیل بڑی ہی متاثر کن ہے اور غیروں کے سامنے عملاً اپنے گہرے اثرات دکھا چکی ہے۔ مولانا عبدالمجید سالک مدیر انقلاب اس سلسلہ میں حسب ذیل نہایت پاکیزہ لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ

''ایک مسلمان مبلغ جب پہلے پہل یورپ گیا اور اس نے انگلستان میں تبلیغ اسلام شروع کی تو ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک انگریز عورت اس کے پاس آئی دوران گفتگو میں اس نے کہا کہ اسلام میں اور سب باتیں تو ٹھیک ہیں اور نیکی کے راستے پر راہنمائی کرتی ہیں لیکن یہ پانچ دفعہ نماز پڑھنا بے حد مشکل ہے اور میرے نزدیک غیر ضروری بھی ہے۔ مبلغ اسلام نے جواب میں کہا کہ معزز خاتون آپ دن رات میں کتنی دفعہ کھانا کھاتی ہیں۔ اس نے جواب دیا یہی کوئی پانچ دفعہ۔ علی الصبح ''بیڈٹی'' پھر ناشتہ۔ ایک کے قریب لنچ۔ تیسرے پہر چائے۔ پھر رات کو ڈنر، مبلغ اسلام نے کہا کہ جس طرح جسم کو دن رات میں پانچ دفعہ غذا چاہئے ہے اسی طرح روح کو بھی غذا مطلوب ہے۔ آپ لوگ جسم کی ضرورت کی طرف تو پوری توجہ کرتے ہیں لیکن روح کو اس کی غذا نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ لوگ روح کے مریض اور کمزور ہیں۔ آپ کو کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ دن میں پانچ دفعہ کھانا کھانا کس قدر تضیع اوقات ہے۔ انگریز خاتون اس دلیل سے بے حد متاثر ہوئی۔ پھر مبلغ اسلام نے کہا کہ آپ نے دیکھا روح کے لئے صبح کی چائے میں صرف دو سنتیں اور دو فرض ہوتے ہیں یعنی ناشتہ کی طرح مختصر۔ پھر بعد دوپہر لنچ ہوتا ہے جس میں بارہ رکعتیں ہیں۔ تیسرے پہر کی چائے میں پھر وہی چار رکعتیں۔ پھر شام کے وقت مختصر سا ناشتہ سات رکعتوں کا۔ اس کے بعد رات کو روح کا ڈنر ہوتا ہے یعنی عشاء کی نماز میں سترہ رکعتیں ادا کرنی پڑتی ہیں۔ سنا ہے کہ محض اس دلیل سے متاثر ہو کر وہ خاتون مسلمان ہوگئی۔''

(''اسلام اور مسلمان'' صفحہ 25، 26 از مولانا عبدالمجید سالک نومبر 1950ء بحوالہ روزنامہ الفضل 27 اگست 1984ء ص3)

چھٹی حکمت

پانچ اوقات نماز دن اور رات میں انسان پر ہونے والے افضال الٰہی کے لئے حمد و شکر کی علامت کے طور پر مقرر کئے گئے ہیں باقی اوقات میں عام طور پر اور ان اوقات میں خاص طور پر حمد باری تعالیٰ کی طرف انسان کو متوجہ کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل طرابلس کے ادیب حسین بن محمد مصطفےٰ الجر کے قلم سے ملاحظہ ہو:۔

''چونکہ انسان جب سو کر جاگتا ہے تو گویا وہ مر کر زندہ ہوتا ہے کیونکہ سونا بھی اس اعتبار سے کہ آدمی کے حواس احساس کرنے کے معطل رہتے ہیں مرنے ہی کی مثل ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ خدا نے اس کو اس حالت سے جو موت کے مشابہ ہے اٹھا کر کھڑا کیا اور اپنے کاروبار میں ہاتھ پیر اور دماغی قوت سے کام لینے کی وجہ سے جو کچھ اس کی قوتوں میں ضعف ہو چلا تھا اس نیند سے اس کی تلافی کر دی۔ کہاں تو وہ بالکل تھکا ماندہ سویا تھا اور اٹھنے کے وقت اس کا سارا کسل دور ہو گیا۔ طبیعت خوش اور بشاش ہوگئی علاوہ اس کے خدا نے اس کو سونے کی حالت میں تمام موذی چیزوں سے بھی محفوظ رکھا اور اس کا کھانا بخوبی ہضم کر کے اس کو ایسی عجیب و غریب صورت سے جس کے سمجھنے میں عقل چکر میں آجاتی ہے جزو بدن بنا دیا اور اس کو اس کا پتہ بھی نہ لگا کہ فعل انہضام نے کیونکر انجام پایا اور اس سے اس کو کیا فائدے پہنچے اور کون کون سی مضر چیزیں دفع ہوئیں۔ اس کی غایت درجہ کی کوشش یہ تھی کہ اس نے کھانا نگل کر معدہ میں پہنچا لیا تھا اور اس طرح سے اس نے کھانے کی لذت حاصل کر لی تھی۔ اس کے بعد ہضم وغیرہ کا خیال بھی اس کے دل میں نہ گزرا تھا۔ صرف ان فوائد پر کیا موقوف ہے نیند سے اور بھی بہتیرے فائدے حاصل ہوتے ہیں اور خدا کی کتنی ہی بے شمار نعمتیں پائی جاتی ہیں کہ جو سب تحریر و تقریر میں آ ہی نہیں سکتیں اس لئے اس کے ذمہ یہ بات ضروری ہوگئی کہ بیدار ہونے کے ساتھ ہی خدا کا شکر ادا کرنے کی غرض سے نماز پڑھے چنانچہ وہ اسی وجہ سے صبح کی نماز ادا کرتا ہے پھر جب آدھا دن گزر جاتا ہے اور خدا کے اس پر بڑے بڑے احسانات ہو لیتے ہیں مثلاً یہ کہ خدا زمین کو تاکہ اسے اپنی معاش کی راہیں صاف نظر آنے لگیں روشن کر دیتا ہے اس کے حواس کو تقویت پہنچا دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ نافع اور مضر چیزوں میں تمیز کر لیتا ہے اس پر کسب معاش کے ذریعے آسان ہو جاتے ہیں اس کو غذا مل چکتی ہے۔ کوئی کہاں تک بیان کرے اس کے علاوہ بھی بے انتہا احسانات خدا کی جانب سے اس پر ہو لیتے ہیں اس وقت بھی اس کے ذمہ خدا کا شکر کرنا لازمی امر ہو جاتا ہے پس وہ ظہر کی نماز ادا کرتا ہے پھر جب دیکھتا ہے کہ دن چلنے لگا اور ختم ہونے کے قریب آ گیا اور اس عرصہ میں خدا کے بڑے بڑے احسانات اس پر ہو چکے اور اس نے اپنے کاموں سے فارغ ہو کر اپنے مکان کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا تو اس وقت بھی اس پر اس خدمت کی بجا آوری واجب ہو جاتی ہے اور پھر وہ عصر کی نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد جب دیکھتا ہے کہ دن ختم ہو گیا اور رات آ پہنچی جس میں کہ اسے راحت نصیب ہوگی اور یہ بات نہ ہوئی کہ ہمیشہ دن ہی رہتا جس میں اسے راحت و آرام کرنے کا موقع ہی نہ ملا تھا بلکہ وہ بخیر و خوبی ختم ہو گیا تو اس پر اس وقت بھی یہ امر ضروری ہو جاتا ہے کہ خدا کی عبادت کی طرف پھر متوجہ ہو جائے جو کہ اس کے لئے عین سعادت کا باعث ہے پس وہ نماز مغرب ادا کرتا ہے پھر جب چاروں طرف تاریکی چھا جاتی ہے اور سونے کا وقت آ پہنچتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ جو نعمتیں صبح سے لے کر اب تک اس پر ہوتی رہیں ان کا شکر ادا نہ کر سکا اور جو کچھ عبادت اس نے کی بھی اس سے سو حصوں میں سے ایک حصہ بھی شکر کا ادا نہیں ہوا اور دیکھتا ہے کہ خدا کا اس وقت کو پیدا کرنا بھی کہ جس میں بہت اچھی طرح سے آرام کیا جا سکتا ہے اس کی بے شمار نعمتوں سے ایک بہت ہی بڑی نعمت ہے اور پھر وہ بھی اس حالت میں جبکہ اسے کسی کا خوف نہ ہو اور اپنے مکان میں نہایت ہی نرم بچھونے پر اسے آرام کرنا نصیب ہو پس وہ عشاء کی نماز ادا کرنے لگتا ہے تاکہ خدا کا جو کچھ شکر ادا ہو سکے اتنا ہی ادا کر دے پورے طور پر سے شکر ادا کر کے سبکدوش ہو جانا تو ساری عمر صرف کرنے پر بھی ممکن نہیں ہے چاہے وہ ہزار عبادت کرے رات و دن بلکہ ہر لحظہ عبادت ہی میں مصروف رہے لیکن اس کی عظمت و بے شمار نعمتوں کے مقابلہ میں ہمیشہ عاجز اور قاصر ہی سمجھا جائے گا۔''

(الرسالۃ الحمیدیہ۔ ترجمہ سید محمد اسحاق علی ص69 تا 71)

(بحوالہ روزنامہ الفضل 27 اگست 1984ء ص3)

ساتویں حکمت

اوقات نماز کے سلسلہ میں یہ مطالعہ بہت دلچسپ ہے کہ سورج جوں جوں زوال پذیر ہوتا ہے نمازوں کا درمیانی وقفہ کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

''نماز کے اوقات میں انسانی زندگی کے مختلف حصوں کی طرف لطیف اشارہ رکھا گیا ہے اور اسی لئے دن کے آخری حصہ میں جب رات کی تاریکی قریب آ رہی ہوتی ہے نمازوں کے درمیانی وقفہ کو کم کر دیا گیا ہے تاکہ اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ عالم آخرت کی تیاری عمر کی زیادتی کے ساتھ تیز سے تیز تر ہوتی چلی جانی چاہئے''۔ (چالیس جواہر پارے ص21)

ان تمام حکمتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد خود اپنی شان دکھاتا ہے کہ جب ایک دفعہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے تو آپؐ نے فرمایا:

الصلوٰۃ علی وقتھا (صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ لوقتھا نمبر 5 حدیث نمبر 496) نماز اپنے وقت پر ادا کرنا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود اسی لئے فرماتے ہیں:۔

''میں طبعاً اور فطرۃً اس کو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے اور نماز موقوتہ کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں بلکہ سخت مطر میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے۔''

(ملفوظات جلد2 ص45)

حضرت مسیح موعود اوقات نماز کی حکمت اور فلاسفی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے...... خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچتے رہو تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کی قضا و قدر تمہارے لئے لائے گا۔ پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد19 صفحہ 69، 70)

بقیہ از صفحہ 24

دل کی نرمی

11۔لاٹھی کو آگ پر گرم کر کے نرم کیا جاتا ہے اور پھر اس کی درستی کی جاتی ہے۔ اس پہلو سے صاحب قرطبی نے کہا ہے کہ نمازی اپنے دل کو نرم کرتا ہے اور اس کے دل میں خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے جس کے بعد وہ شریعت کے مطابق بالکل سیدھا ہو جاتا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن جلد نمبر 1 ص 169)

غالب کرنے والی

12۔صلوٰۃ کے ایک معنیٰ جھکانے اور اپنی طرف مائل کرنے کے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے صلوٰۃ کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ چیز ہر دوسری چیز پر غالب آ جائے اور اسے جھکا کر سرنگوں کر دے۔ جنگ بدر میں نماز ہی کی خاطر تو مسلمانوں کو غالب کیا گیا تھا اور دشمنوں کو نیست و نابود کر دیا گیا تھا اور جب تک سچی نماز قائم رہی یہی واقعہ بار بار دہرایا جاتا رہا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''جو شخص نماز میں اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی سے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بادشاہوں کو جھکا دیتا ہے اور اس مملوک بندہ کو مالک بنا دیتا ہے''۔

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18 ص 167 ترجمہ از عربی)

خدا سے ملانے والی

13۔صلی کے ایک معنی وابستگی اور لزوم کے ہیں۔ صلی بالنار ای لزمھا یعنی صلوٰۃ وہ چیز ہے جو انسان کو خدا کے ساتھ ملا دے اور رابطہ پیدا کر دے۔ احادیث رسول ﷺ میں اس مضمون کو رباط کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے آپ نے فرمایا:۔

مکارہ یعنی طبیعت کی ناپسندیدگی اور روکوں کے باوجود عمدگی سے وضو کرنا۔ کثرت سے مساجد کی طرف قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا فرمایا یہ رباط ہے۔ یہ رباط ہے یہ رباط ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء حدیث نمبر 369)

یعنی یہ وہ کامل ذرائع ہیں جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق پیدا ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ انسان عبادت کے ذریعہ اپنے رب کے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق۔ باب التواضع حدیث نمبر 6020)

حضرت مسیح موعود انہی معنوں کی رو سے فرماتے ہیں:۔

''اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔

(ملفوظات جلد اول ص 108)

خلیفہ وقت کی محبت وشفقت اور دعاؤں کے فیض کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔

☆فاتح الدین ناصر۔ صدر و اراکین عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ بدوملہی ضلع نارووال ☆امانت اللہ نجم زعیم و اراکین عاملہ و اراکین انصار اللہ بدوملہی ضلع نارووال ☆بشریٰ لطیف اہلیہ بشارت احمد صدر لجنہ و اراکین عاملہ و اراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ ضلع نارووال ☆عقیل احمد ملہی ابن عبدالعزیز ملہی قائد و اراکین عاملہ و اراکین خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ ضلع نارووال

خدا کے مقرر کردہ ائمہ کے پیچھے نماز کا لطف ہی کچھ اور ہے



حضرت مصلح موعود بیت الفضل لندن کے سنگ بنیاد کے موقع پر نماز پڑھا رہے ہیں



حضرت مصلح موعود



حضرت خلیفۃ المسیح الثالث



حضرت خلیفۃ المسیح الثالث



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

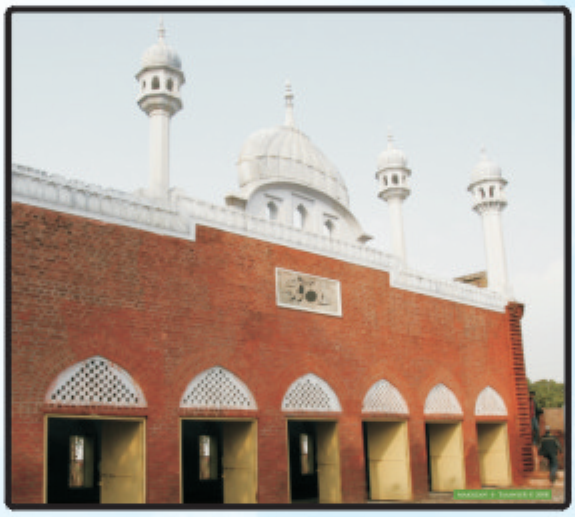


حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلافت احمدیہ میں تعمیر ہونے والی چند بیوت الذکر۔ براعظم ایشیا و آسٹریلیا



بیت نور قادیان



بیت اقصیٰ ربوہ



بیت الذکر سنگاپور



بیت نصر انڈونیشیا



بیت لطیف ربوہ



بیت یادگار ربوہ



بیت الہدیٰ آسٹریلیا



بیت السلام ملائشیا

نماز کا طریق، شکل و صورت اور اقسام حضرت مصلح موعود کے قلم مبارک سے

وضو اور نماز کے فوائد، نماز با جماعت کی حکمت اور عبادت کی برکات

نماز کے ادا کرنے سے پہلے وضوء یا تیمّم فرض ہے وضوء کا حکم اصل ہے اور تیمّم کا حکم بطور قائم مقام کے ہے۔ (سورۃ مائدہ رکوع اول آیت:4) وضوء پانی سے کیا جاتا ہے اور اس میں پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اس کے بعد کلی کر کے منہ صاف کیا جاتا ہے اور نتھنوں سے پانی اوپر کی طرف کھینچ کر ناک کو صاف کیا جاتا ہے اس کے بعد منہ دھویا جاتا ہے پھر کہنیوں تک کو شامل کرتے ہوئے دونوں ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اس کے بعد ہاتھ گیلے کر کے سر کے بالوں پر ایک ثلث سے دو ثلث تک مسح کیا جاتا ہے اور پھر انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے کانوں کے سوراخوں کو گیلا کیا جاتا ہے اور انگوٹھوں کو کانوں کی پشت پر پھیرایا جاتا ہے تا کہ کان کی پشت بھی گیلی ہو جائے اس کے بعد دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب الوضوء باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً ونسائی کتاب الوضوء باب مسح الاذنین مع الراس)

باہوں اور پاؤں کے دھونے میں اس امر کو ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ دائیں طرف پہلے دھوئی جائے اور بائیں طرف بعد میں۔

(نسائی کتاب الوضوء باب بای الرجلین یبدا بالغسل)

وضوء کرتے وقت یہ نیت کرنی بھی ضروری ہوتی ہے کہ نماز کے لئے یا طہارت کے لئے وضوء کیا جا رہا ہے۔ (نسائی کتاب الوضوء باب النیۃ فی الوضوء)

اس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ خیالات کی رو عبادت کی طرف پھر جائے اور اس وقت سے خیالات دوسرے کاموں کی طرف سے ہٹ جائیں یہ فعل ظاہری صفائی کا بھی موجب ہوتا ہے کیونکہ جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے بوجہ بالعموم ننگا رہنے کے وہی گرد و غبار کا نشانہ بنتے ہیں۔

ان اعضاء کا دھونا گیلا کرنا خیالات کے اجتماع کے لئے بھی مفید اور ضروری ہوتا ہے کیونکہ خیالات کی پراگندگی حواس خمسہ کے مقامات کی تیزی سے ہوتی ہے اور حواس خمسہ کے مقامات آنکھیں کان ناک اور منہ اور جسم ہیں۔ وضوء میں کلی کے ذریعہ سے منہ کو تر کیا جاتا ہے اور اس میں یکسوئی کی قوت پیدا کی جاتی ہے۔ ناک میں پانی ڈال کر اسے ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ منہ دھوتے ہوئے آنکھوں کو تری پہنچائی جاتی ہے۔ کانوں میں گیلی انگلیاں ڈال کر اور ان کے پیچھے انگوٹھے کو حرکت دے کر کانوں کی حس کی پراگندگی کو دور کیا جاتا ہے۔ جسم کی زیادہ حس کو دور کرنے کے لئے باہیں اور پاؤں دھوئے جاتے ہیں اور طبی تجربہ اس امر پر شاہد ہے کہ بخار کی تیزی کو دور کرنے لئے صرف باہوں اور پاؤں کا ٹھنڈے پانی سے دھونا یا تر کرنا سارے بدن سے بخار کی گرمی دور کرنے کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے۔ سر کی گرمی خیالات کو بہت پراگندہ کر دیتی ہے اس وجہ سے سر کا مسح رکھا گیا ہے جو سر کو ٹھنڈا کر کے سر کی گرمی کو دور کرتا اور خیالات کے اجتماع میں ممد ہوتا ہے۔

اعصابی ماہرین کے تجربہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے ٹھنڈا کرنے سے بھی خیالات کی رَو کو بدلا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مسمریزیم کے ماہرین کا تجربہ ہے کہ مسمریزم کے عمل کے بعد اگر ہاتھوں اور پاؤں کو پانی ڈال کر ٹھنڈا کر لیا جائے تو اس دماغی برقی طاقت کے ضائع ہونے سے انسان بچ جاتا ہے جو مسمریزم کے عمل کے بعد دیر تک جاری رہ کر انسان کو کمزور کر دیتی ہے۔ پس ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے سے بھی ان خیالات کی رَو کو روکا جا سکتا ہے جو نماز سے پہلے انسان کے دماغ میں جاری ہوتی ہے اور اسے پھیر کر عبادت اور ذکر الٰہی کی طرف لایا جا سکتا ہے۔

غرض وضوء ایک نہایت پُر حکمت حکم ہے جس کے ایک ایک جزو کی تجربہ اور علم الاعصاب تائید کرتے ہیں۔ وضوء کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے۔

(دیکھو سورۃ مائدہ ع:2)

جب پانی میسر نہ ہو یا انسان بیمار ہو یا وضوء سے بیماری کا خطرہ ہو۔ تو اس صورت میں .... نے تیمّم کا حکم دیا ہے (سورۃ مائدہ آیت 6 ونساء 4) اور وہ حکم یہ ہے کہ پاک مٹی یا کسی پاکیزہ گرد والی چیز پر ہاتھ مار کر اپنے منہ پر اور ہاتھوں اور باہوں پر پھیر لے۔

(بخاری کتاب التیمم باب التیمم للوجہ والکفین)

یہ حکم بھی انہی حکمتوں سے پُر ہے کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ صاف اور پاک مٹی بھی پانی کا قائمقام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسی حکمت کو کسی وقت سمجھ کر ہندو سادھوؤں نے جسم پر بھبوت ملنے کا طریق جاری کیا تھا مگر یہ بات ان سے نظر انداز ہو گئی کہ یہ طریق ادنیٰ درجہ کا ہے اور پانی کے میسر نہ آنے یا استعمال نہ کر سکنے کی صورت میں ایک قائمقام کے طور پر ہی استعمال ہو سکتا ہے۔ ورنہ پانی کا استعمال بہر حال افضل اور اعلیٰ ہے۔ تیمّم کا حکم بھی قرآن کریم میں مذکور ہے اور سورۃ نساء ع:7 میں اس کا ذکر آتا ہے۔

مرد اور عورت کے شہوانی اجتماع کے بعد کے لئے ایک زائد حکم بھی ہے اور وہ یہ کہ نماز پڑھنے سے پہلے نہا بھی لے۔ اس حکم میں یہ حکمت ہے کہ یہ فعل جیسا کہ تجربہ اس پر شاہد ہے سارے جسم پر اثر کرتا ہے اور جسم کے ہر حصہ کی برقی طاقت میں ایک ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس کو ٹھنڈا کر کے سارے جسم کی برقی طاقت اور خیالات کے انتشار کو دور کرنا عبادت کی تکمیل اور خدا تعالیٰ کے ساتھ حصول اتصال کے لئے ضروری ہے۔ اس کا حکم سورۃ نساء کے رکوع 7 میں بیان ہے۔ مگر جس طرح بیماری اور پانی کے میسر نہ آنے کی صورت میں وضوء کی جگہ تیمّم کو کافی قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ان دونوں صورتوں میں بھی غسل کی جگہ تیمّم کو کافی قرار دیا گیا ہے۔

وضوء یا تیمّم جو بھی صورت ہو اس کے بعد ...... حکم ہے کہ اگر امن کی حالت ہو اور زمین پر ہو تو قبلہ رو کھڑا ہو کر (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التوجہ نحو القبلۃ) دونوں ہاتھ اٹھا کر اور ہاتھوں کو قبلہ رو کر کے انگوٹھوں کو اللہ اکبر کہتے ہیں (جس کے معنے اللہ سب سے بڑا ہے) کانوں کی لوؤں تک لائے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب استفتاح الصلوٰۃ ونسائی کتاب افتتاح الصلوٰۃ باب موضع الابہامین عند الرفع)

اور اس نیت کے ساتھ کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا ہے دوسرے سب خیالات کو دور کر کے عبادت الٰہی کے خیال میں محو ہو جائے۔ اس طرح ہاتھ اٹھانے میں علاوہ توجہ کے قیام کے یہ بھی حکمت ہے کہ یہ حرکت طبعی طور پر باقی سب امور کو ترک کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ پس اس حرکت سے مسلمان یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس وقت دنیا کے سب خیالات اور کاموں سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ ہاتھوں کی اسی قسم کی حرکت کی طرف غالب نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہوئے کرتے ہیں سلام
جس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں

پس اس حرکت سے مومن گویا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ سب دنیا سے قطع تعلق کر کے اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے بیداری اور چستی بھی پیدا ہوتی ہے۔

اس کے بعد...... اپنے سینہ پر ہاتھ باندھ لیتا ہے۔

(ابن خذیمہ بروایت وائل بن حجر)

گویا مودّب ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ عبارت کہتا ہے............

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ مایقول عند افتتاح الصلوٰۃ ونسائی کتاب الافتتاح باب الذکر بین افتتاح الصلوٰۃ وبین القراءۃ)

یعنی اے اللہ تو ہر نقص سے جو تیرے مقام کے خلاف ہے پاک ہے اور ہر خوبی سے جو تیری شان کے لائق ہے متصف ہے اور تیرا نام تمام برکتوں کا جامع ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد وہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھتا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے اللہ میں ہر اس بدروح سے جو تیری درگاہ سے دور کی گئی ہے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اس کا اثر مجھ پر نہ ہو اور میں تیری درگاہ سے دور ہونے والوں میں شامل نہ ہو جاؤں۔ پھر وہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔

(نسائی کتاب الافتتاح باب البداءۃ بفاتحۃ الکتاب قبل السورۃ وایجاب قرأۃ فاتحۃ الکتاب)

اس کے بعد وہ قرآن کریم کی کوئی سورۃ یا کم سے کم سورۃ کا اتنا حصہ جو تین آیات پر مشتمل ہو پڑھتا ہے اور پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلا جاتا ہے (رکوع اسے کہتے ہیں کہ انسان اس طرح کمر سیدھی کرے کہ اس کا سر اور لاتوں کا اوپر کا حصہ ایک دوسرے کے متوازی ہو جائیں جھک جاتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتا ہے اور لاتیں بالکل سیدھی رکھتا ہے ان میں خم پیدا نہیں ہونے دیتا۔

(نسائی کتاب افتتاح الصلوٰۃ باب الاعتدال فی الرکوع)

پھر اس حالت میں وہ سبحان ربی العظیم کا فقرہ کہتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ میرا جو رب اپنی کی شان کی وسعت میں سب سے بڑھ کر ہے تمام نقائص سے پاک ہے۔ یہ فقرہ کم سے کم تین بار یا اس سے زیادہ طاق عدد میں وہ دہراتا ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی التسبیح فی الرکوع)

پھر سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس فقرہ کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر اس شخص کی دعا کو سنتا ہے جو سچے دل سے اس کی تعریف بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ پوری طرح کھڑا ہو کر ہاتھ سیدھے چھوڑ کر یہ دعا مانگتا ہے کہ ربنا لك الحمد حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه ۔

(نسائی کتاب الافتتاح مایقول المأموم اذا رفع رأسہ من الرکوع)

یعنی اے میرے رب سب تعریف تیرے ہی لئے ہے کثرت سے تعریف اور پاک تعریف جو سب تعریفوں کی جامع ہے۔ اس کے بعد وہ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جاتا ہے۔ سجدہ اسے کہتے ہیں کہ انسان اپنی سات ہڈیوں پر زمین پر جھک جاتا ہے یعنی اس کا ماتھا زمین پر پوری طرح لگا ہوا ہو اس کے دونوں ہاتھ قبلہ رو زمین پر رکھے ہوئے ہوں اور اس کے گھٹنے بھی زمین پر لگے ہوئے ہوں اس کے دونوں پاؤں بھی زمین پر لگے ہوئے ہوں اس طرح کہ دونوں پاؤں کی انگلیاں دبا کر قبلہ رو کی ہوئی ہوں۔

(مسلم جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب فی اعضاء السجود)

We are One of the leading in Pakistan mainly Deal in sale of New Vehicles, Spare Parts & after Sale Services through the Branches mentioned below to say

Happy Annual Edition Of The Daily Al-fazl

To all our Concerns, Clients & Vendors/ Suppliers

TAYOTA

TOYOTA 2 Year 50,000Km* warranty



FAISALABAD MOTORS

An Authorized 3S Automobile Dealership Which is declared "THE BEST OF THE BEST DEALERSHIP" in Consecutive 3 Years Declared by INDUS MOTOR Company Ltd. Deals in Sale of all New Brands of Toyota & Daihatsu (041-8722002, 8722007) Sale of Spare Parts (041-8722003) & Services (041-8722005, 8732040). Introduce Express Maintenance in Services. For Appointment Please contact (041-8722005).

Address: West Canal Road, Mansoor Abad, Faisalabad.
Ph: 041-8719902, 8712002, 8712004, 111-000-052
Fax: 041-8712003

Now Opining Soon

TOYOTA

LYELLPUR MOTORS

3S TOYOTA Dealership
The Largest Dealership
In South Asia

Opp: METRO Cash & Carry
Sargodha Road, Faisalabad.
Ph: 041-8810941, 8810942

TOYOTA SARGODHA MOTORS
SARGODHA

An Authorized 3s Automobile Dealership Of Indus Motor Company Ltd.
Deals In Sale Of All New Brands Of Toyota & Daihatsu (048-2317404-05)
Sale Of Spare Parts (048-2311502) & Services (048-2317404-05)

Address: Lahore Road Sargodha (Ph: 048-2321801-02,2321803)



LAHORE CENTRAL MOTORS (PVT)LTD

HINO

An Authorized Automobile of Hino Pak.Ltd.

Address: Multan Road, Lahore. Ph: 042-37512007, Fax: 042-37512008

NASIR TRADERS, FAISALABAD.

One Of The Largest Importers & Exporters Of Spare Parts In Pakistan, Deals In All Genuine, Non-genuine Automobile Spare Parts.

MRK CAR CARRIERS

A freight forwarding Co heaving a fleet of trailers especially deals in forwarding of passenger cars.
Address: West Canal Road, Adj. Toyota Faisalabad. Motors, Faisalabad. Ph: 041-8723936

Al-Nasir Motors, Karachi

One Of The Largest Importers & Exporters Of Spare Parts In Pakistan, Deals In All Genuine, Non-genuine Automobile Spare Parts.
Address: 1-A, Al-Hayat Auto Market, M.A. Jinnah Road, Karachi. Ph: 021-32720344-5 Fax: 021-32720948

اس حالت میں............ سبحان ربی الاعلی کہتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اے میرے رب تو اپنی شان کی بلندی کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔ یہ فقرہ وہ کم سے کم تین دفعہ یا اس سے زیادہ کسی طاق عدد کے مطابق کہتا ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی التسبیح فی السجود)

اس کے بعد وہ اللہ اکبر کہہ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس طرح کہ اس کی بائیں لات تو تہہ ہو کر اس کے نیچے آ جائے اور پاؤں لیٹا ہوا ہو اور اس پر سہارا لے کر وہ بیٹھ جائے اور دائیں لات اس طرح ہو کہ ہو تو وہ بھی تہہ کی ہوئی مگر اس کا پاؤں اس طرح کھڑا ہو کہ انگلیاں قبلہ رخ ہوں۔ اس وقفہ میں وہ یہ دعا پڑھتا ہے اللھم اغفرلی ....۔

(ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب السجود وفضلہ)

جس کے یہ معنے ہیں کہ اے میرے رب میرے گناہ معاف کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے سب صداقتوں کی طرف راہنمائی بخش اور مجھے تمام عیبوں سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنے پاس سے حلال وطیب رزق عطا فرما۔ (بعض احادیث میں و اجبرنی اور بعض میں وارفعنی آتا ہے یعنی اے میرے رب میری تمام کمزوریوں کو دور کر اور تمام نقصانات سے بچا اور میرا قدم ہر گھڑی ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے) اس کے بعد وہ پھر باآواز بلند اللہ اکبر کہہ کر پہلے کی طرح سجدہ میں چلا جاتا ہے اور پہلے سجدہ کی طرح دعا کر کے پھر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسے ایک رکعت کہتے ہیں اس کے بعد وہ پہلے کی طرح پھر ایک رکعت ادا کرتا ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ سبحانك اللھم و بحمدك والی دعا جس سے اس نے نماز شروع کی تھی وہ اسے حذف کر دیتا ہے اور صرف سورۃ فاتحہ سے شروع کرتا ہے اسے دوسری رکعت کے ختم کرنے پر وہ اس طرح بیٹھ جاتا ہے جس طرح کہ پہلے سجدہ اور دوسرے سجدہ کے درمیان بیٹھا تھا اور تشہد پڑھتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں............۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التشھد فی الآخرۃ)

یعنی تمام وہ کلمات جو تعظیم کے لئے زبان سے نکل سکتے ہیں اور تمام وہ عبادات جو جسم انسانی بجا لا سکتا ہے اور تمام وہ مالی قربانیاں جو کسی پاک ذات کے لئے پیش کی جا سکتی ہیں خدا تعالیٰ کا ہی حق ہیں اس کے سوا اور کوئی ہستی ان کی مستحق نہیں اور اے نبی تجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور اللہ تعالیٰ کا رحم تجھ پر اترتا رہے اور اس کی برکتوں سے تو حصہ پاتا رہے اور ہم پر جو اس نماز میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندے جو پہلے گزر چکے ہیں یا اس وقت موجود ہیں یا آئندہ آنے والے ہیں ان سب پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو اور یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اس کے بعد وہ درود پڑھتا ہے جو مختلف الفاظ میں آتا ہے مگر مختصر درود یہ ہے کہ اللھم صل علی محمد ....۔

(بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی و مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

اس کے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ محمد پر اپنے فضل اور رحمتیں نازل کر اور اسی طرح تمام ان لوگوں پر جو محمد ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں جس طرح تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم سے تعلق رکھنے والوں پر فضل اور رحمت نازل کی تھی اور اے اللہ محمدؐ پر اپنی برکتیں نازل کر اور ان پر بھی جو آپؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس طرح تو نے ابراہیم پر اور اس سے تعلق رکھنے والوں پر برکتیں نازل کی تھیں۔ اس کے بعد وہ بعض دعائیں جو رسول کریم ﷺ سے ثابت ہیں پڑھتا ہے مثلاً یہ کہ اللھم انی اعوذ بك من الھم ....۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الاستعاذہ)

یعنی اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ مجھے کوئی گھبرا دینے والی مصیبت پہنچے یا مجھے غم فکر دبا لیں اور اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں وہ سامان کھو بیٹھوں جن سے میری زندگی کے کام چلتے ہیں یا وہ طاقتیں میری جاتی رہیں جن کی مجھے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ضرورت ہے اور اس سے بھی پناہ چاہتا ہوں کہ میرے پاس ترقی میں مدد دینے والے سامان تو موجود ہوں یا ترقی میں مدد دینے والی طاقتیں تو مجھے حاصل ہوں مگر ان کے استعمال سے میں گریز کروں اور سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاؤں اور اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ بزدلی اور بخل کی اخلاقی امراض سے اور اے میرے رب اس بارہ میں بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے قرض دبا لے اور میں لوگوں کی نظروں میں قرض نہ ادا کرنے کی وجہ سے ذلیل ہو جاؤں اور اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ ایسے انسان مجھ پر مسلط ہو جائیں جو میرے حقوق کو تلف کریں اور مجھے ان ترقیات کے حصول سے روک دیں جو ہر انسان کے لئے تو نے اپنے فضل سے مقدر کر چھوڑی ہیں۔

یہ اور اسی قسم کی اور دعائیں ہیں جو رسول کریم ﷺ سے ثابت ہیں ان دعاؤں کو اس موقع پر............ پڑھتا ہے یا جو اور دعائیں اپنی ضرورت کے مطابق مناسب سمجھتا ہے مانگتا ہے پھر وہ پہلے دائیں طرف منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے اور اس کے بعد بائیں طرف منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے اور اس کی نماز ختم ہو جاتی ہے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ نماز دو رکعت کی ہو اگر دو رکعت سے زائد کی نماز ہو تو بجائے ادھر ادھر منہ پھیر کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کے...... اللّٰہ اکبر کہہ کر پھر کھڑا ہو جاتا ہے اور تین رکعت کی نماز ہو ایک رکعت اور پڑھ کر دوبارہ تشہد پڑھ کر سلام پھیرتا ہے اور اگر چار رکعت کی نماز ہو تو دو رکعت اور پڑھ کر پھر تشہد میں بیٹھ کر اور اوپر کی دعائیں اور کلمات پڑھ کر سلام پھیر دیتا ہے۔ جب دو رکعت سے زائد کی نماز ہو تو پہلے تشہد کے بعد ایک یا دو رکعت جو وہ پڑھتا ہے ان میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔ قرآن کریم کی زائد آیات نہیں پڑھتا۔

نماز............ پانچ وقت فرض ہے ایک نماز صبح کی جس کا وقت پو پھٹنے سے لے کر سورج نکلنے کے وقت تک ہوتا ہے یعنی سورج نکلنے سے پہلے یہ نماز ختم ہو جانی چاہئے اس نماز کی دو رکعت ہوتی ہیں ایک نماز سورج ڈھلنے سے لے کر اندازاً پونے تین گھنٹہ بعد تک پڑھی جاتی ہے گرمیوں میں یہ وقت ہندوستان میں کوئی تین گھنٹہ تک چلا جاتا ہے اس نماز کو ظہر کی نماز کہتے ہیں اور اس کی چار رکعت ہوتی ہیں اس کے بعد تیسری نماز کا وقت شروع ہوتا ہے یہ نماز دھوپ کے زرد ہونے کے وقت تک پڑھی جا سکتی ہے اسے عصر کی نماز کہتے ہیں اور اس کی بھی چار رکعت ہوتی ہیں اس کے بعد سورج ڈوبنے سے لے کر شفق یعنی مغرب کی طرف کی سرخی کے غائب ہونے تک چوتھی نماز کا وقت ہوتا ہے اور اسے مغرب کی نماز کہتے ہیں اس کی رکعتیں تین ہوتی ہیں پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھتے ہیں اور پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھتے ہیں اور دونوں سجدوں کے بعد تشہد میں بیٹھ کر اور جو دعائیں اوپر بیان ہو چکی ہیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے ہیں اس کے بعد پانچویں نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جسے عشاء کی نماز کہتے ہیں اس کا وقت ہندوستان کے اوقات کے لحاظ سے غروب آفتاب سے کوئی ڈیڑھ گھنٹہ بعد سے شروع ہوتا ہے اور نصف شب تک اور بعض کے نزدیک اس کے بعد تک بھی چلا جاتا ہے اس نماز کی رکعتیں بھی چار ہوتی ہیں جو رکعتیں بیان کی گئی ہیں یہ اس وقت کے لئے ہیں جبکہ انسان وطن میں موجود ہو یا ایسی جگہ پر ہو جہاں اس کی مستقل اقامت ہو۔ جب سفر میں ہو تو اس صورت میں صبح اور مغرب کی نمازوں کے سوا دوسری نمازیں آدھی پڑھی جاتی ہیں یعنی بجائے چار رکعتوں کے دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں بعض لوگوں میں غلطی سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ سفر میں آدھی نماز رہ گئی ہے لیکن اصل بات یہ نہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے جسے امام مالکؒ نے نقل کیا ہے (موطا امام مالک قصر الصلوٰۃ فی السفر) ثابت ہے کہ جب نماز فرض ہوئی ہے تو ظہر عصر اور عشاء کی دو رکعتیں ہی تھیں مگر بعد میں سفر کی حالت میں دو دو رکعتیں ہی رہنے دی گئیں لیکن حضر یعنی اقامت کے ایام میں دگنی نماز کر دی گئی یعنی دو دو کی جگہ چار چار رکعتوں کا حکم ملا۔

ان نمازوں میں سے صبح کی نماز باجماعت ہو تو امام سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کا حصہ بلند آواز سے پڑھتا ہے اور مقتدی سورۃ فاتحہ ساتھ ساتھ آہستہ پڑھتے ہیں اور باقی قراءت صرف سنتے ہیں باقی حصہ نماز کا امام بھی آہستہ پڑھتا ہے سوائے تکبیروں اور سمع اللہ لمن حمدہ اور آخری سلاموں کے۔ ظہر کی نماز میں تمام رکعتوں میں امام آہستہ پڑھتا ہے اور اس کے پیچھے کے نمازی بھی اپنے طور پر سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ عصر کی نماز بھی اسی طرح ہوتی ہے مغرب کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں امام سورۃ فاتحہ بلند پڑھتا ہے اور ساتھ ساتھ اس کے مقتدی آہستہ آہستہ منہ میں سورۃ فاتحہ پڑھتے جاتے ہیں سورۃ فاتحہ کے بعد امام قرآن کریم کا کچھ حصہ جب پڑھتا ہے تو مقتدی خاموش اس کے پڑھے ہوئے کو سنتے ہیں خود کچھ نہیں پڑھتے۔ آخری رکعت میں امام بھی دل میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور مقتدی بھی۔ عشاء کی نماز میں بھی پہلی دو رکعتوں میں اسی طرح امام بلند آواز سے سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کا کچھ اور حصہ پڑھتا اور مقتدی سورۃ فاتحہ منہ میں دہراتے ہیں اور قرآن کریم کا دوسرا حصہ صرف سنتے ہیں مگر آخری دو رکعتوں میں قیام کی حالت میں امام صرف سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اور وہ بھی آہستہ آہستہ منہ میں اور مقتدی بھی اپنے اپنے طور پر آہستہ آہستہ ہی منہ میں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں تمام نمازوں میں باجماعت ہوں تو امام تکبیریں اور سمع اللّٰہ لمن حمدہ رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اور نماز کے خاتمہ کے بعد کا سلام بہرحال بلند آواز سے کہتا ہے کیونکہ مقتدیوں کو ساتھ چلانا مدنظر ہوتا ہے۔

ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ایک نماز وتر کہلاتی ہے اس نماز کی بھی مغرب کی طرح تین رکعتیں ہیں مگر فرق یہ ہے کہ مغرب کی نماز میں پہلے تشہد کے بعد جو تیسری رکعت پڑھی جاتی ہے اس میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی زائد تلاوت نہیں کی جاتی لیکن وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی چند آیات یا کوئی چھوٹی سورۃ پڑھی جاتی ہے۔

(ترمذی جلد اول کتاب الصلوٰۃ ابواب الوتر باب ماجاء یقرا فی الوتر)

دوسرا فرق اس میں یہ ہے کہ اس نماز کو مغرب کی نماز کے برخلاف دو حصوں میں بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی یہ بھی جائز ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت الگ پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیر دیا جائے۔

(نسائی کتاب قیام اللیل وتطوع النہار باب کیف الوتر بثلاث وباب کیف الوتر بواحدۃ وکیف الوتر بثلاث)

یہ نماز عشاء کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے اور تہجد کی نماز کے بعد بھی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

ان نمازوں کے علاوہ کچھ سنتیں ہوتی ہیں یعنی ایسی زائد نماز جو رسول کریم ﷺ بالالتزام ادا فرمایا کرتے تھے اور گو آپؐ ان کو فرض قرار نہ دیتے تھے لیکن ان کی تاکید کرتے رہتے تھے صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں ہیں اور بعد میں بھی چار رکعتیں ہیں۔ چار کی جگہ دو دو بھی پڑھ جا سکتی ہیں۔ عصر کے ساتھ کوئی ایسی سنتیں نہیں ہیں مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور عشاء کے بعد بھی دو یا چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی من صلی فی یوم ولیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ من السنۃ مالہ من الفضل۔ وباب ماجاء فی الرکعتین بعد الظھر)

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ

بانی دواخانہ "حکیم شیخ خورشید احمد مرحوم"

تحقیق و تجربہ اور کامیابی کے اکیاون سال

مجربات خصوصی: مرکب افسنتین اکسیر معدہ قندشفاء سفوف مفرح چونڈی شوگر، ہیپاٹائٹس وB.P کورسز گیسٹرو۔ایز سیرپ کیلسی ماب سیرپ فیرکس سیرپ شربت اطہراء

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

فون: 047-6211538
فیکس: 047-6212382

ڈیڑھ صد سے زائد مفید اور مؤثر دوائیں

ای میل: khurshiddawakhana@gmail.com

خلیفۃ المسیح محبت بھری دعاؤں کا نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے اس کی قدر کرو

قائد مجلس واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ
واراکین اطفال الاحمدیہ شالیمار ٹاؤن لاہور

خلیفہ وقت کا مہربان وجود ہم سب احمدیوں کے لئے نعمت عظمیٰ ہے

- **چوہدری ماسٹر حمید اللہ**
  امیر حلقہ واراکین عاملہ حلقہ واراکین جماعت ہائے احمدیہ حلقہ وصدران حلقہ داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ
- **ماسٹر حمید اللہ** صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ گھٹیالیاں خورد
- **چوہدری منیر احمد باجوہ**، صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ داتہ زید کا
- **ملک منیر ساجد اعوان** صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ چوک داتہ زید کا
- **چوہدری منور احمد چیمہ** زعیم واراکین عاملہ واراکین انصار اللہ داتہ زید کا
- **امتیاز افضل** اہلیہ چوہدری مختار احمد باجوہ
  صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ داتہ زید کا
- **مسرت افضل** اہلیہ چوہدری محمد افضل
  صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ گھٹیالیاں کلاں
- **چوہدری خضر حیات**
  قائد واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ داتہ زید کا
- **پرویز اقبال چیمہ** زعیم واراکین عاملہ واراکین انصار اللہ چوک داتہ زید کا
- **مقدس اقبال بٹ**
  قائد واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ چوک داتہ زید کا
- **عبدالغفور۔ دلاور بٹ۔ طارق محمود۔ چوہدری ناصر احمد چوک قلعہ کالر**

صداقت برکس کمپنی

نارووال روڈ چوک قلعہ کالر والا

طالب دعا: چوہدری خلیل احمد: 0300-4982993

CNG
الفیصل سی این جی سٹیشن

چیف ایگزیکٹو: محمد یوسف

ٹیپو روڈ نزد موتی محل سینما راولپنڈی

فون آفس: 5502667-5960422 موبائل: 0300-8543530

محمد یعقوب، محمد یوسف

MY سبزی فروٹ کمیشن ایجنٹس

طالب دعا: شاہد محمود، عامر شہزاد، آصف مسعود، حسن نوید

ہول سیل ویجی ٹیبل مارکیٹ 142 شاپ، 4-11/آئی۔اسلام آباد

فون آفس: 4443262-4446849 فون رہائش: 4842026-4844366

Ayesha's

Garments Manufacturer

Director:
Ch. Shahzad Ahmed
0333-5206007

Head Office:
Islamabad Tel: 051-2650260,2650207
Rawalpindi Tel: 051-5529214
web: www.ayeshas.com
email: info@ayeshas.com

خواجہ رشید اینڈ سنز

محبت سب کیلئے ☆ نفرت کسی سے نہیں

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو نیا سال مبارک ہو

ڈیلر: فریج ڈیپ فریزر، ائیر کولر، ائیر کنڈیشنرز، الیکٹرک اینڈ گیس اپلائینسز مشین واٹر ہیٹر، روم ہیٹر، واشنگ مشین، سٹیبلائزرز، کوکنگ رینج، اٹلس یونیورسل سپر ایشیا کی مصنوعات کی خریداری کا مرکز

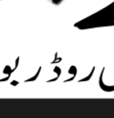
احمدی بھائیوں کیلئے خصوصی رعایت

طالب دعا: خواجہ منیر احمد، ٹرنک بازار، سیالکوٹ فون شوروم 052-4586576

نت نئے خوبصورت پرکشش ڈیزائن کے فینسی زیورات



ماسٹر جیولرز



اقصیٰ روڈ ربوہ

سونے چاندی کی بے شمار ورائٹی

ہم آپ کے من پسند زیورات نفاست سے تیار کرتے ہیں

گارنٹی اور اعتماد کے ساتھ

فون نمبر: 0092-47-6216200

Website:http://masterjewelers.t35.com E-mail:masterjewelers@gmail.com

اور انہی کے بعد مذکورہ بالا وتر پڑھے جاتے ہیں ان سنتوں کے علاوہ ایک نماز تہجد کہلاتی ہے نصف شب کے بعد کسی وقت پَو پھٹنے سے پہلے یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے مگر جیسا کہ تہجد کے معنوں سے ظاہر ہے یہ نماز سو کر اٹھنے کے بعد پڑھی جانی چاہئے گو کسی وقت سونے کا وقت نہ ملے اور نصف شب گزر جائے تو یوں بھی پڑھ سکتا ہے مگر قرآن کریم نے جو اس کا نام رکھا ہے اس سے بھی اور رسول کریم ﷺ کے طریق عمل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کے بعد آدمی سو جائے اور سونے سے اٹھ کر یہ نماز ادا کرے اس نماز کا روحانی ترقیات سے بہت گہرا تعلق ہے اور قرآن کریم میں اس کی خاص تعریف آئی ہے۔ (دیکھو سورۃ مزمل آیت 1 تا 6) ان کے علاوہ بعض اور سنتیں بھی ہیں جو مؤکد تو نہیں یعنی رسول کریم ﷺ نے ان کی خاص تاکید تو نہیں فرمائی مگر آپ جب موقع ملتا انہیں ادا کرتے تھے ان میں سے ایک اشراق کی نماز ہے یعنی جب سورج نیزہ دو نیزے اوپر آجائے اسی طرح اور بعض نوافل ہیں لیکن حکم یہ ہے کہ جب سورج نکل رہا ہو یا ڈوب رہا ہو یا نصف النہار کا وقت ہو تو نماز ناجائز ہے اور جب دھوپ زرد ہو جائے تب بھی ناپسندیدہ ہے۔

نمازوں کو ان کے مقررہ وقت پر پڑھنے کا حکم ہے لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے مثلاً بارش اور بار بار ....جمع ہونا مشکل ہو یا کوئی ایسا اجتماعی کام ہو جسے درمیان میں نہ چھوڑا جاسکتا ہو یا سفر ہو تو جائز ہے کہ ظہر اور عصر کی نمازوں کو ملا کر پڑھ لیا جائے اس صورت میں بعض کے نزدیک درمیانی سنتیں معاف ہوتی ہیں اور بعض کے نزدیک پہلی اور پچھلی سنتیں بھی معاف ہوتی ہیں اور میرے نزدیک یہی آخری بات درست ہے مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھنا بھی انہی حالات میں اور اسی طرح جائز ہے جس طرح کہ ظہر اور عصر کا۔ مگر صبح ظہر یا عصر مغرب یا عشاء صبح کا ملا کر پڑھنا جائز نہیں سوائے اس کے کہ کوئی ایسے شدید کام میں ہو کہ اس کا ترک جان کے لئے پُرخطر ہو جیسے جہاد میں کہ اگر لڑائی سے ہٹ کر نماز پڑھے تو دشمن قتل کر دے گا یا مثلاً نہر یا دریا کا بند ٹوٹ جائے اور اس کے بند کرنے میں لوگ مشغول ہوں یا آگ لگ جائے اور اس کے بجھانے میں لوگ مشغول ہوں تو ایسے مواقع پر ان نمازوں کو بھی جمع کیا جاسکتا ہے جن کو امن کی حالت میں جمع نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ آفات ملک اور قوم اور شہر کی تباہی کا موجب ہوتی ہیں اس صورت میں بھی ان نمازوں کو جو عام طور پر جمع نہیں ہوسکتیں جمع کرنا جائز ہے کہ کوئی شخص بیہوش ہو جائے اور اس وقت ہوش آئے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے مثلاً عصر کی نماز کے وقت بیہوش ہو اور عشاء کے وقت ہوش آئے تو عصر اور مغرب جمع کر کے پڑھ لے۔ رسول کریم ﷺ نے ایک جنگ کے موقعہ پر ظہر، عصر مغرب اور عشاء جمع کیں گو ان مجبوریوں کی وجہ سے جو اوپر بیان ہوئیں ان نمازوں کا جمع کرنا بھی جائز ہے جو عام طور پر جمع نہیں کی جاسکتیں لیکن جو نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی جائے اسے دوسرے موقعہ پر پڑھنا جائز نہیں یعنی وہ نماز کے طور پر قبول نہ ہوگی اس کا علاج صرف توبہ اور استغفار ہے ہاں بھول اور نسیان کے سبب سے یا سوتے رہنے کی وجہ سے جو نماز چھوٹ جائے جب بھی یاد آجائے یا آنکھ کھلے اس کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ ممنوع وقت نہ ہو جیسے سورج نکل رہا ہو تو سو کر اٹھنے والا انتظار کرے اور جب سورج پوری طرح نکل چکے تو اس وقت نماز ادا کرے۔

ان نمازوں کے علاوہ ایک جمعہ کی نماز ہے جو جمعہ کے دن ظہر کے وقت پڑھی جاتی ہے اس دن ظہر کی نماز نہیں پڑھی جاتی جمعہ کی نماز سے پہلے امام خطبہ پڑھتا ہے جس میں حسب موقعہ کسی ...... مسئلہ یا ...... کی کسی ضرورت کے متعلق وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اس کے بعد وہ دو رکعت نماز پڑھاتا ہے جس میں برخلاف ظہر کی نماز کے سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کا حصہ بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے وقت مقتدی ساتھ ساتھ سورۃ فاتحہ کے الفاظ منہ میں آہستہ طور پر دہراتے جاتے ہیں اور دوسری قراءت کے وقت صرف کلام الٰہی سنتے ہیں۔

اس کے علاوہ دو اور نمازیں ہوتی ہیں ایک رمضان کے بعد کی عید کی نماز اور ایک حج کے موقعہ کی عید کی نماز۔ رمضان کے بعد کی عید پہلی شوال کو ہوتی ہے اس میں دو رکعت ہوتی ہیں اور سورۃ فاتحہ اور تلاوت بلند آواز سے امام پڑھتا ہے اور حج کے موقعہ کی عید حج کے دوسرے دن دسویں ذی الحجہ کو ہوتی ہے اس میں بھی دو رکعتیں ہوتی ہیں اور امام سورۃ فاتحہ اور مزید حصہ قرآن کریم کا بلند آواز سے پڑھتا ہے۔

یہ دونوں نمازیں دن کے ابتدائی حصہ میں ہوتی ہیں روزوں کے بعد کی عید جسے عیدالفطر کہتے ہیں ذرا دیر سے پڑھی جاتی ہے اور حج کے بعد کی جسے عیدالاضحیہ کہتے ہیں ذرا سویرے پڑھی جاتی ہے۔

ان دونوں نمازوں کے ساتھ بھی خطبہ ہوتا ہے مگر جمعہ کے خطبہ کے برخلاف ان عیدوں میں خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے ان دونوں نمازوں سے پہلے اقامۃ نہیں کہی جاتی۔

ان نمازوں کے علاوہ ایک ضروری نماز جنازہ کی نماز ہے یہ فرض کفایہ ہے یعنی جب کوئی ...... فوت ہو اور کچھ ...... اس کا جنازہ پڑھ لیں تو سب کی طرف سے فرض کا ادا ہونا سمجھ لیا جاتا ہے اور اگر کسی ...... کی نماز جنازہ کوئی ...... بھی ادا نہ کرے تو سب ...... جن کو علم ہوا اور وہ شامل نہ ہوئے مجرم سمجھے جاتے ہیں گویا جنازہ کی ادائیگی انفرادی ذمہ نہیں بلکہ قومی ذمہ واری ہے۔

جنازہ کی نماز میں دوسری نمازوں کے برخلاف رکوع اور سجدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے سب حصے کھڑے کھڑے ادا کئے جاتے ہیں۔

(بخاری جلد اول باب فی الجنائز باب سنۃ الصلوۃ علی الجنائز)

اور یہ جنازہ کی نماز میت کو سامنے رکھ کر پڑھائی جاتی ہے اور یہی وجہ اس میں رکوع اور سجدہ نہ ہونے کی ہے کیونکہ میت کے سامنے پڑے ہونے کی وجہ سے لوگوں کو دھوکا لگ سکتا ہے کہ یہ رکوع اور سجدہ اس میت کو کیا جارہا ہے اور ایسی لاش جو کسی بزرگ کی ہو اس کا جنازہ پڑھتے ہوئے کئی کمزور طبائع خود بھی اس خیال میں مبتلا ہوسکتی ہیں پس نماز جنازہ سے رکوع اور سجدہ کو اڑا دیا گیا تا شرک کا قلع قمع ہو۔

اس نماز کے چار حصے ہوتے ہیں امام قبلہ رو کھڑا ہو کر بلند آواز سے سینہ پر ہاتھ باندھ کر تکبیر کہہ کر اس نماز کو شروع کرتا ہے اس نماز سے پہلے اقامۃ نہیں کہی جاتی۔ پہلی تکبیر کے بعد منہ میں آہستہ آواز سے امام اور مقتدی اپنے اپنے طور پر سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں اس کے بعد امام پھر بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے اور بغیر رکوع میں جانے کے اسی طرح کھڑے ہوئے منہ میں آہستہ آواز سے درود پڑھتا ہے اور مقتدی بھی اپنے اپنے طور پر ایسا ہی کرتے ہیں اس کے بعد امام پھر تکبیر کہتا ہے اور اسی طرح کھڑے کھڑے میت کی بخشش کے لئے اگر وہ بالغ ہو دعا کرتا ہے اسی طرح دوسرے ....مردوں عورتوں بڑوں چھوٹوں سب کے لئے عموماً اور میت کے پسماندگان کے لئے خصوصاً دعا کرتا ہے اور مقتدی بھی یہی کام کرتے ہیں میت نابالغ ہو تو اس کے ماں باپ کے صبر اور نعم البدل کے لئے دعا کی جاتی ہے اور اس امر کے لئے کہ مرنے والے کو خدا تعالیٰ اس کے رشتہ داروں کے لئے اگلے جہان میں رحمت اور بخشش کا ذریعہ بنادے بعض مقررہ دعاؤں کے علاوہ اپنے طور پر اپنی زبان میں بھی دعا کی جاسکتی ہے اور کی جاتی ہے اس کے بعد امام پھر بلند آواز سے تکبیر کہتا اور تھوڑے سے وقفہ کے بعد سلام پھیر کر نماز کو ختم کر دیتا ہے۔

بعض اور قسم کی نمازیں بھی .... میں ہیں مثلاً استسقاء کی نماز جو قلت باراں اور خطرہ قحط کے وقت میں پڑھی جاتی ہے کسوف وخسوف کے موقعہ کی نماز صلوٰۃ الحاجۃ یعنی کسی بڑی مصیبت کے دور ہونے کے لئے یا دور ہونے پر شکریہ کے طور پر یہ نماز پڑھی جاتی ہے مگر یہ نمازیں چونکہ کبھی کبھی ادا ہوتی ہیں میں ان کے بارہ میں اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتا فقہ کی کتابوں میں ان کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

تمام باجماعت ادا ہونے والی نمازوں کے لئے حکم ہے کہ امام آگے کھڑا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے اتنے اتنے فاصلہ پر صفیں باندھ کر کھڑے ہوں کہ سب آسانی سجدہ کر سکیں صفوں کو درست کرنے پر رسول کریم ﷺ خاص طور پر زور دیتے تھے۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی اقامۃ الصفوف) قرآن کریم سے بھی اس بارہ میں استدلال ہوتا ہے۔

نماز میں سجدہ اور قعدہ کے علاوہ باقی سب حصے کھڑے ہو کر ادا کئے جاتے ہیں لیکن بیمار کے لئے بیٹھ کر اور بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

نماز کے وقت ادھر ادھر دیکھنا نظر پھرانا بات کرنا یا نماز سے باہر والے کی بات کی طرف توجہ کرنا اور اسی قسم کے اور کام جو نماز کے فعل میں خلل ڈالیں منع ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الالتفات فی الصلوۃ و باب النظر فی الصلوۃ و باب تشمیت العاطس فی الصلوۃ) بلاوجہ کھانسنا ادھر ادھر ہلنا بھی ناجائز ہے یہ حکم پہلی تکبیر سے لے کر سلام تک کے وقت کے لئے ہے۔

جب نماز ایسے خوف کے وقت پڑھی جائے کہ نماز پڑھی تو جاسکتی ہو لیکن پورے اطمینان سے نہ پڑھی جاسکتی ہو جیسے مثلاً جنگ کا میدان ہو اور عملاً لڑائی نہ ہو رہی ہو لیکن دشمن حملہ کی تیاری میں ہو یا حملہ کا خوف ہو تو اس صورت میں کئی طرح نماز میں تخفیف جائز ہے ایک مسنون طریق یہ ہے کہ ایک حصہ امام کے ساتھ دو رکعتیں ورنہ زیادہ خطرہ ہو تو ایک رکعت ادا کرے دوسرا حصہ دشمن کی طرف منہ کر کے کھڑا رہے جب پہلا حصہ ایک یا دو رکعت جیسا بھی موقع ہو ختم کرے تو جو حصہ کھڑا تھا وہ امام کے پیچھے آجائے اور پہلا پیچھے ہٹ کر دشمن کی طرف منہ کر کے کھڑا رہے اگر دشمن قبلہ کی طرف ہو تو بہرحال سب کا منہ ایک ہی طرف ہوگا۔

(مسلم جلد اول کتاب الصلوۃ باب صلوٰۃ الخوف)

اس نماز کی مختلف صورتیں ہیں جو گیارہ تک پہنچتی ہیں اور خطرہ کی مختلف حالتوں کے مطابق ہیں اس جگہ ان سب کے بیان کا موقعہ نہیں خلاصہ یہ ہے کہ نماز باجماعت کا حکم خطرہ جنگ کی صورت میں مختلف حالات کے ماتحت بدل جائے گا اور موقعہ کے مناسب ان مختلف صورتوں کے مطابق جو رسول کریم ﷺ سے ثابت ہیں بدلتا رہے گا اس نماز کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ نساء رکوع 15 میں آتا ہے۔

اس کے علاوہ جب خطرہ شدید ہو اور سواری پر یا پیدل دوڑ کر دشمن کے مقابلہ کے لئے جانا پڑے یا پیچھے ہٹنا پڑے تو سواری پر ہی یا دوڑتے ہوئے بھی نماز جائز ہے اور اسے جلدی جلدی ادا کرنے کی بھی اجازت ہے اس کا ذکر بھی سورۃ نساء کے رکوع 15 میں آتا ہے۔

نماز قبلہ رخ ہو کر پڑھی جاتی ہے یعنی جہاں بھی کوئی ہو کعبہ کی طرف منہ کر کے جو کہ مکہ مکرمہ میں ہے کھڑا ہوتا ہے اس طرح تمام دنیا کے........... کی توجہ ایک مرکز کی طرف جمع ہو جاتی ہے یہ کعبہ کی طرف منہ کرنا اس لئے نہیں کہ .... نے کعبہ کو کوئی خدائی صفت دی ہے بلکہ جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے اور اسی سورۃ میں آگے آئے گا ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ کسی نہ کسی کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے کا حکم باجماعت نماز کے لئے ضروری تھا اگر کوئی خاص جہت مقرر نہ کی جاتی اور صفوں میں کھڑے ہو کر ایک جگہ پر لوگ نماز نہ پڑھ سکتے کسی کا منہ کس طرف ہوتا اور کسی کا کسی طرف تو نماز جماعتی عبادت کس طرح بنتی؟ پس جب جماعتی عبادت کے لئے کسی نہ کسی طرف منہ کرنا ضروری تھا تو اللہ تعالیٰ نے .... کے لئے خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دے دیا جس کی نسبت اسلام کا دعویٰ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا یہی ہے (آل عمران آیت 96) یہ گھر حضرت ابراہیمؑ سے بھی پہلے کا بنا ہوا ہے۔

مگر حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کسی وقت منہدم ہو گیا تھا جس پر خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لڑکے اسماعیل کی مدد سے اسے دوبارہ بنایا (بخاری جلد 2 کتاب بدالخلق باب یزفون النسلان فی المشی) حضرت اسمٰعیل ابھی بچہ ہی تھے کہ انہیں اور ان کی والدہ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مقام کی خدمت میں اور اس میں ذکر الٰہی جاری رکھنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ مکہ میں چھوڑ گئے تھے۔(بخاری جلد 2 کتاب بدالخلق باب یزفون النسلان فی المشی) اور اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی تھی کہ کسی وقت یہ مقام تمام سچے پرستاروں کا مرکز ہوگا (سورۃ بقرہ آیت 125 وحج آیت 26) چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی پوری کی (سورۃ بقرہ آیت 129 وسورۃ جمعہ آیت 2) اس لئے اسی مقام کو مسلمانوں کے ظاہری اجتماع کا مرکز بنایا گیا۔ تا انہیں ہمیشہ وہ فرض یاد رہے جو ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے جماعت .... کے قیام کی غرض کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔

اس کا ثبوت کہ کعبہ عبادت کا حصہ دار نہیں صرف اجتماع کا ذریعہ ہے یہ ہے کہ جب چلتی ہوئی کشتی یا کسی دوسری سواری میں نماز ادا کرنی پڑے تو ایک دفعہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کر لینا کافی ہوتا ہے اس کے بعد سواری کا منہ کدھر بھی ہو جائے نماز میں خلل نہیں پڑتا (ترمذی جلد اول ابواب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ و ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التطوع علی الراحلۃ) اور جب کعبہ کی طرف کا علم نہ ہو سکے تو نماز معاف نہیں ہو جاتی بلکہ جدھر منہ کر کے بھی نماز پڑھ لی جائے جائز ہے بلکہ ضروری ہے کہ نماز پڑھے خواہ کدھر ہی منہ کر کے نماز پڑھے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الرجل یصلی لغیر القبلۃ فی الغیم)

اگر وضو اور تیمّم دونوں نہ کر سکے تو اس صورت میں بھی میرے نزدیک نماز ادا کر سکتا ہو تو ادا کر لے جیسے مثلاً جہاز غرق ہو جائے اور کوئی شخص لائف بلٹ پہن کر سمندر میں کود پڑے اور عرصہ تک اسے بچانے والا کوئی نہ آئے تو نہ یہ وضو کر سکے گا نہ تیمّم۔ اس سورۃ میں اس کا اشارہ کے ساتھ ہی نماز پڑھ لینا درست ہوگا اور جن فقہاء کے نزدیک اس طرح پانی میں ہونا وضو ہی کا مترادف ہے ان کے خیال کی رو سے تو اس کا وضو ہی ہو گا کیونکہ وضو والے سب اعضاء دھل چکے ہوں گے۔

نماز کی شکل میں حکمت

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جو قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعدہ مقرر کئے گئے ہیں یہ ایک رسمی سی بات ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان ہیئتوں کے اختیار کرنے میں خاص حکمتیں ہیں جو نماز کی تکمیل کے لئے ضروری ہے اور نماز کا ان پر مشتمل ہونا اسے ایک رسمی عبادت نہیں بناتا۔ ان ہیئتوں پر اس کا مشتمل ہونا اسے روحانیت کے لئے مکمل بناتا ہے اصل بات یہ ہے کہ انسانی بناوٹ اس قسم کی ہے کہ جسم کا اثر روح پر اور روح کا اثر جسم پر پڑتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جو رونی صورت بنائے اس کی آنکھوں میں کچھ دیر کے بعد آنسو آ جاتے ہیں اور دل بھی غمگین ہو جاتا ہے اور جس غمگین آدمی کے پاس بیٹھ کر لوگ ہنسیں اور اسے ہنسائیں تھوڑی دیر کے بعد اس کے دل پر سے غم کا اثر کم ہونے لگتا ہے اور اس کے الٹ یہ بھی ہوتا ہے کہ دل کے غم اور خوشی کا اثر انسان کے چہرہ اور دوسرے اعضاء پر پڑتا ہے حتیٰ کہ بعض دفعہ ایک رات کے صدمہ سے بعض لوگوں کے بال تک سفید ہو گئے ہیں اس طبعی قانون کے مطابق ...... نے عبادت الٰہی میں چند جسمانی افعال بھی شامل کئے ہیں تاکہ وہ ظاہری ہیئتیں جو ادب کا اظہار کرتی ہیں اس کے باطن میں بھی اسی قسم کا جذبہ پیدا کر دیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ادب اور احترام کے اظہار کے لئے مختلف اقوام نے مختلف شکلوں کو اختیار کیا ہے بعض قوموں میں ادب کے اظہار کا طریق یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کے سامنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعض قوموں میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا ادب کے اظہار کی علامت ہے بعض میں رکوع کی طرح جھک جانا ادب کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور بعض قوموں میں سجدہ کے طور پر گر جانا ادب کے انتہائی اظہار کے لئے علامت مقرر کیا گیا ہے اور بعض قوموں میں گھٹنوں کے بل بیٹھنا انتہائی ادب کے لئے علامت قرار دیا گیا ہے چنانچہ اسی وجہ سے مختلف اقوام میں عبادت کے وقت ان مختلف صورتوں کو اختیار کیا جاتا ہے ایرانی لوگ اپنے بادشاہ کے سامنے جسے وہ خدا تعالیٰ کا مظہر قرار دیتے تھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح بعض حالات میں وہ ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہوتے تھے مغربی ممالک میں گھٹنوں کے بل گرنے کو انتہائی تذلل کا مقام سمجھا جاتا ہے ہندوستان میں رکوع کی طرح جھکنا ادب کے اظہار کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح اپنے قابل تحریم بزرگوں اور بتوں کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے .... چونکہ سب دنیا کے لئے ہے اس نے اپنی عبادت میں ان سب طریقوں کو جمع کر دیا ہے تاکہ ہر قوم کے لوگوں کے دلوں میں اس طریق عبادت سے وہ خشیت پیدا ہو جو عبادت میں پیدا ہونی چاہئے کیونکہ ایک تو اپنی قومی عادت کے ماتحت وہ اس خاص ہیئت سے زیادہ متاثر ہوں گے دوسرے اپنی قلبی کیفیت کے ماتحت وہ ان مختلف ہیئتوں سے موقعہ کے مناسب زیادہ متاثر ہوں گے کیونکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ انسان کے اندر جو مختلف تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ان کے ماتحت وہ کبھی تو شدت محبت اور شدت ادب کے وقت جھک جاتا ہے کبھی دوزانو ہو جاتا ہے کبھی سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور کبھی سجدہ میں گر جاتا ہے پس اس کے قلب کی جو بھی کیفیت ہوگی اس کے مطابق ہیئت کے وقت اس کے قلب میں جوش پیدا ہو جائے گا اور وہ اپنی عبادت سے پورا فائدہ اٹھا سکے گا۔

علاوہ طبعی کیفیت کے مختلف جسمانی کیفیتوں کے ماتحت بھی ان مختلف حرکات کا اثر انسانی دل پر مختلف پڑتا ہے مثلاً ایک نزلہ کا مریض سجدہ میں تکلیف پاتا ہے اور اس حالت میں اسے پورا جوش نہیں آتا لیکن کھڑے ہونے یا قعدہ کی حالت میں اسے پورا جوش دعا کے لئے پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ وہ ہیئت اس کی صحت کے زیادہ مطابق ہوتی ہے مگر ایک دوسرا آدمی جس کی مثلاً لاتوں میں ضعف محسوس ہو رہا ہو سجدہ میں زیادہ جوش پاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ .... نے چونکہ عبادت کو ایک اجتماعی فعل قرار دیا ہے اور چونکہ اس نے سب قوموں کو جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اس لئے اس نے اپنی عبادت میں ان تمام ہیئتوں کو جمع کر دیا ہے جن کے ذریعہ مختلف اقوام کو ادب ومحبت کے اظہار کی عادت ہے اور جو مختلف حالتوں میں مختلف انسانوں کے دل میں عقیدت اور ادب کے جذبات کو ابھار دیتی ہیں اور اس کی نماز ایسی جامع اور کامل ہے کہ اور کسی مذہب کی نماز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ...... نے اجتماعی نمازوں کا حکم دیا ہے کیونکہ جب مختلف استعدادوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں تو ایک دوسرے کے قلب کی حالت کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے اور کمزور قوی کی قوت ایمان کو اپنے دل پر تاثیر ڈالتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

چونکہ کبھی کبھی انسان کے دل میں خلوت میں عبادت کا جوش بھی پیدا ہوتا ہے اس لئے...... نے فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جیسا کہ تہجد کی نماز ہے اور اس طرح انسان کی مخصوص ضرورت کو بھی پورا کر دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ .... نماز ان تمام طریقوں کی جامع ہے جو مختلف اقوام کے دلوں میں اس کیفیت کو پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے چلے آئے ہیں جو عبادت کے لئے ضروری ہے اور اس میں ہر قوم ہر فرد کی قلبی حالت کو درست کرنے اور عبادت کا سچا جذبہ پیدا کرنے کی قوت موجود ہے اور جن ظاہری ہیئتوں کا اختیار کرنا نماز میں لازمی قرار دیا گیا ہے ان سے نماز کی عظمت میں کمی نہیں آتی بلکہ وہ ان کے ذریعہ سے مکمل ہوتی ہے اور دوسری عبادات پر اسے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

ان ظاہری افعال کے علاوہ .... نماز اللہ تعالیٰ کی تسبیح تحمید اور تعظیم کے ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو سنگدل سے سنگدل انسان کے دل کو بھی نرم کر دیتی ہے اور اس میں ایسی دعائیں رکھی گئی ہیں جو انسانی فکر کو بہت بلند کر دیتی ہیں اور اس کے مقاصد کو اونچا کر دیتی ہیں اور اس کے جذبات کو نیکی اور تقویٰ کے لئے ابھار دیتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ بھڑکا دیتی ہیں اور روحانی حصہ نماز کا وہی ہیں اور ان کا دوسری اقوام کی عبادات سے اگر مقابلہ کیا جائے تو دونوں میں وہی نسبت معلوم ہوتی ہے جیسے سورج کے مقابلہ پر مٹی کا ایک دیا اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ...... نے عبادت کو تمام ظاہری دلکشیوں سے خالی رکھا ہے نہ اس وقت گانا ہوتا ہے نہ باجا ہوتا ہے جیسا کہ عام طور پر دوسری اقوام کی اجتماعی عبادتوں میں ہوتا ہے بلکہ فقط سنجیدگی سے اللہ کے بندے اس کے حضور میں اپنی عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں اور اس کی محبت کی بھیک مانگتے ہیں اور باوجود اس کے کہ نماز ہفتہ میں ایک وقت ادا نہیں کی جاتی جیسا کہ اکثر مذاہب میں ہے بلکہ دن میں کم سے کم پانچ بار پڑھی جاتی ہے مگر پھر بھی اس بے دینی کے زمانہ میں بھی اس قدر...... پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں کہ دوسرے تمام مذاہب کے افراد ملا کر ہفتہ میں ایک دفعہ کی عبادت بھی اس تعداد میں ادا نہیں کرتے یہ نماز کی روحانی کشش کا ایک بیّن ثبوت ہے اور مشاہدہ اس پر گواہ ہے۔

دوسری عبادت گاہوں میں باجے بجتے ہیں گانے گائے جاتے ہیں آرام کے لئے کرسیاں اور صوفے مہیا کئے جاتے ہیں اور صرف ہفتہ میں ایک بار بلایا جاتا ہے لیکن لوگ ہیں کہ پھر بھی ان سے دور بھاگتے ہیں لیکن یقیمون الصلوٰۃ کے مخاطب سخت زمین پر سجدہ کرنے کے لئے پانچ وقت (بیوت الذکر) میں شوق سے جمع ہوتے ہیں اور بغیر کسی ظاہری دلکشی کے اور بغیر کسی مادی آرام کے سامان کے موجود ہونے کے وہ لذات اور سرور محسوس کرتے ہیں کہ دنیا کی سب نعمتیں اس کے آگے مات ہوتی ہیں اس مشاہدہ کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ (دینی) عبادت صرف چند ظاہری رسوم کا مجموعہ ہے اور اس میں روحانیت کی نسبت جسمانی ہیئتوں کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے علم النفس اس پر شاہد ہے اور تجربہ بتا رہا ہے کہ......عبادت کی ظاہری شکل صرف ایک برتن کی حیثیت رکھتی ہے ورنہ اس کا مغزہ تو وہ پُر معارف مضامین ہیں جو اس میں دہرائے جاتے ہیں اور وہ پُر شوکت دعائیں اور وہ پُر سوز التجائیں ہیں جو اس میں کی جاتی ہیں۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت کا حکم دینے سے کیا فائدہ۔ کیا وہ بندوں کی عبادت کا محتاج ہے تعظیم اور تکریم سے تو نادان انسان خوش ہوا کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی ذات کو تو اس سے ارفع ہونا چاہئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کا فائدہ یہ نہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی شان بڑھتی ہے بلکہ عبادت کی غرض اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایسا اتصال پیدا کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے نور کو اپنے اندر اخذ کر لے اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صرف انسان کے اندر وہ جذبہ نہیں پیدا کر سکتا جس سے وہ خدا تعالیٰ کی ذات میں اپنے آپ کو محو کرنے کی کوشش کرے ایسا جذبہ تو محبت کامل سے ہی پیدا ہو سکتا ہے اور محبت کامل محسن ہستی کے احسانوں کے کامل انکشاف سے پیدا ہوتی ہے اور نماز اس غرض کو پورا کرتی ہے کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی حقیقی شان کو سامنے لانا کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں اگر کہو کہ جو

انسان خداتعالیٰ کی محبت پیدا کرنا چاہے گا وہ خود ہی اپنے لئے اس کا موقع نکال لے گا اس کے لئے پانچ وقت کی نماز مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض قلت تدابیر سے پیدا ہوا ہے انسانی طبیعت اس قسم کی ہے کہ اگر باقاعدگی سے اسے اس کے مقصد کی طرف توجہ نہ دلائی جائے تو وہ سستی کرنے لگتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے کمزور اور قوی سب کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لئے نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ کمزور بھی قوی کے ساتھ مل کر ان مواقع کو پاتے رہیں جو ان کے دلوں اندر صفائی پیدا کریں اور قوی ایمان والوں کے دلوں سے نکلنے والی مخفی تاثیرات کو اپنے اندر جذب کر کے صفائی قلب پیدا کرسکیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز کا کیوں حکم دیا گیا ہے کہ حالانکہ اس زمانہ میں مشاغل اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اتنا وقت نمازوں کے لئے نکالنا مشکل ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر نماز کی غرض محبت الٰہی کی آگ بھڑکا کر اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے سہولت بہم پہنچانا ہے تو جس زمانہ میں مشاغل بڑھ جائیں اس زمانہ میں نماز کی ضرورت بڑھ جاتی ہے نہ کہ کم ہو جاتی ہے ظاہر ہے کہ جب مقصد کو بھلا دینے کے سامان کم ہوں گے اس وقت بار بار مقصد کی طرف توجہ دلانے کی اس قدر ضرورت نہ ہو جس قدر کہ اس وقت جب مقصد کو بھلا دینے کے سامان زیادہ ہوں پس اگر اس زمانہ میں دنیوی مشاغل بڑھ گئے تو نماز کی ضرورت بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اگر نماز صرف ایک اظہار عقیدہ کا ذریعہ ہوتا تو تب یہ اعتراض کچھ وزن بھی رکھتا مگر جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ نماز کی غرض صرف اقرار عبودیت نہیں بلکہ اس کی غرض تو انسانی نفس میں وہ استعداد پیدا کرنا ہے جس کی مدد سے وہ مادی دنیا سے اڑ کر روحانی عالم میں پہنچ سکے اور اس کا دماغ جسمانی خواہشات میں ہی الجھ کر نہ رہ جائے بلکہ اعلیٰ اخلاق کو حاصل کرے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان الصلوٰۃ.......... (العنکبوت ع:5) یعنی نماز صرف عبودیت کا اقرار نہیں بلکہ قلب انسانی کو جلا دینے والی شے ہے اور اس کی مدد سے انسان بدیوں اور بدکرداریوں سے بچتا ہے اور اس کا وجود بنی نوع انسان کے لئے مفید بنتا ہے اور وہ ملت وقوم کا ایک فائدہ بخش جزو ہو جاتا ہے پس جو عمل کہ یہ خوبیاں رکھتا ہو مادی اشغال کی کثرت کے زمانہ میں اس کی ضرورت کم نہیں ہوتی بلکہ بہت بڑھ جاتی ہے اور حق تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں بدامنی اور شورش اور نفسا نفسی اور قوموں کی قوموں پر چڑھائی کا اصل سبب یہی ہے کہ لوگ سچی عبادت میں کوتاہی کرنے لگے ہیں ورنہ اگر صحیح عبادت کا طریق لوگوں میں رائج ہوتا تو اس دنیا کو پیدا کرنے والے مہربان آقا سے اتصال کی وجہ سے بغض اور نفرت کی جگہ محبت اور ایثار اور قربانی جذبہ پیدا ہوتا۔ (تفسیر کبیر جلد اول ص109 تا120)

اسوۂ انسان کاملؐ حق بندگی اور حق عبادت کو کمال تک پہنچانے والا وجود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمہ تن عبادت تھی، آنکھوں کی ٹھنڈک نماز تھی

آپؐ لمبی نمازیں پڑھتے، طویل قیام فرماتے اور شکرگزاری کا حق ادا کرتے

محترم حافظ مظفر احمد صاحب

صحرائے عرب کی تاریک اور پرسکوت رات میں ہُو کا عالم طاری تھا۔ ہر طرف ایک سنّاٹا تھا۔ خانہ کعبہ کے پڑوسی اور وادی بطحا کے مکین رنگ رلیاں منا کر اور شراب کی محفلیں سجانے کے بعد خواب نوشیں میں مست پڑے سو رہے تھے عین اس وقت مکہ سے چند میل دور جنگل کے ایک پہاڑی غار میں ایک معصوم اور عابد و زاہد عربی نوجوان عبادت میں مصروف تھا۔ وہ اپنے رب کریم کے آستانہ پر سجدہ ریز ہو کر گریہ وزاری کر رہا تھا اور نہایت سوز و گداز کے ساتھ اس کے حضور میں التجا کرتا تھا "اے ہادی! اس جاہل قوم کو ہدایت دے!" عہد شباب میں ہی اس سعید نوجوان کو دنیا سے بے رغبتی ہو چکی تھی اور دنیا کی رعنائیاں اسے ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں۔

خلوت میں یاد الٰہی

اس سعادت مند نوجوان کو عبادت الٰہی سے انتہائی لگاؤ تھا۔ تنہائی کی دعاؤں میں وہ ایک خاص لطف اٹھاتا۔ دنیا سے الگ تھلگ ہو کر خشوع و خضوع کے ساتھ خدا کو یاد کرنے میں وہ ایک خاص سرور و لذت محسوس کرتا۔ وہ تن تنہا کچھ زادِ راہ ساتھ لے کر مکہ سے چند میل دور حرا نامی پہاڑی غار میں جا کر، معتکف ہو کر عبادت کیا کرتا۔ مہینوں وہ مکہ کی طرب خیز زندگی سے کنارہ کش رہتا۔ پھر جب زادِ راہ ختم ہو جاتی تو واپس آ کر اور زاد راہ ساتھ لے لیتا اور تنہائی میں جا کر مراقبہ کرتا۔ اللہ کو یاد کرتا۔ (بخاری بدء الوحی)

یہ پاک طینت اور نیک خصلت انسان درگاہِ الٰہی میں بار پا گیا۔

حرا سے اُتر کر سوئے قوم آنے والا یہ فخر عرب نوجوان ہادیٔ برحق، سید المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود باجود ہے جسے رب العزت نے خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا۔

عین عنفوان شباب میں جبکہ آرزوئیں اور تمنائیں جوبن پر ہوتی ہیں اور خواہشات کے ہجوم کا مقابلہ مشکل ہوتا ہے۔ محمد ﷺ دنیا سے بے رغبت ہو کر آبادی مکہ سے کوسوں دور ایک ویران پہاڑی غار حرا میں چلے جاتے۔ وہاں تنہائی میں غور و فکر کرتے۔ اللہ کو یاد کرتے۔

شہر مکہ کے طرب خیز اور پُر رونق ماحول کو چھوڑ کر ایک نوجوان کی اللہ کی یاد میں ایسی محویت، استغراق اور خلوت پسندی ایک غیر معمولی واقعہ تھا جسے مکہ والوں اور کم از کم آپ کے خاندان کے لوگوں نے تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھا۔ وہ سوچتے تھے کہ یہ عجیب انسان ہے جو دنیا کی دلچسپیوں سے بیزار ہے۔ عالم جوانی میں بھی بیوی بچوں اور گھریلو زندگی پر ویرانوں کو ترجیح دیتا ہے۔

عین جوانی میں حضرت محمدؐ دین ابراہیمی اور عربوں کے دستور کے مطابق سال میں ایک ماہ اعتکاف فرماتے تھے۔ عمر کے چالیسویں سال میں آپ رمضان کے مہینہ میں غار حرا میں اعتکاف فرما رہے تھے کہ پہلی وحی ہوئی۔ (ابن هشام)

نماز کی عبادت

جبریلؑ نے ابتدائی وحی کے بعد نبی کریم ﷺ کو وضو کر کے دکھایا اور اس کا طریق سکھا کر آپ کو نماز پڑھائی۔ آنحضرتؐ نے حضرت خدیجہ کو وضو کا طریق سکھا کر نماز پڑھائی جس طرح جبریلؑ نے آپ کو سکھایا تھا۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 ص 260,261 مطبوعہ مصر)

حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق آغاز میں نماز دو دو رکعت ہوتی تھی۔ مدینہ ہجرت کے بعد چار رکعت ہوگئی۔

(بخاری کتاب المناقب باب التاریخ من أین أرخو التاریخ: 3642)

آپؐ کو منصب نبوت عطا ہوا تو عبادت کی ذمہ داری اور بڑھ گئی۔ ارشاد ہوا۔

کہ جب تو دن بھر کی ذمہ داریوں سے فارغ ہو تو رات کو اپنے رب کے حضور کھڑا ہو جا اور اسکی محبت سے تسکین دل پایا کر۔ (الانشراح: 8,9)

مکی دور کے آغاز میں ہی حضرت جبریلؑ نے نبی کریم ﷺ کو پانچ نمازوں کی امامت کروا کے نماز کا طریق اور اوقات سمجھا دیئے تھے۔

(ترمذی کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی مواقیت الصلوۃ: 138)

فرضیت نماز کے روز اول سے لیکر تا دم واپسیں آپ نے پنج وقت نمازوں کی ادائیگی کے حکم کی تعمیل کا حق ایسا ادا کر کے دکھایا کہ خود خدا نے گواہی دی کہ آپؐ کی نمازیں، عبادتیں اور مرنا اور جینا محض اللہ کی خاطر ہو چکا ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(سورۃ الاعراف: 163,164)

رسول اللہؐ پر آغاز میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت علیؓ ہی ایمان لائے تھے کہ آپؐ نے ان کے ساتھ نماز باجماعت کی ادائیگی کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ پھر عمر بھر سفر و حضر، بیماری و صحت، امن و جنگ غرض کہ ہر حالتِ عسر و یسر میں اس فریضہ کی بجا آوری میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی۔

نبی کریم ﷺ ابتداءً کفار کے فتنہ کے اندیشہ سے چھپ کر بھی نماز ادا کرتے رہے۔ کبھی گھر میں پڑھ لیتے تو کبھی کسی پہاڑی گھاٹی میں۔ البتہ چاشت کی نماز علی الاعلان کعبہ میں ادا کرتے۔

(بخاری کتاب الوضوء باب اذا القی علی ظهرالمصلی قذر: 233)

دعویٰ نبوت کے بعد کفار مکہ آپؐ کو عبادت سے روکتے اور تکالیف دیتے۔ ظالموں نے ایک دن حالت سجدہ میں اونٹنی کی غلیظ نجاست سے بھری ہوئی بھاری بھر کم بچہ دانی رسول اللہ ﷺ کی پشت پر ڈال دی۔

(بخاری کتاب الصلوة باب المرأة تطرح عن المصلی شيئًا من الأذى: 490)

ایک بدبخت نے ایک دن رسولؐ اللہ کے گلے میں چادر ڈال کر مروڑنا شروع کیا اور گردن دبوچنے لگا۔ دم گھٹنے کو تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسے دھکا دیکر ہٹایا اور کہا "کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے"۔ مگر آپؐ عبادت سے کب باز آسکتے تھے۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ المومن 4441)

اہتمام نماز

یہ تو آپؐ کا روزانہ وشبانہ کا وہ معمول تھا جس میں آپؐ کی روح کی غذا تھی۔ ہر چند کہ امت کی سہولت کی خاطر رسول اللہؐ نے یہ رخصت دی کہ کھانا چنا جا چکا ہو تو کھانے سے فارغ ہو کر پھر نماز ادا کر لو۔ مگر اپنا یہ حال تھا کھانا کھاتے ہوئے بلالؓ کی آواز سنی کہ نماز کا وقت ہو گیا تو صرف اتنا کہا "اسے کیا ہوا اللہ اُسکا بھلا کرے"۔ (یعنی کھانا تو کھا لینے دیا ہوتا) مگر اگلے ہی لمحے وہ چھری جس سے بھنا ہوا گوشت کاٹ رہے تھے وہیں پھینک دی اور سیدھے نماز کیلئے تشریف لے گئے۔

(ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب فی ترک الوضوء مما مست النار: 160)

حضرت عائشہؓ آپؐ کا معمول یہ بیان فرماتی تھیں کہ بلال کی نماز کیلئے اطلاعی آواز پر آپؐ بلا توقف مستعد ہو کر اٹھتے اور نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

(بخاری کتاب الجمعہ باب من نام اول اللیل: 1078)

بیماری میں بھی نماز ضائع نہ ہونے دیتے۔ ایک دفعہ گھوڑے سے گر جانے کے باعث جسم کا دایاں پہلو شدید زخمی ہو گیا۔ کھڑے ہو کر نماز ادا نہ فرما سکتے تھے۔ بیٹھ کر نماز پڑھائی مگر باجماعت نماز میں ناغہ پسند نہ فرمایا۔

(بخاری کتاب المرضیٰ باب اذا عاد مریضاً: 5226)

سفر میں بھی نماز کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ روایات حدیث کے مطابق زندگی بھر میں صرف دو مواقع ایسے آئے کہ جن میں دو صحابہ کو آپ کی نیابت میں نماز پڑھانے کی نوبت آئی۔

ایک اس وقت جب آپؐ بنی عمرو بن عوف میں مصالحت کے لئے تشریف لے گئے۔ جیسا کہ ہدایت فرما گئے تھے تاخیر کی صورت میں کچھ انتظار کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کی درخواست پر نماز پڑھانی شروع کی۔ اتنے میں آپؐ تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور آپؐ نے خود امامت کروائی۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب التصفیق فی الصلوۃ)

دوسرا واقعہ وہ ہے جب ایک سفر میں آپ قافلے سے پیچھے رہ گئے تو حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے نماز فجر قضا ہونے کے اندیشہ سے شروع کروائی اور آپؐ پیچھے سے آ کر شامل ہو گئے۔ آپؐ نے بروقت

نماز ادا کرنے پر صحابہؓ سے اظہار خوشنودی فرمایا۔
(مسلم کتاب الصلاۃ باب تقدیم الجماعۃ: 640)

نبی کریمؐ نے غزوۂ بنو قریظہ کے موقع پر مدینہ سے یہود بنی قریظہ کے قلعوں کی طرف روانہ ہوتے ہوئے صحابہ کو یہ ہدف دیا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ جا کر ادا کی جائے۔
(بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی من الاحزاب: 3810)

یوں حالت سفر میں بھی نماز کی حفاظت کا پیشگی انتظام فرمادیا۔

رسول کریمؐ سفر میں جدھر سواری کا رخ ہوتا اسی طرف منہ کر کے نفل نماز سواری پر ادا فرمالیتے تھے۔
(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب ردّ السلام)

تاہم فرض نمازیں ہمیشہ قافلہ روک کر باجماعت قصر اور جمع کر کے ادا کرتے۔
(بخاری ابواب تقصیر الصلوۃ)

بارش کی صورت میں بعض دفعہ سواری کے اوپر بھی فرض نماز ادا کی ہے۔
(ترمذی کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی الصلوۃ علی الدابۃ فی الطین)

ایک سفر میں رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کرتے ہوئے بلالؓ کی ڈیوٹی فجر کی نماز میں جگانے پر لگائی گئی مگر ان پر نیند غالب آگئی۔ دن چڑھے سب کی آنکھ کھلی۔ فجر کی نماز میں تاخیر ہو چکی تھی۔ پریشانی کے عالم میں رسول اللہؐ نے اس جگہ مزید رکنا بھی پسند نہیں فرمایا جہاں یہ واقعہ ہوا اور آگے جا کر نماز ادا کی۔
(بخاری کتاب المواقیت الصلوۃ باب الاذان بعد ذھاب الوقت: 5609)

جنگ کے ہنگامی حالات میں بھی نماز کی حفاظت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ غزوہ بدر سے پہلے اپنی جھونپڑی میں نماز کی حالت میں گریہ وزاری کر رہے تھے اور تین سو تیرہ عبادت گزاروں کا واسطہ دے کر دراصل آپؐ نے دعاؤں کے ذریعہ اس کوٹھری میں ہی یہ جنگ جیت لی تھی۔

غزوۂ احد کی شام جب لوہے کے خود کی کڑیاں داہنے رخسار میں ٹوٹ جانے سے بہت سا خون بہہ چکا تھا۔ آپؐ زخموں سے نڈھال تھے اور ستر صحابہ کی شہادت کا زخم اس سے کہیں بڑھ کر اعصاب شکن تھا۔ اس روز بھی آپ بلالؓ کی نداء پر نماز کیلئے اسی طرح تشریف لائے جس طرح عام دنوں تشریف لاتے تھے اور دنیا نے قیام عبادت کا ایسا حیرت انگیز نظارہ دیکھا جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔
(فتوح العرب فی شروع الحرب ص 387)

غزوۂ احزاب میں دشمن کے مسلسل حملہ کے باعث ظہر و عصر کی نمازیں وقت پر ادا نہ ہو سکیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ وہی رسول خدا جو طائف میں دشمن کے ہاتھوں سے لہولہان ہو کر بھی ان کی ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔ نماز کے ضائع ہونے پر بے قرار ہو کر فرماتے تھے۔ خدا ان کو غارت کرے انہوں نے ہمیں نماز سے روک دیا۔ پھر رسول اللہؐ نے اصحاب کو اکٹھا کیا اور نمازیں ادا کروائیں۔
(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الاحزاب: 3802)

نماز باجماعت کا اہتمام اس قدر تھا کہ فتح مکہ کے موقع پر شہر کے ایک جانب مسجد الحرام سے کافی فاصلے پر قیام تھا۔ مگر باقاعدہ تمام نمازوں کی ادائیگی کے لئے حرم تشریف لاتے رہے۔

جنگوں کے دوران خطرے اور خوف کی حالت میں بھی آپؐ نے نماز نہیں چھوڑی بلکہ اس حال میں صحابہ کو اس طرح نماز پڑھائی کہ ایک گروہ دشمن کے سامنے رہا اور دوسرے نے آپؐ کے ساتھ نصف نماز ادا کی۔ پھر پہلے گروہ نے آکر نماز پڑھی۔ یوں آپؐ نے سبق دیا کہ موت کے بڑے سے بڑے خطرے میں بھی نماز ترک نہیں کی جاسکتی یہ رخصت دیدی کہ سواری پر یا پیدل یا چلتے ہوئے بھی اشارے سے نماز ادا کی جاسکتی ہے۔
(بخاری کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ باب قولہ عز وجل فان خفتم فرجالا: 4171)

آخری بیماری میں رسول کریمؐ تپ محرقہ کے باعث شدید بخار میں مبتلا تھے مگر فکر تھی تو نماز کی۔ گھبراہٹ کے عالم میں بار بار پوچھتے، کیا نماز کا وقت ہو گیا؟ بتایا گیا کہ لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ بخار ہلکا کرنے کی خاطر فرمایا کہ میرے اُوپر پانی کے مشکیزے ڈالو۔ تعمیل ارشاد ہوئی مگر پھر غشی طاری ہو گئی۔ ہوش آیا تو پھر پوچھا کہ کیا نماز ہو گئی؟ جب پتہ چلا کہ صحابہ انتظار میں ہیں تو فرمایا "مجھ پر پانی ڈالو" جس کی تعمیل کی گئی۔ غسل سے بخار کچھ کم ہوا تو تیسری مرتبہ نماز پر جانے لگے مگر نقاہت کے باعث نیم غشی کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ مسجد تشریف نہ لے جاسکے۔
(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاتہ: 4088)

بخار میں پھر جب ذرا افاقہ ہوا تو اسی بیماری اور نقاہت کے عالم میں دو صحابہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر، اُنکا سہارا لیکر رسول اللہؐ نماز پڑھنے مسجد گئے۔ حالت یہ تھی کہ کمزوری سے پاؤں زمین پر گھسٹتے جارہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آپؐ نے اُنکے بائیں پہلو میں امام کی جگہ بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ اور یوں آخر دم تک خدا کی عبادت کا حق ادا کر کے دکھادیا۔
(بخاری کتاب الاذان باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ: 624)

دنیا میں آپؐ کی آخری خوشی بھی نماز کی خوشی تھی جب آپ نے سوموار کے دن (جس روز دنیا سے کوچ فرمایا) فجر کی نماز کے وقت اپنے حجرے کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو صحابہ محو عبادت تھے۔ اپنے غلاموں کو نماز میں دیکھ کر آپ کا دل سرور سے بھر گیا۔ خوشی سے چہرے پر تبسم کھلنے لگا۔
(بخاری کتاب الاذان باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ: 639)

آپؐ نے سچ ہی تو فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ ایسے اہتمام سے ادا کی جانیوالی نمازیں محبت الٰہی اور خشوع وخضوع سے کیسی بھری ہوئی ہوتی ہوں گی

نماز تہجد

نبی کریم ﷺ کی فرض نمازیں نسبتاً مختصر ہوتی تھیں تاکہ کمزور، بیمار، بچے، بوڑھے اور مسافر کیلئے بوجھ نہ ہو لیکن آپ کی تنہا نفل نمازوں کی شان تو بہت نرالی تھی۔ فرماتے تھے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ بدستور اللہ کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا اس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ محبت الٰہی اور فنا فی اللہ کا یہ مقام آپؐ نے حاصل کر کے ہمیں خوبصورت نمونہ دیا۔

تہجد کی نماز رسول اللہؐ کی روح کی غذا تھی۔ فرماتے تھے کہ اللہ نے ہر نبی کی ایک خواہش رکھی ہوتی ہے اور میری دلی خواہش رات کی عبادت ہے۔
(المعجم الکبیر لطبرانی جلد 12 ص 84)

ابتدا میں آپؐ رات کے وقت تیرہ یا گیارہ رکعتیں (بمعہ وتر) ادا فرماتے اور آخری عمر میں کمزوری کے باعث نو رکعتیں پڑھتے رہے۔ اگر کبھی رات کو اتفاقاً آنکھ نہ کھلتی تو دن کے وقت بارہ رکعتیں ادا کر کے اس کی تلافی فرماتے۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب دو تہائی رات گزر چکی ہوتی تو آپؐ باآواز بلند فرماتے "لوگو! خدا کو یاد کرو زلزلہ قیامت آنیوالا ہے۔ اس کے پیچھے آنیوالی گھڑی سر پر ہے۔ موت اپنے سامان کے ساتھ آپہنچی ہے۔ موت اپنے سامان کے ساتھ آپہنچی ہے۔"
(ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب منہ: 2381)

رات کے وقت آپؐ کی نماز بہت لمبی ہوتی۔ نسبتاً لمبی سورتیں تلاوت کرنا پسند فرماتے۔ حضرت عائشہؓ سے رسول اللہؐ کی نماز (تہجد) کی کیفیت پوچھی گئی۔ آپؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ رمضان یا اس کے علاوہ دنوں میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ مگر وہ اتنی لمبی پیاری اور حسین نماز ہوا کرتی تھی کہ اس نماز کی لمبائی اور حسن وخوبی کے متعلق مت پوچھو! "یعنی میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے آپ کی اس خوبصورت عبادت کا نقشہ کھینچ سکوں"۔
(بخاری کتاب الجمعۃ باب قیام النبی بلیل فی رمضان)

نوجوان صحابہؓ کو رسول اللہؐ کی عبادت دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ رسول اللہؐ کے عم زاد اور حضرت میمونہؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔ "میں ایک رات رسول اللہؐ کے گھر ٹھہرا۔ نصف رات یا اس سے کچھ پہلے آپ بیدار ہوئے۔ چہرے سے نیند زائل کی۔ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں۔ پھر گھر میں لٹکے ہوئے مشکیزہ سے نہایت عمدہ طریق پر وضوء کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں جا کر دائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے مجھے کان سے پکڑ کر بائیں طرف کر دیا۔ آپؐ نے تیرہ رکعتیں ادا فرمائیں۔"
(بخاری کتاب الوضوء باب قراءۃ القرآن بعد الحدث)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رات کو عبادت کرنے کی توفیق ملی۔ آپؐ نے پہلے سورۃ بقرہ پڑھی۔ آپؐ کسی رحمت کی آیت سے نہیں گزرتے تھے مگر وہاں رک کر دعا کرتے اور کسی عذاب کی آیت سے نہیں گزرے مگر رک کر پناہ مانگی۔ پھر قیام کے برابر آپؐ نے رکوع فرمایا۔ جس میں تسبیح وتحمید کرتے رہے۔ پھر قیام کے برابر سجدہ کیا۔ سجدہ میں بھی یہی تسبیح دعا پڑھتے رہے۔ پھر کھڑے ہو کر آل عمران پڑھی۔ پھر اس کے بعد ہر رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔
(ابوداؤد کتاب الصلوۃ. باب فی الدعاء مایقول الرجل فی رکوعہ و سجودہ)

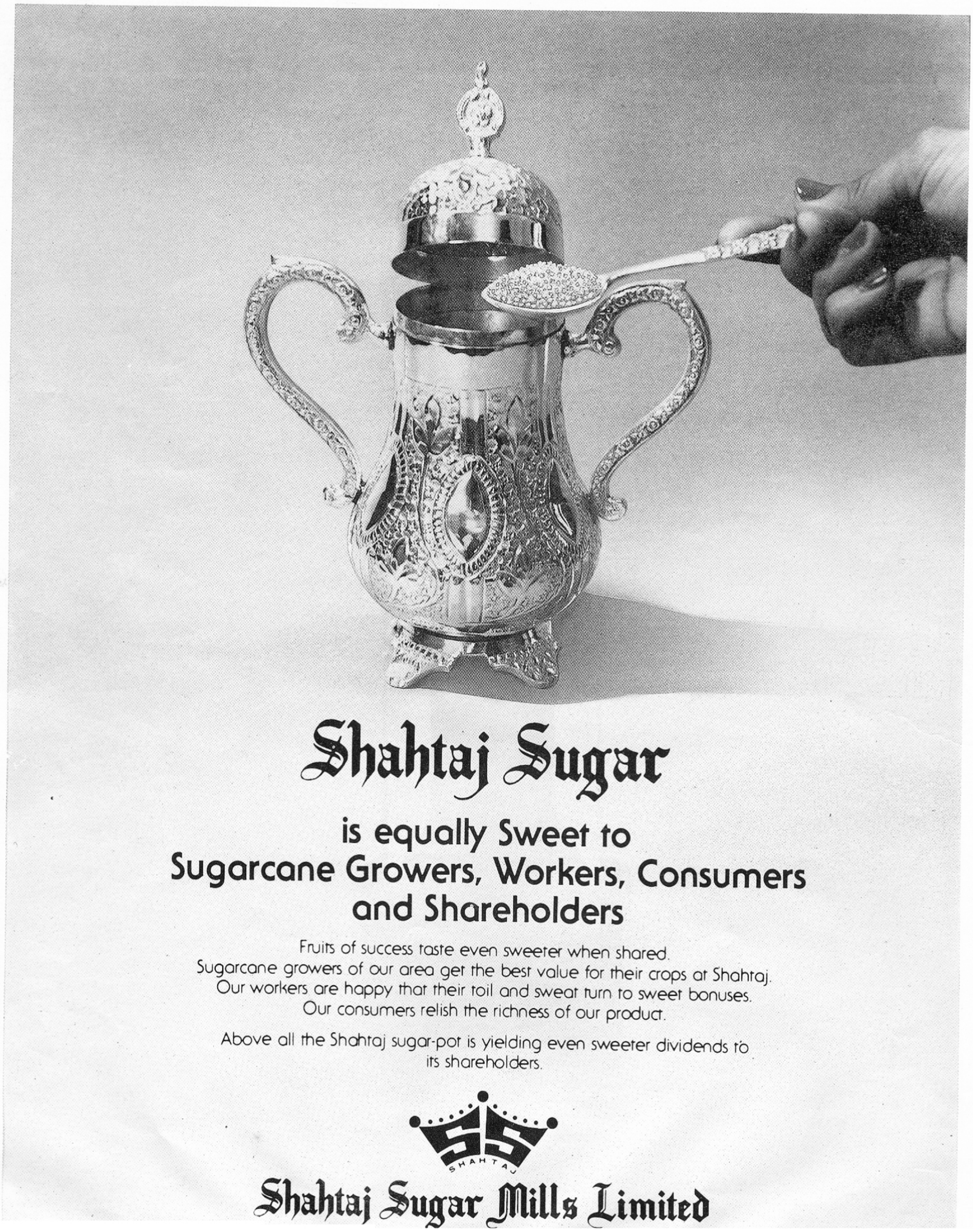
حضرت حذیفہ بن یمانؓ (رسول اللہؐ کے راز دان صحابی) فرماتے ہیں کہ انہوں نے رمضان میں ایک رات رسول اللہؐ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب نماز شروع کی تو آپؐ نے کہا
"اَللّٰہُ اَکْبَرُ ذُوالْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ"
یعنی اللہ بڑا ہے جو اقتدار اور سطوت کبریائی اور عظمت والا ہے۔

پھر آپؐ نے سورۃ بقرہ پڑھی، پھر رکوع فرمایا، جو قیام کے برابر تھا، پھر رکوع کے برابر وقت کھڑے ہوئے، پھر سجدہ کیا جو قیام کے برابر تھا۔ پھر دونوں سجدوں کے درمیان رَبِّ اغْفِرْلِیْ. رَبِّ اغْفِرْلِیْ 'میرے رب مجھے بخش دے کہتے ہوئے اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر سجدہ کیا تھا۔ دوسری رکعتوں میں آپ نے آل عمران، نساء، مائدہ، انعام وغیرہ طویل سورتیں تلاوت فرمائیں۔
(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب مایقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ: 740)

ام المؤمنین حضرت سودہؓ نہایت سادہ اور نیک مزاج تھیں، ایک رات انہوں نے بھی اپنی باری میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز تہجد ادا کرنے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ کے ساتھ جا کر نماز میں شامل ہوئیں، نامعلوم کتنی نماز ساتھ ادا کر پائیں۔ مگر اپنی سادگی میں دن کو رسول کریمؐ کے سامنے اس لمبی نماز پر جو تبصرہ کیا اس سے رسول اللہ بہت محظوظ ہوئے۔ کہنے لگیں "یا رسول اللہ! رات آپؐ نے اتنا لمبا رکوع کروایا کہ مجھے تو لگتا تھا جھکے جھکے کہیں مجھے نکسیر ہی نہ پھوٹ پڑے۔" رسول اللہ (جن کی ہر رات کی نماز ہی ایسی لمبی ہوتی تھی) ایک رات کی نماز پر یہ تبصرہ سن کر خوب مسکرائے۔
(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 7 ص 721)

حمد باری

یہ نمازیں بھی یاد الٰہی اور اللہ کی حمد سے خوب لبریز ہوتی تھیں اور اس پہلو سے اللہ کی حمد کرنے میں آپ کی ایک اور سبقت کی شان بھی کھل کر سامنے آتی ہے،



Plant: Mandi Bahauddin, phones:(0546)501147-49, Fax:(0546501768)
Email: shahtaj@polmail.com.pk
Head Office: 72/C-1 M.M Alam Road, Gulberg-III, Lahore 54660, Ph: (042) 5710482-84
Email: ssml@pol.com.pk Fax:(042) 5711904
Regd. Office: 19, West Wharf, Karachi Phone: (021)200146-50, Fax: (021)2310623
Email:khi-snl@shahnawazltd.com

جیسا کہ آپ کا نام ''احمد'' بھی تھا واقعی آپ اسم بامسمّٰی تھے۔ اللہ کی حمد وستائش روئے زمین پر اس شان سے کب ہوئی ہوگی جو آپ نے کر دکھائی۔

آپؐ اپنی نفل نماز کا آغاز تسبیح وتحمید سے کرتے اور اسکے لئے ایسے الفاظ کا انتخاب فرماتے کہ جن کو سوچ کر آج بھی روح وجد میں آجاتی ہے۔تسبیح وتحمید کے یہ نغمے اور ترانے جو کبھی حرا کی تنہائیوں میں الاپے اور کبھی مکہ اور مدینہ کی خلوتوں میں آپؐ نے اپنے محبوب حقیقی کے سوز وگداز میں ڈوبی کیا کیا سرگوشیاں کیں۔یہ تو احادیث کا ایک طویل باب ہیں۔آپ نماز تہجد کا آغاز ہی ''اللھم لک الحمد'' سے کرتے کہ سب تعریف تیرے لئے ہے پھر رکوع سے کھڑے ہوتے تو عرض کرتے:۔

''اے اللہ تیری اتنی تعریفیں کہ جن سے آسمان بھر جائے۔۔۔اور اتنی تعریفیں کہ زمین بھی ان سے بھر جائے۔۔۔اور اتنی حمد کہ آسمان وزمین کے بعد جو تُو چاہے وہ بھی بھر جائے۔۔۔اے تعریف اور بزرگی کے لائق!'' کوئی ہے جو اس ایک حمد سے ہی بڑھ کر کوئی حمد پیش کرسکے؟

بسا اوقات آپ ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔آپؐ اتنی دیر (نماز میں) کھڑے رہے کہ میں نے ایک بُری بات کا ارادہ کرلیا۔پوچھا گیا کہ کیا ارادہ تھا؟ فرمایا ''میں نے سوچا کہ رسول اللہؐ کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤں۔''

(بخاری کتاب الجمعہ باب طول القیام فی صلاۃ اللیل:1067)

اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ قرآن کریم کی ایک آیت ساری رات نماز میں پڑھتے رہے۔

حضرت ابو ذرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ ایک رات نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور ساری رات ایک ہی آیت قیام،رکوع اور سجود میں پڑھتے رہے۔یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی آیت تھی۔فرمایا ''یہ آیت:۔......

(المائدہ:119)

خدایا! اگر تو انہیں عذاب دینا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخشنا چاہے تو تو بہت غالب اور بڑی حکمتوں والا خدا ہے۔

(نسائی کتاب الافتتاح باب تردید الآیۃ:1000)

سبحان اللہ! خدا اور اس کے رسولؐ کے دشمن آرام کی نیند سو رہے ہیں اور خدا کا پیارا رسولؐ بے قرار ہوکر گڑگڑا کر بارگاہ ایزدی میں ان کی مغفرت کا ملتجی ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آخری عمر میں جب رسولؐ اللہ کے بدن میں کچھ مٹاپے کے آثار ظاہر ہوئے۔تو بیٹھ کر تہجد ادا کرتے اور اسمیں لمبی تلاوت فرماتے۔جب سورت کی آخری تیس یا چالیس آیات رہ جاتیں تو کھڑے ہوکر تلاوت کرتے پھر سجدے میں جاتے۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب اذا صلی قاعدا:1051)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:''آپ کچھ دیر سوتے پھر کچھ دیر اٹھ کر نماز میں مصروف ہوتے پھر سو جاتے پھر اُٹھ بیٹھتے اور نماز ادا کرتے۔غرض صبح تک یہی حالت جاری رہتی۔''

(بخاری کتاب التفسیر باب لیغفر لک اللہ:4460)

نماز میں خشوع

کبھی گھر کے لوگ سوجاتے تو آپؐ چپ چاپ بستر سے اٹھتے اور دعا ومناجات الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میری آنکھ کھلی تو آپ کو بستر پر نہ پایا۔سمجھی کہ آپ کسی اور بیوی کے حجرے میں تشریف لے گئے ہیں۔اندھیرے میں ادھر ادھر ٹٹولا تو دیکھا کہ پیشانی مبارک خاک پر ہے اور آپ سربسجود مصروف دعا ہیں۔اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔فرماتی ہیں ''یہ دیکھ کر مجھے اپنے شبہ پر ندامت ہوئی اور دل میں کہا۔سبحان اللہ! میں کس خیال میں ہوں اور خدا کا رسولؐ کس عالم میں ہے۔''

(نسائی کتاب عشرۃ النساء باب الغیرۃ)

رات کے وقت جب سارا عالم محوخواب ہوتا لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے۔آپؐ چپکے سے بستر چھوڑ کر بعض دفعہ سنسان قبرستان میں چلے جاتے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا میں مصروف ہوجاتے۔ایک دفعہ حضرت عائشہؓ تجسس کیلئے پیچھے گئیں تو آپؐ جنت البقیع میں کھڑے دعا مانگ رہے تھے۔اپنے رب سے محوراز و نیاز تھے۔حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں سوچا کہ خدا کا رسول تم پر ظلم کرے گا۔(یعنی میں آپ کی باری میں کہیں اور کیسے جاسکتا تھا) پھر فرمایا مجھے جبریلؑ نے آکر تحریک کی کہ اہل بقیع کی بخشش کی دعا کروں اور میں نے خیال کیا تم سوگئی ہو اور اس لئے جگانا نامناسب سمجھا۔

(نسائی عشرۃ النساء باب الغیرۃ)

حضرت عائشہؓ کی ایک اور روایت ہے کہ ایک رات میری باری میں باہر تشریف لے گئے۔کیا دیکھتی ہوں کہ ایک کپڑے کی طرح زمین پر پڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

(اے اللہ) تیرے لئے میرے جسم و جاں سجدے میں ہیں۔میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے۔اے میرے رب! یہ میرے دونوں ہاتھ تیرے سامنے پھیلے ہیں اور جو کچھ میں نے ان کے ساتھ اپنی جان پر ظلم کیا وہ بھی تیرے سامنے ہے۔اے عظیم! جس سے ہر عظیم بات کی اُمید کی جاتی ہے۔عظیم گناہوں کو تو بخش دے۔

(مجمع الزوائد ھیثمی جلد 128 مطبوعہ بیروت)

پھر فرمایا ''اے عائشہ! جبریل نے مجھے یہ الفاظ پڑھنے کیلئے کہا ہے تم بھی اپنے سجدوں میں یہ پڑھا کرو۔جو شخص یہ کلمات پڑھے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے بخشا جاتا ہے۔''

عبادت سے محبت

رسول کریمؐ کو اپنے رب کی عبادت ہر دوسری چیز سے زیادہ عزیز تھی۔اپنی عزیز ترین بیوی حضرت عائشہؓ کے ہاں نویں دن باری آتی تھی۔ایک دفعہ موسم سرما کی سرد رات کو ان کے لحاف میں داخل ہوجانے کے بعد ان سے فرماتے ہیں کہ عائشہ! اگر اجازت دو تو آج رات میں اپنے رب کی عبادت میں گزار دوں وہ بخوشی اجازت دیتی ہیں اور آپ ساری رات عبادت میں روتے روتے سجدہ گاہ تر کر دیتے ہیں۔

(الدرالمنثور فی تفسیر الماثور جلد 6 ص 27 مطبوعہ بیروت)

رسول کریمؐ کی نماز میں خشوع وخضوع کا یہ عالم ہوتا تھا کہ روتے ہوئے سینے سے ہنڈیا اُبلنے کی طرح آواز آتی تھی۔ (مسند احمد جلد 4 ص 26 مطبوعہ مصر)

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے بجا طور پر آپ کی یہ تعریف کی کہ

یَبِیْتُ یُجَافِیْ جَنْبَہٗ عَنْ فِرَاشِہٖ

کہ آپ اس وقت بستر سے الگ ہوکر رات گزار دیتے ہیں جب مشرکوں پر بستر کو چھوڑنا نیند کی وجہ سے بہت بوجھل ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الجمعہ باب فضل من تعارمن الیل: 1087)

رمضان میں عبادت کا اہتمام

آپ کی عبادات اور دعاؤں کا عام معمول تھا۔ رمضان کے مہینہ میں آپ کی عبادات میں بہت اضافہ ہوجاتا۔خصوصاً رمضان کے آخری عشرہ کے دورانِ اعتکاف میں تو بہت زیادہ عبادت کرتے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔''جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ کمر ہمت کس لیتے۔بیدار رہ کر راتوں کو زندہ کرتے ،خود بھی عبادت کرتے ،اہل بیت کو بھی جگاتے۔اس آخری عشرہ میں آپ اعتکاف بھی فرماتے''۔

(بخاری کتاب صلاۃ التراویح باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان:1884)

آنحضرتؐ سارا وقت خدا کے گھر میں بیٹھ کر یاد الٰہی اور عبادت میں مصروف رہتے۔حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول کریمؐ کچھ بیمار تھے۔صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج کچھ بیماری کا اثر آپ پر نمایاں ہے۔فرمانے لگے ''اس کمزوری'' کے باوجود آج رات میں نے طویل سورتیں نماز تہجد میں پڑھی ہیں۔ (الوفا باحوال المصطفٰے للجوزی ص511 بیروت)

صحابہ کرام رسول اللہؐ کی کثرت عبادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ اس قدر لمبی نمازیں پڑھتے اور اتنا طویل قیام فرماتے کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے۔آپؐ سے عرض کی گئی کہ اس قدر مشقت کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کی بخشش کا اعلان فرما کر آپ کو معصوم وبےگناہ قرار دے چکا ہے تو آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! کیا میں (اس نعمت پر) عبادت گزار اور شکر گزار انسان نہ بنوں؟

(بخاری کتاب التفسیر باب لیغفر لک اللہ ماتقدم:4459)

عبادت الٰہی کی خاطر آرام طلبی ہرگز پسند نہ تھی۔

ایک رات حضرت حفصہؓ نے آپ کے بستر کی چارتہیں کر دیں۔صبح آپؐ نے فرمایا ''رات تم نے کیا بچھایا تھا۔اسے اکہرا کر دو اس نے مجھے نماز سے روک دیا ہے۔''

(الشمائل النبویہ للترمذی باب ماجاء فی فراش رسول اللہ)

قرآن کی تلاوت بھی ایک عبادت ہے۔نبی کریمؐ کو تلاوت کلام پاک سے بھی خاص شغف تھا۔روزانہ سورتوں کی مقررہ تعداد عشاء کے وقت تلاوت فرماتے ،پچھلی رات بیدار ہوتے تو کلام الٰہی زبان پر جاری ہوتا۔(عموماً آل عمران کا آخری رکوع تلاوت فرمایا کرتے) رات کے وقت نماز میں نہایت وجد اور ذوق و شوق سے ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''کبھی پوری رات آپ قیام فرماتے۔سورہ بقرہ،آل عمران اور سورہ نساء تلاوت کرتے۔جب کوئی عذاب کی آیت آتی تو خدا سے پناہ طلب کرتے اور جب کوئی رحمت کی آیت آتی تو اس کے لئے دعا کرتے۔''

(نسائی کتاب الافتتاح باب مسألۃ القاری اذا مرّبآیۃ رحمۃ:999)

اگر رہ گئی نماز

لغزش بہت بڑی ہے اگر رہ گئی نماز
پُرسش بہت کڑی ہے اگر رہ گئی نماز

لذت جو تم کو دُور سے لگتی ہے رس بھری
بے حد گلی سڑی ہے اگر رہ گئی نماز

آسان ہے حساب نمازیں اگر درست
سولی وہاں گڑی ہے اگر رہ گئی نماز

رونا ہے، چیخنا ہے، پٹخنا ہے سر وہاں
لمبی ہی گڑبڑی ہے اگر رہ گئی نماز

بدبُو سے جس کی ناک پہ رکھ لیں سبھی رُومال
دُنیا وہ اوجڑی ہے اگر رہ گئی نماز

یہ لذتیں یہ مال یہ جاہ و جلال سب
کچرے کی اک دھڑی ہے اگر رہ گئی نماز

دنیا کے کارزار میں یہ تیری چوکڑی
اندھے کی چوکڑی ہے ، اگر رہ گئی نماز

شاپنگ کے شوق میں تُو نمازیں قضا نہ کر
دنیا میں کیوں گڑی ہے؟ اگر رہ گئی نماز

میچنگ کے چاؤ میں کئی گھنٹے گزر گئے
اور ضد پہ تُو اَڑی ہے ، اگر رہ گئی نماز

چھوٹی خطا نہ جان تُو ترکِ نماز کو
سب سے یہی بڑی ہے اگر رہ گئی نماز

یہ بارشوں کے لُطف یہ جھڑیاں وہاں نہیں
اشکوں کی اک جھڑی ہے اگر رہ گئی نماز

مانا تری کلائی پہ ہے قیمتی گھڑی
بے کار یہ گھڑی ہے اگر رہ گئی نماز

لذاتِ اُخروی کے مقابل پہ یہ جہاں
پل بھر کی پھلجھڑی ہے اگر رہ گئی نماز

اب شاعری کو چھوڑ دے عرؔشی نماز پڑھ
کس شغل میں پڑی ہے؟ اگر رہ گئی نماز

ارشاد عرؔشی ملک

براعظم یورپ کی چند بیوت الذکر



بیت الفضل لندن



بیت الذکر بریڈ فورڈ۔ یوکے



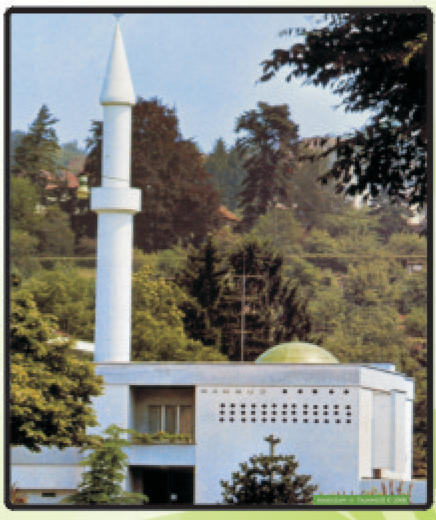
بیت فضل عمر جرمنی



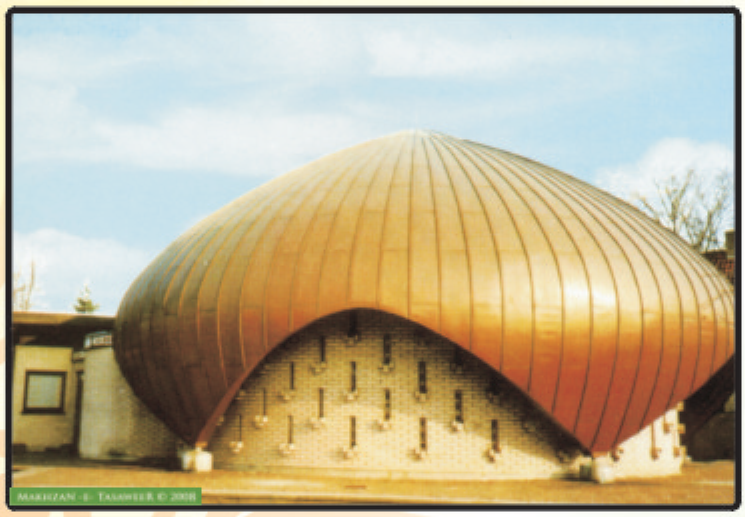
بیت نور ہالینڈ



بیت نور ناروے



بیت محمود سوئٹزرلینڈ



بیت نصرت جہاں ڈنمارک

براعظم افریقہ کی چند بیوت الذکر



بیت الذکر سالٹ پانڈ گھانا



مرکزی بیت الذکر سیرالیون



بیت فضل ماریشس



بیت الذکر سبا گیمبیا



بیت الذکر واگا ڈوگو برکینا فاسو



بیت الذکر اکرا گھانا



بیت سیرالیون



بیت طاہر ماریشس

انہوں نے شرابیں چھوڑ دیں اور اس کی لذت کو دعا کی لذت سے بدل دیا

صحابہ رسولؐ کا تعلق باللہ، ذوق عبادت، ذکر الٰہی اور دلگداز دعائیں

کتنے ہی سارنگی نواز رسولؐ اللہ کے طفیل خدائے رحمان سے ہم کلام ہو گئے

مکرم عبدالستار خان صاحب

صحابہؓ کا تعلق باللہ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ عالم روحانیت کے سراج منیر، مہر درخشاں اور نورٌ علی نور سید الانبیاء اور فخر المرسلین تھے۔ آپؐ کے نور کی تجلی جب آپ کے فدائی اور مخلص صحابہ پر ہوئی تو وہ آسمان روحانیت پر ستاروں کی مانند جگمگ جگمگ کرنے لگے۔ چنانچہ رسولؐ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم

کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی بھی پیروی کرو گے وہ تمہیں خدائے واحد و یگانہ کے راستہ کی طرف لے جائے گا۔

ان خوش نصیبوں کے سروں پر رضاء باری تعالیٰ کا حسین تاج سجایا گیا اور عرش کے خدا نے گواہی دی رضی اللّٰہ عنھم کہ خدا ان سے راضی ہو گیا۔

اللہ کا انتخاب

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد ﷺ کو منتخب فرمایا۔ پس آپ کو اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا یہ انتخاب اللہ نے اپنے علم کی بنا پر کیا۔ آپ کے انتخاب کے بعد پھر لوگوں پر نگاہ ڈالی تو بہترین عباد کو صحابہ کے طور پر انتخاب فرمایا اور ان کو رسول خدا ﷺ کے دین کے انصار اور اپنے نبی کے وزراء بنا دیا۔ (کنز العمال جلد 6 ص 318)

توحید سے عشق

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو ایک لشکر پر سردار بنا کر بھیجا۔ وہ صحابی اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو اپنی قراءت کو قل ھو اللّٰہ احد پر ختم کرتے۔ جب وہ لوگ واپس لوٹے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس اس بات کا ذکر ہوا تو رسولؐ اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ صحابہؓ نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا (میں اس لئے قل ھو اللّٰہ احد کے ساتھ ختم کرتا ہوں) کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت (احد) کا ذکر ہے اور میں اس کے پڑھنے کو محبوب رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو محبوب جانتا ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فی سورہ الاخلاص)

درس توحید

جب حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ان کے دلوں کو یقین نہیں آتا تھا کہ ان کا محبوب آقا جدا ہو گیا ہے۔ حضرت عمر تلوار لے کر لہرانے لگ گئے کہ جو کہے گا رسولؐ اللہ وفات پا گئے ہیں۔ میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔

سیدنا حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ رسولؐ اللہ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور کہا انا للہ...... اور مبارک پیشانی پر بوسہ دینے کے بعد بے اختیار منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ ہائے دوست رخصت ہو گیا۔ پھر سر جھکایا اور دوبارہ پیشانی کو بوسہ دے کر چہرہ مبارک ڈھانک دیا اور کہا آپ کی زندگی کیا اچھی تھی اور موت بھی کیا اچھی ہے۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اللہ کی قسم اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ وہ موت جو مقدر تھی ہو گئی۔ لیکن آپ کے مشن پر موت کبھی وارد نہیں ہو گی۔

اس کے بعد باہر تشریف لائے جہاں حضرت عمرؓ تلوار لہرا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جو رسولؐ اللہ کی وفات کا اعلان کرے گا اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ آپ نے بڑی جرأت و بہادری سے حضرت عمرؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ علیٰ رسلك عمر ٹھہر جاؤ۔ پھر صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمدؐ فوت ہو چکے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ نے فرمایا ہے وما محمد......

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاتہٖ)

سبحان اللّٰہ۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے توحید کا ہی درس دیا۔ جس توحید کے قیام کی خاطر رسولؐ اللہ تشریف لائے تھے اور اس راہ میں بیشمار دکھ و مصائب برداشت کئے تھے۔ یہ توحید باری تعالیٰ سے پیار کا ایسا واقعہ ہے جو ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔

توحید کی خاطر قربانیاں

صحابہ کرامؓ نے توحید باری تعالیٰ کی خاطر المناک مشکلات کو برداشت کیا۔ اس راہ میں جانیں قربان کیں۔ انہیں تیروں اور تلواروں سے شہید کیا گیا۔ صلیب پر اذیتیں دے کر راہ مولا میں قربان کر دیا گیا۔ عین دوپہر کے وقت مکہ کی تپتی ہوئی گرم ریت اور پتھروں پر گھسیٹا گیا۔ الٹا لٹکا کر نیچے آگ جلا دی گئی۔ لوہے کی زرہیں پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا۔ بھوک اور پیاس کی اذیتیں دی گئیں۔ شیر خوار بچوں کو دودھ سے محروم کیا گیا۔ سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ اموال اور جائیدادیں چھین لی گئیں۔ ماں باپ نے مسلمان بچوں سے جدائی اختیار کر لی۔ مسلمان ماؤں سے ان کے معصوم بچے جدا کر دیئے گئے۔ وطن سے بے وطن کر دیا گیا۔ مقدس حاملہ عورتوں کے حمل گرا دیئے گئے۔ عبادت گاہیں گرا دی گئیں۔ خدائے واحد کی عبادت کرنے سے روکا گیا۔

غرضیکہ روزانہ نئے ظلم و ستم ایجاد کئے گئے ہر رات نے ظلم تراشے۔ صبح و شام کو مصائب و آلام کی چکیوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ زندگی ہر گھڑی موت کا الارم سناتی تھی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم نے یہ سب دکھ مصائب اور تکالیف رب ذوالجلال کی خاطر خندہ پیشانی سے قبول کئے اور توحید کے علم کو بلند سے بلند تر کرتے چلے گئے۔

خدائے بزرگ و برتر نے ان شاندار قربانیوں کو بہت ہی پیار اور محبت کی نظر سے دیکھا اور شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ان بزرگ ہستیوں کو زندہ جاوید کر دیا۔ جن پر قومیں ابدالآباد تک فخر کرتی رہیں گی۔

رب ذوالجلال کی خاطر

ایک دن سرداران قریش نے مسجد حرام کے پاس حضرت نبی کریم ﷺ سے سوال و جواب کرنا شروع کر دیئے پھر پکڑ کر زدوکوب کرنے لگ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے شور و غل سنا اور دوڑے ہوئے آئے اور کہا۔

تمہارا برا ہو۔ اس عظیم انسان سے اس لئے لڑتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور یہ تمہارے پاس روشن دلائل لے کر آیا ہے۔

چنانچہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکرؓ کو مارنے لگ گئے۔ آپ کی بیٹی حضرت اسماء کہتی ہیں کہ ابا گھر آئے۔ آپ جب بالوں کی مینڈھی کو ہاتھ لگاتے تو وہ آپ کے ہاتھ میں آ جاتی اس پر بھی کوئی شکوہ نہ تھا۔ بلکہ فرماتے رہے۔ تبارکت یا ذوالجلال والاکرام۔

(استیعاب جلد 1 ص 343)

ذوق عبادت

رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے سے قبل لوگ بتوں کے پجاری تھے۔ ان کی پیشانی خدائے واحد کے سامنے کبھی نہ جھکی تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں ان کی ایسی کایا پلٹی کہ عبادت الٰہی ان کی محبوب غذا بن گئی ان کی پیشانی خدائے واحد و یگانہ کے حضور جھک گئی۔

صحابہ کرام کے پاک گروہ کے ہر فرد کے عشق الٰہی اور ذوق عبادت کے ایمان افروز واقعات سے کتب احادیث اور مستند تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ ازدیاد ایمان کے لئے صرف چند واقعات کا انتخاب اس التجاء کے ساتھ پیش خدمت ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان بزرگ ہستیوں کے ہر ذرہ وجود پر اپنی بیشمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا چلا جائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے نور سے منور ہونے کی ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

نماز سے قبل نیا وضو

نماز دین کا ستون۔ مومن کا معراج اور قرب الٰہی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اگر ہر نماز سے قبل نیا وضو کر لیا جائے تو بڑے ثواب کا باعث ہے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام کو نماز سے جو لگاؤ تھا اور محبت تھی اس کی وجہ سے بعض صحابہ اس بات کی خاص پابندی کیا کرتے تھے کہ ہر نماز سے قبل نیا وضو کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں کتب احادیث میں لکھا ہے کہ وہ ہر نماز سے قبل نیا وضو کیا کرتے تھے۔

(ابو داؤد کتاب الطھارہ)

نماز باجماعت

صحابہ کرامؓ جس مستعدی و سرگرمی کے ساتھ نماز

پنجگانہ ادا فرماتے تھے سخت سے سخت مصروفیت کی حالت میں بھی جب نماز کا وقت آتا تو صحابہؓ تمام کاروبار چھوڑ کر سیدھے مسجد کی طرف ادائیگی نماز کے لئے چلے جاتے۔

حضرت سفیان ثوری سے روایت ہے کہ صحابہ خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔لیکن فرض نمازوں کو ہر صورت میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں بازار میں تھا کہ نماز کا وقت آگیا۔تمام صحابہ دکانیں بند کر کے مسجد چلے گئے۔قرآن کریم کی یہ آیت رجال لاتلھیھم......انہی کے بارہ میں نازل ہوئی۔یعنی یہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت،خرید وفروخت خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ (فتح الباری جلد 4 ص 253)

سہارا لے کر آئے

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کو نماز با جماعت ادا کرنے کا اس حد تک شوق تھا کہ بیماری اور تکلیف کے باوجود یہ کوشش کرتے کہ نماز مسجد میں ادا کی جائے۔چنانچہ بعض صحابہ دوسروں کا سہارا لے کر مسجد پہنچتے اور نماز با جماعت ادا فرماتے۔

(نسائی کتاب الامامہ باب المحافظة علی الصلوة حیث ینادی)

بارش میں بھی

اگرچہ حضرت نبی کریم ﷺ نے یہ اجازت دی ہوئی تھی کہ بارش میں گھروں میں نماز پڑھ لی جائے لیکن آپؐ کے صحابہ کو حضور کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا اس قدر شوق اور لگن تھی کہ بعض صحابہ بارش والی رات میں گھروں سے اس لئے نکل پڑتے تا کہ رسولؐ اللہ کے ساتھ نماز ادا کرسکیں۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب مایقول اذا اصبح)

نماز با جماعت کا انتظار

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رات عشاء کی نماز با جماعت پڑھانے کے لئے دیر تک تشریف نہ لا سکے عورتیں اور بچے انتظار میں سوگئے تو حضرت عمرؓ نے حضور کو پکارا۔حضور تشریف لائے اور فرمایا۔ساری دنیا میں تمہارے سوا اور کہیں لوگ اس نماز کی انتظار میں نہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مدینہ کے سوا اور کہیں نماز نہیں ہوتی تھی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کسی کام کی وجہ سے عشاء کی نماز بہت دیر سے پڑھائی اور صحابہ انتظار میں بیٹھے رہے۔بعض کو نیند بھی آگئی۔آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تم لوگ نماز کی انتظار میں تھے گویا نماز ہی پڑھتے رہے۔یعنی نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہا۔

(بخاری کتاب مواقیت للصلوٰۃ)

نماز سے لگاؤ

محبوب سے محبوب چیز بھی اگر صحابہ کی نماز میں خلل انداز ہوتی تو وہ ان کی نگاہ میں مبغوض ہو جاتی۔

ایک دن حضرت ابوطلحہ انصاریؓ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی چونکہ باغ بہت گھنا تھا اور کھجوروں کی شاخیں باہم ملی ہوئی تھیں۔چڑیا ان میں پھنس گئی اور نکلنے کی راہ ڈھونڈنے لگی۔ان کو باغ کی شادابی اور اس کی اچھل کود کا یہ منظر بہت پسند آیا اور اس کو تھوڑی دیر دیکھتے رہے۔پھر نماز کی طرف توجہ کی تو یہ یاد نہ آیا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ کیا ہے۔فوراً حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ اس باغ کو صدقہ میں دیتا ہوں۔

اسی طرح ایک اور صحابی کے متعلق روایت ہے کہ وہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔فصل کا زمانہ تھا دیکھا تو کھجوریں پھل سے لدی ہوئی تھیں۔ان کو دیکھ کر نماز سے توجہ ہٹ گئی اور بھول گئے کہ کس قدر رکعتیں پڑھی ہیں۔نماز سے فارغ ہو کر سیدنا حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اس باغ کی وجہ سے میں فتنہ میں مبتلا ہوا ہوں۔اس لئے اس باغ کو صدقہ دیتا ہوں۔چنانچہ انہوں نے 50 ہزار پر اسے فروخت کر دیا۔ (مؤطا امام مالک کتاب الصلوٰۃ)

زخمی حالت میں نماز

سخت سے سخت تکلیف میں بھی صحابہ کرامؓ کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔جس دن حضرت عمرؓ کو زخم لگا اسی رات کی صبح لوگوں نے نماز فجر کے لئے جگایا تو بولے ہاں جو شخص نماز چھوڑ دے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔چنانچہ اسی حالت میں کہ زخم سے مسلسل خون جاری تھا نماز پڑھی۔

(بخاری ابواب صلوۃ الخوف باب الصلوۃ عند مناھضة العدو)

تلوار کے سایہ میں نماز

بزرگ صحابی حضرت خبیبؓ کو جب شہید کیا جانے لگا تو انہوں نے اپنے قاتلوں سے اجازت مانگی کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔بخاری میں روایت ہے کہ یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعت ادا کرنے کا طریق جاری کیا۔نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم کہو گے کہ گھبرا کر ایسا کر رہا ہے تو میں اور زیادہ خدا سے محو راز و نیاز ہوتا۔پھر یہ اشعار پڑھتے ہوئے اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئے۔

(ترجمہ) جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاؤں تو میں پرواہ نہیں کرتا کہ کس پہلو گرتا ہوں۔اگر خداوند تعالیٰ کو منظور ہوا تو میرے جسم کے ٹکڑوں میں بھی برکت دے دے گا۔

(استیعاب جلد 1 ص 168. سیر الصحابہ جلد سوم ص 311)

نماز قضا ہونے پر دکھ

اگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے نماز قضا ہو جاتی تو صحابہ کرام کو اس کا بہت دکھ اور تکلیف ہوتی۔غزوہ خندق میں کفار سے برسرپیکار ہونے کے باعث حضرت عمرؓ کی عصر کی نماز قضا ہوگئی تو آپ کو انتہائی رنج پہنچا اور کفار کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! سورج غروب ہو رہا ہے اور میں نے اب تک عصر کی نماز نہیں پڑھی۔

(بخاری ابواب صلوۃ الخوف باب عند مناھضته العدو)

حضرت ابوبکرؓ کا ذوق عبادت

خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے کے جرم میں کفار مکہ کی اذیتوں سے مجبور ہو کر سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت لے کر رخت سفر باندھا تو راستہ میں ابن الدغنہ رئیس قارہ سے ملاقات ہوئی۔اس سے پوچھا ابوبکر کہاں کا قصد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قوم نے مجھے جلاوطن کر دیا ہے۔اب ارادہ ہے کہ کسی اور ملک کو چلا جاؤں اور آزادی سے خدا کی عبادت کروں۔ابن الدغنہ نے کہا کہ تم سا آدمی جلاوطن نہیں کیا جاسکتا۔تم مفلس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہو،قرابت داروں کا خیال رکھتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہو۔میرے ساتھ واپس چلو اور اپنے وطن ہی میں اپنے خدا کی عبادت کرو۔چنانچہ آپ ابن الدغنہ کے ساتھ پھر مکہ واپس آئے۔ابن الدغنہ نے قریش میں پھر کر اعلان کر دیا کہ آج سے ابوبکرؓ میری امان میں ہیں۔ایسے شخص کو جلاوطن نہ کرنا چاہئے جو محتاجوں کی خبرگیری کرتا ہے۔قرابت داروں کا خیال رکھتا ہے۔مہمان نوازی کرتا ہے اور مصائب میں لوگوں کے کام آتا ہے۔قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو تسلیم کیا لیکن فرمائش کی ابوبکر کو سمجھا دو کہ وہ جب اور جس طرح چاہے اپنے گھر میں نمازیں پڑھیں اور قرآن کی تلاوت کریں لیکن گھر سے باہر نمازیں پڑھنے کی ان کو اجازت نہیں۔مگر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عبادت الٰہی کے لئے اپنے صحن خانہ میں ایک مسجد بنالی تھی۔کفار کو اس پر بھی اعتراض ہوا۔انہوں نے ابن الدغنہ کو خبر دی کہ ہم نے تمہاری ذمہ داری پر ابوبکرؓ کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے مکان میں چھپ کر اپنے مذہبی فرائض ادا کریں۔لیکن اب وہ صحن خانہ میں مسجد بنا کر اعلان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں،اس سے ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہو کر اپنے آبائی مذہب سے بدعقیدہ نہ ہو جائیں۔اس لئے تم انہیں مطلع کر دو کہ اس سے باز آجائیں ورنہ تم کو ذمہ داری سے بری سمجھیں۔ابن الدغنہ نے ابوبکر صدیقؓ سے جا کر کہا۔تم جانتے ہو کہ میں نے کس شرط پر تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس لئے یا تو تم اس پر قائم رہو یا مجھے ذمہ داری سے بری سمجھو،میں نہیں چاہتا کہ عرب میں مشہور ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ بدعہدی کی لیکن حضرت ابوبکرؓ نے نہایت استغنا کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے تمہاری پناہ کی حاجت نہیں میرے لئے خدا اور اس کے رسول کی پناہ کافی ہے۔

(بخاری باب هجرت النبی ﷺ واصحابه الی المدینه)

حضرت ابوالدرداءؓ کا ذوق عبادت

آنحضرت ﷺ نے سلمان اور ابوالدرداءؓ کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔سلمان ابوالدرداء سے ملنے گئے دیکھا تو ام درداء (ان کی بیوی) میلی کچیلی ہیں انہوں نے حال پوچھا تو کہا تمہارا بھائی ابو الدرداء تارک الدنیا ہوگیا ہے اتنے میں ابو الدرداء بھی آئے اور سلمان کے لئے کھانا تیار کیا اور کہنے لگے تم کھاؤ میں روزے سے ہوں سلمان نے کہا جب تک تم نہ کھاؤ گے میں نہیں کھاؤں گا۔خیر ابوالدرداء نے کھالیا جب رات ہوئی تو ابوالدرداء عبادت کے لئے اٹھے سلمان نے کہا سو جاؤ وہ سو گئے پھر اٹھنے لگے تو کہا سو جاؤ جب رات آخر ہوئی تو سلمان نے کہا اب اٹھو پھر دونوں نے نماز پڑھی تو حضرت سلمان نے ان کو سمجھایا بھائی دیکھو اللہ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی اور تمہاری بیوی کا بھی اور ہر ایک کا حق ادا کرو یہ سن کر ابوالدرداء آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا سلمان نے سچ کہا۔

(بخاری کتاب الصوم. باب من اقسم علیٰ اخیه)

نماز میں خشوع و خضوع

صحابہ کرام نہایت خشوع و خضوع اور حضور قلب سے نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کی کیفیت نماز کا یہ عالم تھا کہ نماز انتہائی انہماک اور سوز و گداز سے ادا فرماتے اور اس قدر رقت طاری ہوتی کہ ہچکی بندھ جاتی۔

(کنزالعمال جلد 6 ص 312)

روح کا گداز

حضرت امام حسنؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے۔جب اس آیت پر پہنچے (تیرے رب کا عذاب یقیناً واقع ہونے والا ہے اور اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں) تو بہت متاثر ہوئے۔رقت طاری ہوگئی اور روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔اسی طرح ایک دفعہ تلاوت کرتے ہوئے آپ پر اس قدر خشوع طاری ہوا کہ اگر ان کے حال سے ناواقف شخص انہیں دیکھ لیتا تو یہ سمجھتا کہ آپ کی روح ابھی اسی حالت میں پرواز کر جائے گی۔

(کنزالعمال جلد 6 ص 337)

حضرت عمرؓ نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان ہوتا اور

خشوع وخضوع اور رقت کی وجہ سے آنسو رواں ہو جاتے۔

حضرت عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ باوجودیکہ میں پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن حضرت عمرؓ جب یہ آیت انما اشکوا بثی و حزنی پڑھتے تو آپ کے رونے کی آواز مجھے سنائی دیتی۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا بکی الامام فی الصلوٰۃ)

نماز میں محویت

غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر دو صحابی ایک پڑاؤ پر پہرہ دینے کے لئے مقرر تھے۔ ایک صحابی اپنی ڈیوٹی دے کر سو گئے جبکہ دوسرے نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک مشرک نے نماز پڑھنے والے صحابی کو تیر مارا جو ان کے بدن میں پیوست ہو گیا۔ اس صحابی نے تیر نکالا اور نماز میں قائم رہے۔ اس مشرک نے دوبارہ تیر مارا جو انہیں لگا۔ اس کو بھی انہوں نے نکالا لیکن نماز میں مشغول رہے۔ مشرک نے تیسرا تیر پیوست کر دیا۔ انہوں نے نکال کر رکھ لیا اور رکوع اور سجدہ میں چلے گئے اور اتنے میں سوئے ہوئے صحابی کو جگا دیا اور وہ مشرک بھاگ کھڑا ہوا۔

زخمی صحابی سے جب ان کے ساتھی نے دریافت کیا کہ مجھے پہلے کیوں نہ جگایا تو وہ کہنے لگے کہ میں ایک ایسی سورۃ پڑھ رہا تھا کہ اسے ختم کئے بغیر مجھے پسند نہ آیا کہ نماز ختم کر دوں۔ جب مشرک نے مجھ پر تیر اندازی کی تو میں نے رکوع کیا اور تمہیں جگا دیا۔ لیکن خدا کی قسم اگر اس پہرہ داری کے فریضہ کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو خواہ میری جان چلی جاتی میں اس سورۃ کو پورا کئے بغیر نماز ختم نہ کرتا۔

(حیات الصحابہ جلد 3 ص 519)

صحابہ کرام اور نفلی عبادات

صحابہ کرام انتہائی ذوق وشوق اور مستعدی سے رضائے باری تعالیٰ حاصل کرنے کے لئے فرض نمازیں ادا کیا کرتے تھے اسی طرح نوافل، نماز تہجد، اشراق اور صلوٰۃ کسوف وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ قرآن مجید میں صحابہ کرام کی فضیلت اور عبادت کے شوق ولگن کو ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ تتجافیٰ جنوبہم عن المضاجع ......سورہ مزمل کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرام راتوں کو دیر تک نماز پڑھا کرتے یہاں تک کہ پاؤں پھول جاتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب نسخ قیام اللیل)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سفر میں ہوتے تھے تو سواری کے اوپر ہی بیٹھے بیٹھے نفل کی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے اور اس کو رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھتے تھے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز الصلوٰۃ النافلۃ علی الدابۃ)

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ کو نماز اشراق کی وصیت فرمائی تو یہ دونوں بزرگ باقاعدگی کے ساتھ نماز اشراق ادا کیا کرتے تھے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ)

نماز کسوف

چاند اور سورج کو جب گہن لگتا تو تمام صحابہ صلوٰۃ الکسوف ادا کیا کرتے تھے ایک بار جب گہن لگا تو حضرت عبداللہ ابن عباس نے صفہ زمزم میں لوگوں کو جمع کیا اور باجماعت نماز ادا کی۔

(بخاری کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الکسوف جماعۃ)

یہ ذوق عبادت چند صحابہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ تمام صحابہ میں پایا جاتا تھا۔

مغرب وعشاء کے درمیان نوافل

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام مغرب اور عشاء کے درمیان بھی نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

کانوا قلیلا من اللیل مایھجعون۔ یہ لوگ عبادت میں مشغول رہنے کے سبب راتوں کو بہت کم سوتے ہیں۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب قیام النبی)

اصحاب صفہ اور نوافل

اصحاب الصفہ جنہیں حضرت امام بخاری نے قراء بھی کہا ہے ان کے متعلق کہا ہے کہ یہ دن کو جنگل سے ایندھن لاتے اور (فرض نماز کے علاوہ) رات کو نوافل ادا کرتے۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع)

اہل وعیال کی تربیت

صحابہ کرام نہ صرف خود نفل نمازیں ذوق وشوق سے ادا فرماتے بلکہ غیروں بالخصوص اپنے اہل وعیال کو بھی بیدار کر کے نماز میں شریک کیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت نبی کریم ﷺ رات کو گھر سے نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکر پست آواز کے ساتھ قراءت کر رہے ہیں۔ آگے بڑھے تو حضرت عمرؓ کو نہایت بلند آواز سے نماز میں قراءت کرتے دیکھا۔ جب یہ دونوں بزرگ صحابہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ ابوبکر! نماز میں تمہاری آواز دھیمی تھی۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میں جس سے (خدا سے) سرگوشی کر رہا تھا۔ اس کے کان میں میری آواز پہنچ گئی۔ آنحضرتؐ نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ تمہاری آواز نماز میں بہت بلند تھی تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں سونے والوں کو جگاتا اور شیطان کو دھتکارتا ہوں۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصوت فی القرأۃ)

حضرت عمر نہایت خشوع وخضوع سے نماز تہجد ادا کرتے۔ صبح ہونے کے قریب ہوتی تو گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے۔ وامر اھلك بالصلوٰۃ (اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دے)۔

(مؤطا کتاب الصلوٰۃ باب فی صلوٰۃ اللیل)

حضرت ابوہریرہؓ کی شب بیداری

ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے سات دن حضرت ابوہریرہؓ کی مہمانی کا فخر حاصل ہوا۔ گھر میں تین افراد تھے۔ ابوہریرہؓ ان کی بیوی اور ایک خادم۔ رات کو انہوں نے تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ میں ایک فرد عبادت کرتا تھا۔ جب وہ سونے لگتا تو دوسرے کو اٹھا دیتا اور جب دوسرا سونا چاہتا تو تیسرے کو اٹھا دیتا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز تہجد اور نوافل میں شرکت

آنحضرت ﷺ نماز تہجد میں لمبی لمبی سورتیں مثلاً سورۃ بقرہ، آل عمران، مائدہ اور انعام وغیرہ پڑھا کرتے تھے اور جس قدر لمبا قیام ہوتا تھا اسی طرح رکوع اور سجود بھی طویل ہوتے تھے۔ اس لئے اس قدر طویل اور پُرسکون نماز میں وہی شخص شریک ہو سکتا تھا جس کا دل شوق عبادت سے لبریز ہوتا۔ بعض صحابہ آنحضرتؐ کے ساتھ اس نفلی طویل عبادت میں بھی شریک ہو جاتے۔ حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ

ایک مرتبہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز تہجد میں شریک ہوا۔ آپؐ نے بہت طویل سورتیں پڑھیں اور میں عبادت میں شریک رہا۔ ایک بار حضرت حذیفہؓ کو بھی یہ شرف نصیب ہوا۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بھی۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ کو بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز تہجد ادا کرنے کی توفیق وسعادت ملتی رہی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 ص 98)

یہ شوق صرف چند صحابہ کرامؓ تک محدود نہ تھا بلکہ عموماً سب صحابہ میں پایا جاتا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات آنحضرت ﷺ نے مسجد میں نماز تہجد پڑھی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ پڑھی۔ پھر دوسری رات بھی آنحضرتؐ نے پڑھی تو بہت سے صحابہ شریک ہو گئے پھر تیسری اور چوتھی رات بھی صحابہ جمع ہو گئے مگر آنحضرت ﷺ تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔ میں نے تمہارا کام دیکھا (یعنی نوافل ادا کرتے ہوئے) مگر میں اس بات کے ڈر سے نہ نکلا کہ تم پر یہ عبادت فرض نہ ہو جائے۔ (بخاری کتاب التہجد)

رسولؐ اللہ نے منع فرمایا

بعض صحابہ کو اس حد تک عبادت کا شوق وذوق تھا کہ ساری رات عبادت میں اور دن کو روزہ میں گزارتے لیکن ایسا کرنے سے آنحضرت ﷺ نے انہیں منع فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ درست ہے۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ اس پر حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تو ایسا کرے گا تو تیری آنکھیں خراب ہو جائیں گی۔ تیری جان کمزور ہو جائے گی تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیری اہلیہ کا بھی تجھ پر حق ہے بے شک روزہ بھی رکھو۔ افطار بھی کرو۔ عبادت بھی کرو اور سو بھی۔

(بخاری کتاب التہجد باب مایکرہ من ترک قیام اللیل)

گھر میں باجماعت نفلی نماز

حضرت عتبان بن مالک انصاریؓ جنہیں غزوہ بدر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تھی وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنی سالم کی امامت کیا کرتا تھا میرے گھر اور ان کے درمیان ایک نالہ تھا۔ بارش ہو جاتی تو میرے لئے یہ نالہ پار کرنا مشکل ہو جاتا اور میری بینائی میں فتور آ گیا تھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے اپنی اس مشکل کا ذکر کر کے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے گھر تشریف لا کر ایک جگہ نماز پڑھ کر برکت بخشیں تا کہ میں وہ جگہ نماز کی مقرر کر لوں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ ایک روز حضرت ابوبکرؓ سمیت میرے گھر تشریف لائے۔ اس وقت دن چڑھ چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک جگہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ اکبر کہا تو ہم لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھ کر دو رکعتیں پڑھیں۔

(بخاری کتاب التہجد باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کی نانی ملیکہ نے آنحضرت ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ حضور تشریف لائے اور کھانا تناول فرمایا پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں ایک بورئیے کی طرف گیا جو سیاہ ہو چکا تھا۔ میں نے اس پر پانی چھڑکا۔ اسی بورئیے پر آنحضرتؐ کھڑے ہوئے اور میں اور ایک اور بچے نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور بڑھیا (نانی) نے ہمارے پیچھے پھر آنحضرتؐ نے ہمیں دو رکعتیں نماز پڑھائی اور سلام پھیرا۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

بچپن میں عبادت کا شوق

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت ام المومنین میمونہؓ کے پاس گزاری۔ جب آدھی رات گزر گئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس سے کچھ بعد۔ تو حضرت

خلیفہ وقت کا مہربان وجود ہم سب احمدیوں کے لئے نعمت عظمیٰ ہے

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کی دعاؤں سے فیضیاب فرمائے آمین

امیر ضلع وارا کین عاملہ ضلع و صدران جماعت ہائے احمدیہ ضلع وارا کین

جماعت ہائے احمدیہ
ضلع شیخوپورہ

دوا تدبیر ہے اور **دُعا** اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

- حبوب مفید اٹھرا
- تریاق معدہ
- اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
- روشن کاجل
- زدجام عشق خاص
- سرمہ جواہر

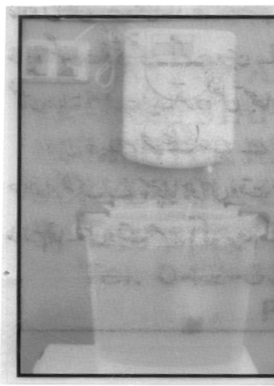
حُسن نکھار اُبٹنہ، سفوف سکا کائی، حسن نکھار کریم، زرگل ہیئر آئیل

ناصر دواخانہ
رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون نمبر: 047-6212434

جدید مشینری سے تیار کردہ ہر قسم کی اعلیٰ کوالٹی کے چاول دستیاب ہیں چاول، مونجی، گندم، سورج مکھی کی خرید و فروخت کا مرکز

ربانی رائس ملز

سرکلر روڈ لاری اڈا۔ ڈسکہ (سیالکوٹ)
(طالب دعا: عبدالرؤف ربانی۔ نوید آصف ربانی)
فون آفس: 0526611776 رہائش: 052-6610225
موبائل: 0300-8616640-03006403949



Applied Systems
Engineers, Indentors & Contractors
Working a step ahead in environmental & services sector

قیمتی زندگی کی حفاظت کریں۔ بے شمار بیماریوں کا حل
OZONE WATER PURIFIER آپ کی صحت کی مکمل ضمانت
اب گھر بیٹھے بنائیں پینے کے پانی کو صاف اور جراثیموں سے پاک
نہ فلٹر بدلنے کا جھنجھٹ نہ پیسوں کا ضیاع آدھے پیسے سے بھی کم خرچ

546-D1-V, Township, Lahore - Pakistan. Ph#+92-42-5124399
Fax#+92-42-5883464 Cell#+92-300-8425987, 301-4433402
Email: appsys@wol.net.pk www.appliedsystems.com.pk

خلیفۃ المسیح

محبت بھری دعاؤں کا نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے اس کی قدر کرو

امیر ضلع وارا کین عاملہ ضلع و صدران
جماعت ہائے احمدیہ ضلع وارا کین
جماعت ہائے احمدیہ ضلع
شیخوپورہ و ننکانہ صاحب

قارئین الفضل کو نیا سال مبارک ہو

فضل عمر کمیشن شاپ

ڈسٹری بیوٹرز
پنجاب آئل ملز
اسلام آباد

ذائقہ بناسپتی و کوکنگ آئل

051-5532759-5556842-5541918

دکان W-186 نمک منڈی راجہ بازار۔ راولپنڈی

نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے۔ سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں پھر وضو کیا اور نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز تہجد ادا کی۔ حضورؐ نے دو دو رکعتیں کر کے نماز تہجد پڑھی اور آخر میں وتر پڑھے۔ پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت ہوگیا۔

(بخاری کتاب العمل فی الصلوٰۃ)

سخت گرمی میں نماز

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سخت گرمی کی حالت میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ گرمی کی شدت اس قدر ہوتی کہ زمین پر پیشانی لگانا مشکل ہوجاتا تو بعض صحابہ کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرتے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الثوب فی شدۃ الحر)

اذان دینے میں مسابقت

صحابہ کرام کو اذان دینے کا اس قدر شوق تھا کہ بعض دفعہ قرعہ ڈالنا پڑتا کہ کون اذان دے۔ بخاری شریف میں یہ حدیث درج ہے کہ صحابہ اذان دینے کے لئے مسابقت کرتے۔ کوئی کہتا میں اذان دوں گا اور دوسرا کہتا میں اذان دوں گا۔ اس پر حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان میں قرعہ ڈالا۔

(بخاری کتاب الاذان. باب الاستہام فی الاذان)

دوبارہ نماز

بعض صحابہ کا یہ طریق تھا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر اپنی قوم کے پاس واپس جاتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔ چنانچہ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز (فرض) پڑھا کرتے تھے پھر جا کر اپنی قوم میں امامت کرتے اور وہی نماز ان کو پڑھاتے۔

(بخاری کتاب الاذان باب ماطوّل الامام)

صحابیات کا ذوق عبادت

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں عورتیں بھی اپنے رب کی عبادت بجالانے کے شوق میں مساجد میں جایا کرتی تھیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا ارشاد مبارک تھا کہ عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔ (بخاری کتب الجمعہ)

آنحضرتؐ کی اقتداء میں صحابیات کی نماز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز میں کئی مسلمان عورتیں بھی چادروں میں لپٹی ہوئی نماز ادا کرتیں۔ پھر (نماز کے بعد) اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں (اندھیرے کی وجہ سے) کوئی انہیں نہ پہچانتا۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کم تصلی المرأۃ من الثیاب)

ام المومنین حضرت زینبؓ کا ذوق عبادت

ایک دن آنحضرت ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیسی رسی ہے۔ حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ رسی ام المومنین زینب نے باندھی ہے۔ جب وہ کھڑی کھڑی عبادت کرتے تھک جاتی ہیں تو اس سے سہارا لیتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس رسی کو کھول دو۔ تم میں سے ہر شخص کو اس وقت تک عبادت کرنی چاہئے جب تک نماز میں دل لگا رہے۔

(بخاری کتاب التہجد باب مایکرہ من التشدید فی العبادۃ)

ایک صحابیہ کا رات بھر عبادت کرنا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن بنی اسد قبیلہ کی ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی اتنے میں حضرت نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو دریافت فرمایا یہ کون عورت ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ یہ فلاں عورت ہے جو رات بھر عبادت کرتی ہے اور سوتی نہیں۔ پھر اس کے نماز پڑھنے کی کیفیت بیان کی۔ اس پر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ بس اتنا عمل کرو جتنے کی طاقت ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو ثواب دینے سے تھکتا نہیں۔ تم ہی (عمل کرتے کرتے) تھک جاؤ گے۔

(بخاری کتاب التہجد باب مایکرہ من التشدید فی العبادۃ)

اللہ پر توکل

16 ھ میں مسلمانوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سرکردگی میں مدائن پر چڑھائی کی تو حضرت سلمان فارسیؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ حضرت سعد نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے مدائن پر حملہ کرنے کے لئے کشتیوں کی تلاش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ ساری کشتیوں پر دشمن کا قبضہ تھا۔ اس دوران دجلہ میں سخت طغیانی آئی۔ مگر مجاہدین نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ اس موقعہ پر حضرت سلمانؓ نے سالار لشکر حضرت سعد کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اسلام ہر دم نو بہ نو اور تر و تازہ ہے مسلمانوں کے لئے سمندر بھی اسی طرح مسخر کر دیئے گئے ہیں جس طرح خشکی۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں مسلمان کی جان ہے مسلمان اس دریا سے صحیح سلامت اس طرح فوج در فوج نکلیں گے جیسے وہ فوج در فوج اس میں داخل ہوئے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سلمانؓ کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ حرف بہ حرف پورے ہوئے اور تمام لوگ صحیح سالم باہر نکلے۔ کوئی شخص ڈوبنے نہ پایا اور نہ ہی کوئی چیز گم ہوئی۔ (طبرانی جلد 3 ص 122)

اسامہ بن زیدؓ والی مہم

سیدنا حضرت ابوبکرؓ جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپ کے سامنے مشکلات اور خطرات کا ایک پہاڑ نظر آرہا تھا۔ مرتدین کی ایک جماعت نے علم بغاوت بلند کردیا۔ منکرین زکوٰۃ نے علیحدہ شورش برپا کردی تھی۔ ان دشواریوں کے ساتھ حضرت اسامہؓ بن زید کی مہم بھی درپیش تھی۔ جن کو آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات میں شام پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس مہم کے متعلق صحابہ کرام کی یہ رائے تھی کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے۔ پہلے باغیوں کا قلع قمع کیا جائے۔ لیکن سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے اس رائے کو ناپسند فرمایا اور آپ کی محبت رسول نے گوارا نہ کیا کہ جس مہم پر رسول خدا ﷺ نے اسامہ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس کو روک دیں۔ آپ نے فرمایا۔

''اگر مدینہ اس طرح آدمیوں سے خالی ہو جائے کہ درندے آکر میری ٹانگ کھینچنے لگیں تب بھی اس مہم کو نہیں روک سکتا''۔ (تاریخ الخلفاء ص 71)

غرض حضرت ابوبکرؓ نے خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے حضرت اسامہ کو روانگی کا حکم دیا اور خود دور تک پیادہ پا مشایعت کرتے ہوئے حضرت اسامہ کو زریں ہدایات سے نوازا۔ (طبری)

محبت و خوف الٰہی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

جس قدر انسان خدا کے خوف میں ترقی کرے گا اسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاوے گی اور جس قدر محبت الٰہی میں ترقی کرے گا اسی قدر خدا کا خوف غالب ہو کر بدیوں اور برائیوں سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لے جائے گا۔ (ملفوظات جلد 3 ص 299)

لرزاں و ترساں وجود

جس دل میں محبت الٰہی ہوتی ہے وہ رب ذوالجلال کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتا ہے۔ صحابہ کرام کے دل جو محبت الٰہی سے لبریز تھے وہ خدا کی ہیبت وجلال سے لرزاں بھی رہتے تھے۔

حضرت عثمانؓ اکثر خوف خداوندی سے آبدیدہ رہتے۔ موت قبر اور عاقبت کا خیال ہمیشہ دامن گیر رہتا۔ سامنے سے کوئی جنازہ گزرتا تو کھڑے ہو جاتے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے۔ مقبروں سے گزرتے تو رقت طاری ہو جاتی اور داڑھی تر ہو جاتی۔ لوگ کہتے کہ جنت و دوزخ کے تذکروں سے تو آپ پر اس قدر رقت طاری نہیں ہوتی۔ آخر مقبروں میں کیا خاص بات ہے کہ انہیں دیکھ کر آپ بے قرار ہو جاتے ہیں۔ فرماتے آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہ معاملہ آسانی سے طے ہوگیا تو پھر تمام منزلیں آسان ہیں۔ اگر اس میں دشواری پیش آئی تو تمام مرحلے دشوار ہوں گے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 ص 63)

حضرت عمرؓ خشیت الٰہی سے لرزاں و ترساں رہتے۔ قیامت کے مواخذہ سے بہت ڈرتے تھے اور ہر وقت اس کا خیال رہتا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی سے آپ نے فرمایا ''تم کو یہ پسند ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لائے، ہجرت کی، جہاد کیا اور نیک اعمال کئے۔ اس کے بدلہ میں دوزخ سے بچ جائیں اور عذاب و ثواب برابر ہو جائے وہ صحابی کہنے لگے۔ خدا کی قسم ہم نے روزے بھی رکھے، نمازیں پڑھیں بہت سے نیک کام کئے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لائے۔ ہمیں ان اعمال سے اپنے رب سے بہت توقعات ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ مجھے تو یہی غنیمت معلوم ہوتا ہے کہ عذاب سے بچ جائیں اور نیکی اور بدی برابر ہو جائیں۔

(بخاری باب ایام الجاھلیۃ)

حضرت ابوبکرؓ کے متعلق یہ روایت بھی آتی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے اگر آسمان سے ندا آئے کہ ایک آدمی کے سوا تمام دنیا کے لوگ جنتی ہیں تب بھی مواخذہ کا خوف میرے دل پر ہوگا کہ شاید وہ بدقسمت انسان میں ہی ہوں۔ (کنز العمال جلد 6 ص 245)

صحابہ کرام کے پاکیزہ دلوں میں محبت الٰہی اور خوف خدا حد درجہ پایا جاتا تھا اور محشر کے دن خدا کے حضور حاضر ہونے کے تصور سے لرزاں و ترساں رہتے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق احادیث میں لکھا ہے کہ جب آپ کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو فرماتے۔ کاش میں درخت ہی ہوتا کہ عاقبت کے جھگڑوں سے چھوٹ جاتا۔ کسی باغ سے گزرتے تو چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو آہ سرد کھینچ کر فرماتے پرندو تمہیں مبارک ہو کہ دنیا میں چگتے پھرتے ہو درخت کے سایہ میں بیٹھتے ہو اور قیامت کے روز تمہارا کوئی حساب نہ ہوگا۔ کاش ابوبکر بھی تمہاری طرح ہوتا۔

(کنز العمال جلد 6 ص 312)

ذکر الٰہی

صحابہ کی روح کی غذا ذکر الٰہی تھی۔ بڑی کثرت سے نمازوں کے علاوہ بھی ذکر الٰہی اور تسبیحات کیا کرتے۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد دس بار تسبیح دس بار تحمید اور دس بار تکبیر پڑھ لیا کرو اور جب سونے لگو تو 33 بار تسبیح، 33 بار تحمید اور 34 بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب

(باقی صفحہ 55 پر)

وضو کے ذریعے انسانی اعضاء صحتمند رہتے ہیں

سائنسی تجربات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ نباتات، جمادات، حیوانات اور انسانی زندگی ایک برقی نظام کے تحت رواں دواں ہیں۔ انسانی جسم سے حاصل ہونے والی بجلی ایک ٹارچ یا جیبی ریڈیو چلانے کے لئے کافی ہے۔

قدرت کا یہ عجیب سربستہ راز ہے کہ انسان کے اندر بجلی پیدا ہوتی رہتی ہے اور پورے جسم میں دورہ کر کے پیروں کے ذریعے ارتھ Earth ہوجاتی ہے۔

وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نماز کے لئے جب بندہ وضو کرتا ہے تو روشنیوں کا بہاؤ عام ڈگر سے ہٹ کر اپنی راہ تبدیل کر لیتا ہے۔

وضو کے ساتھ ہمارے اعضاء سے برقی روئیں نکلنے لگتی ہیں اور اس عمل سے جسمانی اعضاء کو ایک نئی طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے۔

ہاتھ دھونا

(i) ہاتھ دھونے سے ہاتھ پر موجود جراثیم اور گندگی دور ہوتی ہے۔

(ii) انسان بہت سی پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ انسان ہر چیز اپنے ہاتھوں سے ہی کھاتا ہے لہٰذا ہاتھوں کی صفائی ہر قسم کے جراثیم سے چھٹکارا دلاتی ہے۔

(iii) پرانے مسلمان اطباء اور حکماء کا کہنا ہے کہ جسم کے جس حصے کو وافر خون ملتا رہے گا وہ حصہ طاقتور ہوتا جائے گا۔ رب رحمٰن نے وضو میں تین مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم اس لئے دیا کہ وافر پانی گزرنے سے وہاں پر بدن کی قوت مدبرہ اور حس بیدار ہو کیونکہ جب ٹھنڈا پانی وہاں پڑے گا تو زیادہ سے زیادہ خون پانی کے جھٹکے کا مقابلہ کرنے کے لئے آنا شروع ہوگا یوں تین مرتبہ ہاتھوں کو غسل دینے سے نہ صرف ان کا میل کچیل دور ہوگا بلکہ وافر خون کی آمد سے وہ مضبوط اور خوبصورت ہوں گے۔

(iv) انگلیوں کے پوروں میں سے نکلنے والی شعاعیں ایسا حلقہ بنالیتی ہیں جس سے اندرونی برقی رو کا نظام تیز ہوجاتا ہے اس عمل سے ہاتھ خوبصورت اور نورانی ہوجاتے ہیں۔

کلی کرنا

کلی کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے، بدبو دور ہوجاتی ہے، دانتوں اور مسوڑھوں کے ساتھ چمٹے ہوئے غذا کے ذرات ڈھل جاتے ہیں اور خاص طور پر دانتوں کی بیماری پائیوریا جس نے آج پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے دن میں پندرہ مرتبہ کلی کرنے والے اس بیماری سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔

ناک میں پانی ڈالنا

ناک سانس لینے کا واحد فطری راستہ ہے اور جس ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں اس کے اندر بیشمار امراض پھلتے پھولتے رہتے ہیں جو ناک کے راستے جسم انسانی میں بآسانی داخل ہوجاتے ہیں۔ اب اگر یہی جراثیم دھول، گرد و غبار جو ہروقت ہماری ناک میں سانس کے ذریعے پہنچتی رہتی ہے صبح سے شام تک پہنچتی رہے تو بہت سے امراض کا باعث بن سکتی ہے جبکہ

(i) ناک میں پانی ڈالنے سے ناک کی صفائی ہو جاتی ہے۔

(ii) ناک کی منجمد بلغمی رطوبتیں رفع ہوتی ہیں جس سے سانس لینے میں آسانی رہتی ہے۔

(iii) ناک میں پانی ڈالنے سے دماغ بھی تروتازہ ہوجاتا ہے۔

(iv) آواز میں گہرائی اور سہانا پن پیدا ہوتا ہے۔

(v) دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لئے ناک کا یہ غسل بہت مفید اور مجرب ہے۔

(vi) ماہرین ہائیڈروپیتھی یعنی پانی سے علاج کے ماہرین کے نزدیک ناک میں پانی ڈالنا بصارت کو بھی تیز کرتا ہے۔

(vii) 1993ء میں ہندوستان میں جذام Leprosy کے متعلق کی جانے والی جدید سروے رپورٹ کے مطابق جذام کے جراثیم Lepra سب سے پہلے ناک ہی کو اپنا مسکن بناتے ہیں لہٰذا وہاں بھی ناک کی صفائی کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ جسے عبادت گزار دن میں پندرہ بار نماز کے لئے اپناتے ہیں۔

چہرہ دھونا

(i) وضو کرتے ہوئے چہرہ دھونے سے بھنویں پانی سے تر ہوجاتی ہیں اور میڈیکل اصول کے مطابق بھنویں تر کرنے سے آنکھوں کے ایک ایسے مرض کے امکانات کم ہوجاتے ہیں جس میں آنکھ کے اندر رطوبت زجاجیہ کم یا ختم ہوجاتی ہے اور مریض آہستہ آہستہ بصارت سے محروم ہوجاتا ہے۔

(ii) چہرہ دھونے سے چہرے کی جلد کے زیریں غدودوں پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ناک اور سانس کی بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

(iii) ایک چینی محقق کی تحقیق کے مطابق چہرہ دھونے سے پیٹ، چھوٹی آنت، سینہ، بڑی آنت وغیرہ پر بھی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کی بدولت آشوب چشم، چکر آنا، کمزوری، دانتوں کی کمزوری، سردرد، تھکاوٹ، اسہال اور گھبراہٹ وغیرہ میں نمایاں کمی ہوتی ہے۔

(iv) چہرے کے عضلات میں چمک اور جلد میں نرمی اور لطافت پیدا ہوجاتی ہے۔ گرد و غبار صاف ہو کر چہرہ بارونق و پُرکشش اور بارعب ہوجاتا ہے۔ دوران خون کم و بیش ہو کر اعتدال کی شکل پیدا ہوجاتی ہے۔ آنکھوں کے عضلات کو تقویت پہنچتی ہے، چمک غالب آجاتی ہے، آنکھیں پُرکشش، خوبصورت اور پُرخمار ہو جاتی ہیں۔

(v) چہرے پر تین بار ہاتھ پھیرنے سے دماغ بھی پُرسکون ہوجاتا ہے۔

کہنیوں تک ہاتھ دھونا

(i) فن سرجری و جراحی کے ماہرین جانتے ہیں کہ "اکحل رگ" جس کا ایک نام "نہر البدن" بھی ہے۔ دل، جگر اور جلدی بیماریوں کے رفع کرنے اور "تصفیہ خون" کے لئے اسی رگ کا خون نکالنا تجویز کیا جاتا ہے اور کہنی کے برابر اسی رگ پر نشتر لگا کر خون نکالا کرتے ہیں کیونکہ اس جگہ یہ رگ ظاہر بھی ہوتی ہے اور باہر بھی نیز دل و جگر کے ساتھ ساتھ اس کا اثر سارے بدن پر بھی حاوی ہوتا ہے پس ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا اس لئے مقرر ہوا کہ اس بنیادی رگ "نہرالبدن" کے ذریعے پانی کے مثبت اثرات پورے بدن میں نفوذ کر جائیں۔

(ii) اس طرح کہنیوں تک ہاتھ دھونے سے نہ صرف جسمانی بیماریوں میں افاقہ ہوتا ہے بلکہ نفسیاتی بیماریوں مثلاً ذہن میں ناپاک خیالات کا اجتماع، ناامیدی، ذہنی کمزوری، بے جا خوف وغیرہ میں بھی نمایاں کمی واقع ہوتی ہے۔

(iii) اس عمل سے آدمی کا تعلق براہ راست سینے کے اندر ذخیرہ شدہ روشنیوں سے قائم ہوجاتا ہے اور اس نور کا ہجوم ایک بہاؤ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس طرح ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے عضلات پاک مضبوط اور طاقتور بن جاتے ہیں۔

سر کا مسح

(i) سر پر گیلا ہاتھ پھیرنے سے بالوں پر چڑھا ہوا گرد و غبار صاف ہوجاتا ہے۔ یوں دن میں پانچ مرتبہ دماغ کو ہلکی ٹھنڈک کا غسل دینے سے کھوپڑی کے اندر ڈھکے ہوئے دماغ کو تسکین ملتی ہے۔

(ii) سر انسان کے تمام اعضاء میں نہ صرف سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے بلکہ تمام افعال کا تعلق بھی دماغ سے ہی ہوتا ہے۔ وضو سے دماغی ارتعاشات (تحریکات) Vibrations طاقتور ہونے لگتی ہیں۔

(iii) سر کے مسح سے چکر، زکام، نیند کی کمی وغیرہ میں افاقہ ہوتا ہے۔

(iv) سر کے بال انسان کے لئے انٹینا کا کام کرتے ہیں۔ آدمی کا دماغ اطلاعات کا خزینہ ہے۔ ہمارا کھانا، پینا، پیاس، نیند، خوشی کے جذبات وغیرہ ان سب کے لئے کوئی اطلاع ہو، دماغ کو فراہم ہونا ضروری ہوتا ہے۔

غور فرمائیے! وضو میں سر کے مسح کے وقت ہمارا ذہن پیدا کرنے والے کی ذات میں مرکوز ہوجاتا ہے تو سر کا ہر بال ہر کثافت اور محرومی اور اللہ سے دوری کے خلاف اپنے مصدر اطلاعات کی طرف رجوع کرتا ہے۔

کانوں کا مسح

(i) مسح کرتے وقت شہادت کی انگلیاں گیلی کر کے کانوں میں ڈالتے ہیں جس سے کانوں کی صفائی ہوتی ہے۔

(ii) انگلیوں کے ساتھ تری کانوں میں پہنچتی ہے اس سے سننے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(iii) کانوں کے پیچھے جو خالی جگہ ہوتی ہے جہاں بال نہیں ہوتے اس حصے کو تر کرنے سے انسان نظر کی کمزوری سے محفوظ رہتا ہے۔

گردن کا مسح

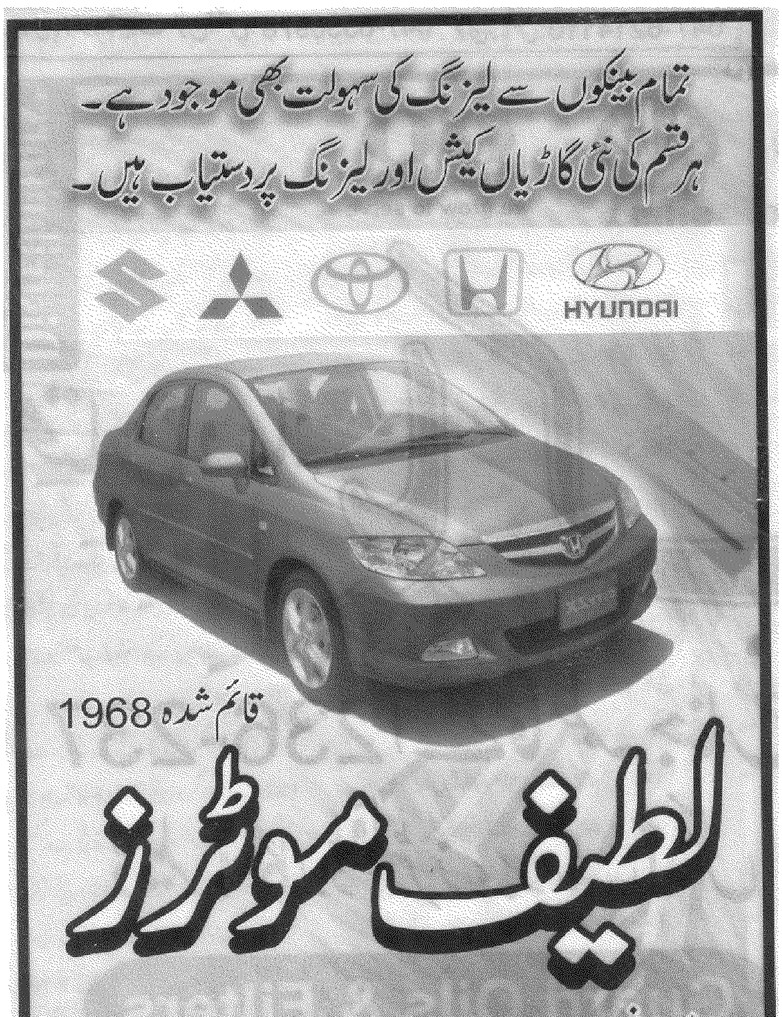
(i) وضو میں گردن کا مسح کرنے سے جسم کو ایک خاص توانائی نصیب ہوتی ہے۔ جس کا تعلق ریڑھ کی ہڈی کے اندر حرام مغز Cerebellum-Spinal Marrow اور تمام جسمانی جوڑوں سے ہے۔ کیونکہ جب کوئی نمازی گردن کا مسح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعہ برقی رو نکل کر حبل الورید (Spinal Cord) میں ذخیرہ ہوجاتی ہے اور ریڑھ کی ہڈی سے گزرتے ہوئے جسم کے پورے اعصابی نظام کو توانائی بخشتی ہے۔ یاد رہے یہ وہی حبل الورید Jugular Vein ہے جس کو "رگ جان" بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "میں رگ جان سے زیادہ قریب ہوں"۔

(ii) گردن کا مسح کرنے سے بڑھاپے میں رعشہ (سر ہلتے رہنے) کی شکایت نہیں ہوتی کیونکہ جہاں گردن کا مسح کیا جاتا ہے وہیں میڈولا ہوتا ہے پانی سے تر ہاتھ لگنے سے وہاں خون کی گردش تیز ہوجاتی ہے اور میڈولا (Medulla) میں لچک برقرار رہتی ہے۔

(iii) گردن اور کانوں کی پشت پر ٹھنڈا ہاتھ پھیرنے سے ان کے اعصاب مضبوط ہوتے ہیں اور تکان دور ہوتی ہے۔

(iv) گردن کا مسح کرنے سے لُو لگنا (Sun Stroke) اور گردن توڑ بخار کا خاتمہ ہوتا ہے۔

(v) چونکہ انسان کے دماغ سے سگنل پورے جسم میں جاتے ہیں جس سے ہمارے تمام اعضاء کام کرتے ہیں۔ لہٰذا دماغ سے بہت سی باریک رگیں Conductor بن کر آرہی ہیں جو ہماری گردن کی پشت سے ہوتی ہوئی پورے جسم کو جاتی ہیں جسم کے اس حصے کے خشک رہنے کی وجہ سے بعض اوقات ان رگوں میں خشکی Condensation پیدا ہوجاتی ہے جس سے بہت سی جسمانی اور نفسیاتی پیچیدگیاں جنم لیتی ہیں لہٰذا ماہرین کی رائے میں دن کے مختلف اوقات میں گردن کی پشت کو متعدد بار تر کیا جانا چاہئے۔



پاؤں دھونا

(i) چونکہ پاؤں اکثر ٹخنوں تک ننگے رہتے ہیں اور گرد وغبار پڑتا رہتا ہے لہٰذا پاؤں دھونے سے پاؤں صاف ہوجاتے ہیں ان کا میل کچیل دھل جاتا ہے۔

(ii) اگر پاؤں پر موزے پہنے ہوں تو ایسے میں اکثر بند جوتے استعمال کئے جاتے ہیں جن کو زیادہ دیر اگر استعمال کیا جائے تو عفونت یا سڑاند پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات پاؤں پک بھی جاتے ہیں۔ ایسے میں پاؤں دھونا ان مسائل سے بچنے کا بہترین طریقہ ہے۔

(iii) ہتھیلیوں کی طرح پاؤں کے تلووں کا بھی تمام اعصاب خاص طور پر پیٹ، مثانہ، گردے، تلی، پتے اور جگر کا تعلق ہوتا ہے جبکہ تمام غدود کا تعلق بھی ہوتا ہے جس کی بدولت بھوک کی کمی، تیز بخار، اسہال، نکسیر، عرق النساء، بواسیر اور یرقان وغیرہ میں شفایابی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(iv) دماغ قبول اطلاعات کا مرکز ہے اور یہ اطلاعات عصبی برقی لہروں کے ذریعے منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ اطلاع کی ہر لہر اپنا وجود رکھتی ہے اور وجود کا مطلب متحرک رہنا ہے۔ قانون قدرت ہے کہ روشنی، ہوا یا پانی کے لئے بہاؤ ضروری ہے اور کسی بہاؤ کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مظہر بنے اور خرچ ہو اس لئے جب کوئی نمازی پیر دھوتا ہے تو زائد روشنیوں (محرکات) کا ہجوم پیروں کے ذریعے (Earth) ہونے سے جسم کو اعتدال نصیب ہوتا ہے۔

وضو اچھی صحت کا بہترین نسخہ

ڈاکٹر ہوک نور باقی (ترک) اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''قرآنی آیات اور سائنسی حقائق'' میں لکھتے ہیں کہ:

ایک دن آئے گا جبکہ غیر مسلم بھی اسلامی طہارت یا وضو کی ان کے حیرت انگیز فوائد اور حقائق کی بنیاد پر ضرور نقل کریں گے جن کی برکات سے بغیر احساس مسلمان چودہ صدیوں سے استفادہ کرتے آرہے ہیں۔

(نوائے وقت میگزین یکم جولائی 2007ء)

(بقیہ از صفحہ 51)

سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کی تلقین فرمائی۔ میں نے اس کو چھوڑا نہیں۔

(بخاری کتاب المناقب۔ مناقب علی ۹)

تسبیحات

حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ ہر روز بارہ ہزار دفعہ تسبیحات کرتے اور فرماتے۔ میں اپنے گناہوں کے مطابق تسبیحات کرتا ہوں۔ (اصابہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر یہ کہہ کر نماز شروع کی۔ اللّٰہ اکبر کبیراً والحمد للّٰہ کثیراً و سبحان اللّٰہ بکرۃ واصیلاً یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اس کی ذات پاک ہے صبح بھی اور شام بھی۔ نماز کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمے خدا کو ایسے پیارے لگے کہ آسمان کے دروازے ان کے لئے وا کر دیئے گئے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ یہ مبارک کلمات دہراتا ہوں۔ (مسلم ترمذی۔ نسائی)

اللہ فخر کرتا ہے

ایک دن حضرت معاویہ مسجد میں آئے تو دیکھا کہ مسجد میں لوگ حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ آپ نے پوچھا کیوں بیٹھے ہو۔ جواب دیا گیا کہ ذکر الٰہی کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا صرف اسی لئے بیٹھے ہو۔ جواب ملا ہاں صرف اسی لئے۔ اس پر حضرت معاویہ نے کہا۔ ایک بار اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کا حلقہ ذکر دیکھا تو اسی طرح سوال کیا اور جواب ملنے پر فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی القوم یجلسون فیذکرون اللہ)

دلگداز دعائیں

حضرت نبی پاک ﷺ بکثرت جو دعائیں کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام ان دعاؤں کو یاد کر کے اپنے رب کے حضور گریہ و زاری کرتے۔ اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ کا یہ بھی معمول تھا کہ اپنے صحابہ کو ان کے حالات کے موافق دعائیں سکھاتے اور دعا کرنے کی تلقین فرماتے۔ چنانچہ صحابہ کرام کے دلوں میں دعاؤں سے خاص رغبت، شغف اور لگن پیدا ہوگئی۔

صحابہ کرام کا یہ ذوق دعا اس حد تک بڑھا کہ آنحضرت ﷺ کی سکھلائی ہوئی دعائیں کرنے کے علاوہ وہ اپنے اعلیٰ ذوق کے مطابق اس تلاش میں رہتے کہ اپنے مولا سے کیا مانگیں اور کیسے مانگیں اور بار بار اپنے اس ذوق کی تسکین کے لئے حضرت نبی کریم ﷺ سے سوالات کر کے نئی سے نئی دعائیں سیکھا کرتے تھے۔

مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

نماز اخلاص و تقویٰ کی اصل جڑ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اہل ایمان کو نماز قائم کرنے کا اس قدر تاکیداً اور بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ اس تاکید کو جاننے کے بعد کوئی عاقل بالغ وصاحب ایمان نماز کے معاملہ میں کبھی غفلت نہیں برت سکتا۔ قرآن کریم میں متعدد بار نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا اکٹھا حکم دیا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ آیت 44 اور 111 اور سورۃ نور آیت 57 سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان پر حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں فرض قرار دیئے گئے ہیں۔ پھر سورۃ مدثر میں واضح کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن جنتی اہل جہنم سے پوچھیں گے کہ ''تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کیا؟'' تو وہ سب سے پہلی وجہ یہ بتائیں گے کہ ''ہم نمازیوں میں سے نہیں تھے''۔ ''یعنی وہ لوگ نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ان سارے ارشادات سے ایک مومن کی روحانی زندگی کے لئے نماز کا ناگزیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہے

قرآن کریم میں جو کثرت سے اقیموا الصلوٰۃ بیان فرمایا گیا ہے۔ ہمارے واجب الاحترام بزرگوں اور دوسرے اہل علم ومعرفت نے اس کے معنے یہ بتائے ہیں کہ نماز کو قائم کرنے سے مراد نماز باجماعت ادا کرنا ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں نماز باجماعت کا ثواب اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ بیان فرمایا گیا ہے۔ پھر سورۃ نساء آیت 105 میں فرمایا:

یقیناً نماز مومنوں پر ایک وقت مقرر کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے وقت کا تعین ہے اس عرصہ میں وہ نماز ادا کرنی فرض ہے۔ اس سے اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنا لازم ہے۔

سب سے پہلا اور مقدم فرض

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

سب سے پہلا اور مقدم فرض خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ قرآن کریم نے عبادت کے لئے ہر جگہ اقامۃ الصلوٰۃ کے الفاظ رکھے ہیں۔ جن میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اقامۃ الصلوٰۃ کے بغیر درحقیقت کوئی عبادت عبادت نہیں کہلا سکتی۔ جب تک نماز باجماعت ادا نہ کی جائے۔ سوائے اس کے کہ انسان بیمار ہو یا معذور ہو۔ اس وقت تک اس کی نماز اللہ تعالیٰ کے حضور قبول نہیں ہو سکتی (-) پس دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اپنا پورا زور اس بات کے لئے صرف کریں کہ ہم میں سے ہر شخص نماز باجماعت کا پابند ہو۔

(روزنامہ الفضل 24 جولائی 2001ء)

ایک اہم مسئلہ

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے حضرت سرور کائنات ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر کسی کی نماز رہ جائے تو وہ کیا کرے۔ اس پر حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص سو جائے یا نماز پڑھنی بھول جائے تو جونہی موقع ملے وہ نماز ادا کرے۔

ثابت ہوا خدانخواستہ نماز رہ جانے کی دو ہی صورتیں بیان ہوئی ہیں۔ یا کوئی شخص سو جائے اور نماز کا موقع نکل جائے یا وہ نماز ادا کرنا ہی بھول جائے گویا دونوں صورتیں معذوری میں داخل ہیں جس میں انسان کو کچھ اختیار نہیں رہتا۔ حضرت سرور کائناتؐ نے فرمایا کہ ایسے شخص کو جونہی موقع میسر آئے فوراً نماز ادا کرے۔ نماز سے چھوٹ بہر حال کسی صورت نہیں ہو سکتی۔

تاخیر گوارہ نہیں

حضرت سرور کائناتؐ کی سنت کی سچی محبت اور پیروی میں ایسے عشاق بھی ہیں جن کو کسی حال میں بھی نماز میں تاخیر تک گوارا نہیں ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کا ایک وجد آفریں واقعہ خود آپ ہی کی زبان مبارک سے سماعت فرمایئے۔

''مجھے یاد ہے چند سال ہوئے۔ میں ایک دفعہ دفتر سے اٹھا تو مغرب کے قریب جبکہ سورج زرد ہو چکا تھا۔ مجھے یہ وہم ہو گیا کہ آج مجھے کام میں مصروف رہنے کی وجہ سے عصر کی نماز پڑھنی یاد نہیں رہی۔ جب یہ خیال میرے دل میں آیا تو یکدم میرا سر چکرایا اور قریب تھا کہ اس شدت غم کی وجہ سے میں اس وقت گر کر مر جاتا کہ معاً اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے یاد آ گیا کہ فلاں شخص نے مجھے نماز کے وقت آ کر آواز دی تھی۔ اس وقت میں نماز پڑھ رہا تھا۔ پس میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ لیکن اگر مجھے یہ بات یاد نہ آتی تو اس وقت مجھ پر اس غم کی وجہ سے جو کیفیت ایک سیکنڈ میں ہی طاری ہو گئی وہ ایسی تھی کہ میں سمجھتا تھا اس صدمہ کی وجہ سے میری جان نکل جائے گی۔ میرا سر یکدم چکرا گیا اور قریب تھا کہ میں زمین پر گر کر ہلاک ہو جاتا''۔

(الفضل مورخہ 15 فروری 2005ء)

بہترین وظیفہ کیا ہے

ایک صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ سے سوال کیا کہ بہترین وظیفہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے۔ استغفار ہے اور درود شریف ہے۔ تمام اذکار کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے ہم و غم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اطمینان و سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں...... میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔

(الفضل مورخہ 10 ر اکتوبر 2005ء ص 3)

پہاڑ سے بڑھ کر درجات و ثواب

اخلاص و جذب اور توجہ سے دیکھا جائے تو نماز لعل و جواہر کی ایک ایسی خوبصورت اور بے بہا مالا ہے جس کا ایک ایک موتی انمول ہے۔ اگر نماز میں پڑھے جانے والے صرف چند کلمات یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ کی بموجب حدیث قدر و قیمت پر غور کیا جائے تو انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک بار حضرت سرور کائنات ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر ثواب کمانے کے قابل ہے؟ تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کس انسان میں طاقت ہے کہ احد پہاڑ کے برابر ثواب اور درجات حاصل کر سکے۔ تو حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب ایک مرتبہ سبحان اللہ کہا جائے تو یہ ثواب و درجات میں احد پہاڑ سے بڑھ کر ہے...... سبحان اللہ! اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ نماز میں متذکرہ بالا اذکار کے علاوہ استغفار اور دوسری مسنون دعائیں اور درود شریف پڑھا جاتا ہے تو ان کے کیا کیا مراتب اور اثمار ہوں گے اور نمازی دو رکعت نماز میں اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے کیسے کیسے انعامات اور روحانی عجائب و خزائن حاصل کر سکتا ہے۔

اخلاص و تقویٰ اصل جڑ ہے

نماز کی برکات اور روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے یہ امر بہر حال پیش نظر رہنا چاہئے کہ ع

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

اللہ کے حضور وہی عمل قابل قبول ٹھہرتا ہے جو خلوص نیت اور تقویٰ یعنی اللہ کی خشیت اور اس کی محبت اور اس کی اطاعت اور اس کی رضا کے پیش نظر بجا لایا جائے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جیسی بنیادی اور اہم عبادت کا صحیح لطف اور اجر پانے کے لئے اس کو شوق اور فکر اور توجہ اور جذب و گداز کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ یہ شوق اور محویت اللہ بزرگ و برتر کے حضور مسلسل دعا اور عاجزی سے جھکنے کے ذریعے عطا ہوتا ہے اور اس شوق اور جذب کو حاصل کرنے میں دو باتیں بہت ممد ہوتی ہیں۔

اول: نماز کا ترجمہ جاننا اور اس پر غور کرتے ہوئے نماز ادا کرنا تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کیا عرض کر رہے ہیں اور کیا کیا دعائیں اور نعمتیں اس کی جناب سے طلب کر رہے ہیں۔

دوم: نماز میں توجہ اور محویت کو قائم رکھنا۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے آخر پر جو السلام علیکم کے الفاظ کہے جاتے ہیں ان کے متعلق ہمیں نہایت ہی ایمان افروز اور روح پرور نکتہ سمجھایا ہے۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

''بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ صحابہ جب نمازیں پڑھا کرتے تھے تو انہیں ایسی محویت ہوتی تھی کہ جب فارغ ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے تھے۔ جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہو کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئے جہان میں جا داخل ہوا۔ گویا ایک مقام محویت میں جا پہنچا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہو سکتی جب تک دل میں اس کا اثر نہ ہو۔

(البدر 24 ر اگست 1904ء)

نیکیوں میں عزم و استقلال ناگزیر ہے

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ رمضان المبارک کی روحانی ٹریننگ کے تقاضوں کا تذکرہ کرتے ہوئے تلقین فرمائی:

''تم رمضان سے سبق حاصل کرتے ہوئے استقلال والی نیکی اختیار کرو اور اپنی وہ حالت نہ بناؤ کہ کبھی کھڑے ہو گئے اور کبھی گر گئے۔ کم سے کم چند نیکیاں تو اپنے اندر ایسی پیدا کرو جن میں تم مستقل ہو اور جن کو تم کسی صورت میں چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو''۔

(خطبہ جمعہ 4 نومبر 1938ء۔ مطبوعہ روزنامہ الفضل 11 نومبر 1938ء)

ایک احمدی سے بڑھ کر اس حقیقت کو کون سمجھ سکتا ہے کہ چند نیکیاں جن میں ہم مستقل مزاج ہوں اور جن کو کسی صورت چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوں ان میں سرفہرست نیکی نماز باجماعت کا ادا کرنا ہے۔

والدین کے لئے امید کی روشن کرن

حضرت مصلح موعودؓ کا یہ پُر امید پیغام سنیئے:

میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ

کر اور کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی۔ سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد 7 ص 652)

نیز فرماتے ہیں:۔

"میں خدا کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا بداعمال کیوں نہ ہو گیا ہو۔ اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا۔ (تفسیر کبیر جلد 7 ص 652)

پس نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ کیونکہ بچوں کے اخلاق وعادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 7 ص 651)

21 ویں صدی میں داخل ہونے کا اسلوب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ہمیں اکیسویں صدی کے آغاز کرنے کا اسلوب سمجھایا تھا۔ آپ نے فرمایا:۔

"یہ مضمون ایسا ہے کہ میں کبھی اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے تھک نہیں سکتا۔ میرے دل میں اس بارے میں درد وغم کی ایک ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ آپ میں سے بہت سے اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ ہرگز میں اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے والا نہیں ہوں گا جب تک اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے مجھے یہ چین نصیب نہ ہو جائے کہ جماعت نماز کے معاملے میں آج سے سینکڑوں گنا زیادہ بیدار ہو چکی ہے اور ہم اگلی صدی میں اس طرح خدا کے حضور سر جھکا کر داخل ہو رہے ہیں کہ ہم اور ہماری بیویاں، ہماری مائیں اور ہماری بیٹیاں اور ہماری بہنیں اور ہمارے بھائی۔ سارے بڑے اور سارے چھوٹے خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے اس کی عبادت کی روح کو سمجھتے ہوئے عاجزانہ طور پر آئندہ نسلوں کے انسانوں کے لئے دعائیں کرتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اللہ کرے کہ ہمیں اس کی توفیق ملے"۔

(الفضل مورخہ 24 جولائی 2000ء)

کیا یہ پُر درد اور رقت انگیز ارشاد پڑھنے کے بعد بھی کوئی پروانہ احمدیت وخلافت یہ برداشت کر سکتا ہے کہ وہ خدا کے خلیفہ کی اس پُر زور اور پُر معرفت تلقین پر عمل کرنے میں خدانخواستہ ذرہ برابر بھی سستی کا مظاہرہ کرے۔ کیا ہم سب پنجگانہ نماز کو پورے استقلال اور پورے شوق وانہماک سے ادا کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی پاک روح کو مسرت انگیز راحت و اطمینان نہیں پہنچائیں گے ......

دن میں پانچ بار

تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ پھل اور سبزیاں ہمیں متعدد بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ تجویز کیا جاتا ہے کہ ہمیں دن میں کم از کم پانچ بار مناسب مقدار میں پھل اور سبزی کھانا چاہئے۔ آیئے! ایک نظر ڈالتے ہیں کہ پھلوں اور سبزیوں کے طبی فوائد کیا ہیں۔

عالمی ادارہ صحت نے اندازہ لگایا ہے کہ بڑی عمر میں سرطان کے جتنے واقعات ہوتے ہیں، ان میں سے پچاسی فی صد سے بچا جا سکتا ہے۔ نیز ان میں سے تقریباً پچاس فی صد غذا میں نقائص کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اگر دن میں پانچ بار پھل اور سبزی مناسب مقدار میں کھائی جائے تو ان نقائص کو بہت حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔

کیمبرج یونیورسٹی کی ایک حالیہ تحقیق کے مطابق اگر روزانہ صرف ایک سیب ہی کھا لیا جائے تو مرض قلب سے قبل از وقت مرنے کا خطرہ بیس فی صد کم ہو جاتا ہے اور اگر ایک سیب کے ساتھ ساتھ ایک کینو اور ایک کیلا بھی روزانہ کھا لیا جائے تو یہ خطرہ پچاس فی صد کم ہو جائے گا۔

اگر روزانہ خوب پھل اور سبزی کھائی جائے خصوصاً امرود، رس بھری (raspberry) نیلی بیری، سرخ پہاڑی مرچ اور قسم نارنج کے پھل وغیرہ، تو زکام اور فلو جیسے چھوٹے موٹے تعدیوں سے بچاؤ میں مدد ملتی ہے۔ ان اشیاء سے حیاتین ج خوب حاصل ہوتی ہے۔

1998ء میں ایک تحقیقی مطالعے سے معلوم ہوا کہ جس غذا میں ریشہ زیادہ ہو وہ غذا چھاتی اور غدۂ مثانہ کے سرطان سے محفوظ رکھتی ہے۔ بند گوبھی، مٹر، لوبیا، بیری قسم کے پھل (مثلاً اسٹرابری، کرین بیری وغیرہ) اور خشک میوے، ان اشیاء میں ریشہ خوب ہوتا ہے۔ ویسے بھی حقیقتاً تمام سبزیوں اور زیادہ تر پھلوں میں تھوڑا بہت ریشہ ضرور ہوتا ہے۔

1999ء کے ایک تحقیقی مطالعے کے مطابق اگر ہم اپنی غذا میں روزانہ آدھی پیالی کے برابر نیلی بیری شامل کر لیا کریں تو یہ دماغ کے نئے خلیوں کی تشکیل میں محرک ثابت ہوگی اور ہماری یادداشت متاثر ہونے سے محفوظ رہ سکے گی۔

ہم میں سے بیشتر لوگوں کا خیال ہے کہ صرف دودھ اور اس سے بنی ہوئی چیزیں ہڈیوں کی ساخت اور مضبوطی میں مدد دیتی ہیں، لیکن گہرے ہرے رنگ کے پتوں والی سبزیاں جیسے پھول گوبھی اور کرم کلا وغیرہ بھی کیلشیم فراہم کرتی ہیں، جبکہ پیاز اس عمل کو روکتی ہے جو ہڈیوں کو کمزور کرتا ہے۔ سوئٹزر لینڈ کی برن یونیورسٹی کے تحقیق کار کہتے ہیں کہ دن میں بس ایک گرام پیاز کھا کر آپ اپنی ہڈیاں مضبوط کر سکتے ہیں۔

اگر ہفتے میں پانچ بار سرخ رنگت کے پھل اور سبزیاں مناسب مقدار میں کھائی جائیں تو اس سے پھیپھڑے کے سرطان کا خطرہ پچیس فی صد کم ہو جاتا ہے۔

ایری زونا یونیورسٹی کے تحقیق کاروں کا خیال ہے کہ اگر روزانہ پانچ سے دس بار مناسب مقدار میں سرخ، زرد اور نارنجی رنگ کے پھل اور سبزیاں کھائی جائیں تو اس سے جلد کے سرطان کا خطرہ کم ہو جاتا ہے، کیوں کہ ان پھلوں اور سبزیوں کے کھانے سے جلد کے اندر ایک تہہ بن جاتی ہے جو بالائے بنفشی (Ultraviolet) شعاعوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

(ہمدرد صحت نومبر 2007ء)

70 سال میں صرف 5 ماہ

☆ ایک جدید تحقیق سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو 70 سال کی عمر دیتا ہے تو وہ شخص اس عمر کے دوران 24 سال سونے، 14 سال کام، 8 سال کھیلنے کودنے وتفریح، 6 سال کھانے پینے، 5 سال سفر کرنے، 4 سال گپ شپ لگانے، 3 سال پڑھنے، 3 سال تعلیم حاصل کرنے، 3 سال ٹیلیویژن دیکھنے میں گزار دیتا ہے جبکہ 5 وقت نماز کی ادائیگی ان برسوں میں صرف 5 ماہ کے عرصہ تک بنتی ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 24 جنوری 2007ء)

محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر

ایک رات میں تہجد کی عادت

جرمنی سے محترم میاں غلام محمد صاحب اختر مرحوم کے ایک بیٹے اپنے لڑکپن کی باتیں خط میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ کے ابا جان حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی یاد بھی ہمیشہ دل و دماغ میں قائم رہی ہے۔ کیونکہ بچپن سے نماز تہجد کی عادت مجھے آپ سے ملی تھی۔ آپ جب بھی لاہور تشریف لاتے تو میری ڈیوٹی لگ جاتی کہ آپ ہی کے کمرہ میں سوؤں تا کہ رات پینے کے لئے یا وضو کے لئے پانی کی ضرورت پیش آئے تو میں اٹھوں اور باہر ہوا میں رکھے ہوئے ٹھنڈے گھڑوں سے پانی لاؤں یا وضو کے لئے نلکے سے تازہ پانی لاؤں۔ ایک بار اٹھے تو پھر آپ کے ساتھ تہجد کی نماز بھی پڑھی۔ تب سے ایسی عادت پڑی کہ لڑکپن سے آج تک رات کو اٹھ کر نماز نہ پڑھوں تو بے چینی رہتی ہے۔

براعظم امریکہ کی چند بیوت الذکر



بیت الرحمٰن امریکہ



بیت ..... کینیڈا



بیت الاعلیٰ ٹوباگو ٹرینیڈاڈ



بیت الذکر ایریزونا



بیت الاول گوئٹے مالا



بیت رحیم ٹرینیڈاڈ



بیت ناصر سرینام



احمدیہ مشن ہاؤس ٹرینیڈاڈ


Every piece a masterpiece
Ar-Raheem Jewellers - a name synonymous with fine jewellery in terms of design, innovation, exceptional creativity and extraordinary productive skills.
We are always inclined to create hand-crafted masterpiece jewellery that is unique and different. We bring you designs those are perfect to the minute details by the exteremly skilled craftmen.
This new masterpiece, conceived from Mughal era art, is one example of our craftmanship, creativity and innovation.
Be sure that we understand your taste, quality conciousness and individual style.
Ar-Raheem Jewellers
Ar-Raheem Jewellers Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700.
New Ar-Raheem Jewellers 1st Floor, Bhayani Chambers, Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700
Ar-Raheem Seven Star Jewellers Mehran Shopping Centre, Kehkashan, Block-8, Clifton, Karachi.

بیت الذکر میرا مکان، صالحین میرے بھائی اور یاد الٰہی میری دولت ہے

حضرت مسیح موعود کی خشوع و خضوع سے بھری ہوئی پاکیزہ نمازیں

حضور بیماری اور ضعف کی حالت میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرتے تھے

عبدالسمیع خان

حضرت مسیح موعود نے اپنا اور اپنی جماعت کا شناختی نشان نماز کو قرار دیا ہے۔

(ظہور احمد موعود ص 55)

اور فرمایا کہ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 48)

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ارکان دین میں سب سے زیادہ زور نماز پر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ نمازیں سنوار کر پڑھا کرو۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 126)

اس معیار کو سب سے عمدگی اور بلندی سے حاصل کرنے والے خود حضرت مسیح موعود تھے۔ آپ کی ابتدائی زندگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دلچسپیوں کا واحد محور نماز اور مرکز نماز تھا۔ اور اگر خداتعالیٰ آپ کو اس گوشہ گمنامی سے نکل کر توحید کا پرچم بلند کرنے کا حکم نہ دیتا تو آپ اسی طرح ساری عمر گزار دیتے دعویٰ ماموریت کے بعد تو آپ نے قیام نماز اور عبودیت الٰہی کے ایسے نمونے دکھائے جو رہتی دنیا تک مشعل راہ رہیں گے۔ آئیں آپ کی خلوت وجلوت کے کچھ نظارے ملاحظہ کرتے ہیں۔

بیت الذکر سے فطری لگاؤ

آپ کی ابتدائی زندگی اس حدیث کا منظر پیش کرتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سات آدمی سایہ رحمت الٰہی کے نیچے ہوں گے ان میں سے ایک وہ ہوگا جس کا دل خانہ خدا سے اٹکا رہتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب من جلس فی مسجد حدیث 620)

حضرت مسیح موعود کو شروع سے ہی نماز کے ساتھ گہرا تعلق اور ایک فطری لگاؤ تھا جو عمر کے آخر تک گویا ایک نشہ کی صورت میں آپ کے دل و دماغ پر طاری رہی۔ آپ کے ابتدائی سوانح میں یہ عجیب واقعہ ہے کہ جب آپ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ اپنی ہم سن لڑکی سے (جو بعد کو آپ سے بیاہی گئی) فرمایا کرتے تھے کہ دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے یہ فقرہ بظاہر نہایت مختصر ہے مگر اس سے عشق الٰہی کی ان لہروں کا پتہ چلتا ہے جو مافوق العادت رنگ میں شروع سے آپ کے وجود پر نازل ہو رہی تھیں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے انہی فطری رجحانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے کہ:

.... مَکَانِیْ وَالصَّالِحُوْنَ اِخْوَانِیْ وَ ذِکْرُاللّٰہِ مَالِیْ وَخَلْقُ اللّٰہِ عَیَالِیْ

فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے بیت الذکر میرا مکان، صالحین میرے بھائی، یادالٰہی میری دولت ہے اور مخلوق خدا میرا عیال اور خاندان ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص 53)

قادیان کے قریب کے گاؤں کا ایک معمر ہندو جاٹ بیان کیا کرتا تھا کہ میں (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب سے بیس سال بڑا ہوں۔ آپ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے پاس میرا بہت آنا جانا تھا میرے سامنے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی بڑا افسر یا رئیس مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے ملنے کے لئے آتا تھا تو باتوں باتوں میں ان سے پوچھتا تھا کہ مرزا صاحب آپ کے بڑے لڑکے (یعنی مرزا غلام قادر) کے ساتھ تو ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ لیکن آپ کے چھوٹے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ جواب دیتے تھے کہ ''ہاں میرا دوسرا لڑکا غلام قادر سے چھوٹا ہے تو سہی پر وہ الگ ہی رہتا ہے''......... پھر وہ کسی کو بھیج کر مرزا صاحب کو بلواتے تھے چنانچہ آپ آنکھیں نیچی کئے ہوئے آتے اور والد صاحب کے پاس ذرا فاصلہ پر بیٹھ جاتے اور یہ عادت تھی کہ بایاں ہاتھ اکثر منہ پر رکھ لیا کرتے تھے اور کچھ نہ بولتے اور نہ کسی کی طرف دیکھتے۔ بڑے مرزا صاحب فرماتے ''اب تو آپ نے اس دلہن کو دیکھ لیا''۔ بڑے مرزا صاحب کہا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا مسیتڑ ہے نہ نوکری کرتا ہے نہ کماتا ہے اور پھر وہ ہنس کر کہتے کہ چلو تمہیں کسی مسجد میں مقرر کروا دیتا ہوں۔ دس من دانے تو گھر میں کھانے کو آ جایا کریں گے۔

(تذکرۃ المہدی ص 299-300 از پیر سراج الحق نعمانی)

آپ کے خادم مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی روایت ہے کہ کبھی حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلاتے اور دریافت کرتے کہ ''سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے میں کہتا تھا کہ قرآن دیکھتے ہیں۔ اس پر وہ کہتے کہ کبھی سانس بھی لیتا ہے۔ پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ میں جواب دیتا کہ ہاں سوتے بھی ہیں۔ اور اٹھ کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کہتے کہ اس نے سارے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں۔ میں اوروں سے کام لیتا ہوں۔ دوسرا بھائی کیسا لائق ہے مگر وہ معذور ہے''۔ (تاریخ احمدیت جلد 1 ص 65)

حضرت مسیح موعود کا مطالعہ میں یہ انہماک اور دلی شغف حضور کے والد صاحب کی وفات تک بدستور قائم رہا۔ چنانچہ 1875ء، 1876ء کے زمانہ کے متعلق پنڈت دیوی رام کی شہادت ہے کہ آپ ہندو مذہب اور عیسائی مذہب کی کتب اور اخبارات کا مطالعہ فرماتے رہتے تھے۔ اور آپ کے اردگرد کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔ انہیں دنیا کی اشیاء میں سے مذہب کے ساتھ محبت تھی۔ مرزا صاحب (بیت الذکر) یا حجرہ میں رہتے تھے۔ آپ کے والد صاحب آپ کو کہتے تھے کہ غلام احمد تم کو پتہ نہیں کہ سورج کب چڑھتا ہے اور کب غروب ہوتا ہے اور بیٹھتے ہوئے وقت کا پتہ نہیں جب میں دیکھتا ہوں چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے''۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 182,178)

پنڈت دیوی رام جو 1875ء میں نائب مدرس ہو کر قادیان گیا بیان کرتا ہے۔

آپ کی عمر اس وقت 30,25 سال کے درمیان تھی۔ مرزا صاحب پانچ وقت نماز کے عادی تھے۔ روزہ رکھنے کے عادی تھے اور خوش اخلاق متقی اور پرہیز گار تھے۔ (سیرۃ المہدی جلد 3 ص 179)

اس دور میں آپ حافظ معین الدین کے خرچ کے اس لئے متکفل ہو گئے اور انہیں اپنے ساتھ رکھا کہ نماز باجماعت ادا کر لیا کریں گے۔

جب حضرت حافظ معین الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت ملی اس وقت ان کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی۔ حافظ صاحب نہایت سقیم حالت میں تھے۔ حضرت مسیح موعود نے ان کو اس حالت میں دیکھا۔ اور اپنے ساتھ بلا کر لے گئے اور کھانا کھلایا اور پھر کہا کہ حافظ تو میرے پاس رہا کر۔ حافظ صاحب کے لئے یہ دعوت غیر متوقع تھی۔ حضرت مسیح موعود کا خاندان چونکہ نہایت ممتاز اور پرشوکت خاندان تھا اور کسی کو ان کے سامنے کلام کرنے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی حافظ صاحب حضرت مسیح موعود کی اس مہربانی اور شفقت کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور بڑی شکرگزاری سے آپ کی خدمت میں رہنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ حافظ صاحب نے سمجھا کہ شاید مجھے کوئی کام کرنا پڑے۔ اس نے کہا کہ مرزا جی! (اس وقت ایسا ہی طریق خطاب تھا) مجھ سے کوئی کام تو ہو نہیں سکے گا۔ کیونکہ میں معذور ہوں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ حافظ! کام تم نے کیا کرنا ہے۔ اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے۔ اور تو قرآن شریف یاد کیا کر۔ دراصل حضرت مسیح موعود کی غرض یہ تھی کہ باجماعت نماز کے لئے ایک انتظام ہو جائے۔ اس سے حضرت مسیح موعود کے اس جوش عبادت کا بھی پتہ لگتا ہے جو باجماعت نماز کا آپ کے دل میں تھا کہ حضرت حافظ صاحب کو کھانے پینے اور پہننے کی ضرورت سے بے فکری ہوئی اور حضرت کی صحبت پاک میں رہنے کی عزت ملی۔ (رفقاء احمد جلد 13 ص 288,287)

آپ کی سیر وتفریح بھی بیت الذکر سے وابستہ تھی۔ عموماً بیت الذکر میں ہی ٹہلتے رہتے اور محو ہو کر اتنا ٹہلتے کہ جس زمین پر ٹہلتے وہ دب دب کر باقی زمین سے متمیز ہو جاتی۔

(سیرت مسیح موعود از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ص 69)

مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال کی چشم دید شہادت ہے کہ:

''قریباً 1872ء کا ذکر ہے میں چھوٹا تھا مرزا نظام الدین صاحب وغیرہ میرے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ میں عام طور پر حضرت مرزا صاحب کے والد صاحب کے گھر بوجہ رشتہ داری آتا جاتا تھا۔ میں ان کے پاس عام طور پر رہتا تھا مگر حضرت مرزا صاحب کی گوشہ نشینی کی وجہ سے میں یہی سمجھتا تھا کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا ایک ہی لڑکا غلام قادر ہے۔ مگر بیت الذکر میں میں مرزا صاحب کو بھی دیکھتا۔ میر ناصر نواب صاحب آیا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ یہ اپنے مکان میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ دوسرے دن میں نے دیکھا کہ آپ نماز پڑھ کر گھر میں تشریف لے جا رہے ہیں میں آپ کے والد صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ میں بھی جلدی سے اٹھ کر آپ کی طرف گیا۔

آپ اپنے کمرہ میں داخل ہوکر دروازہ بند کرنے لگے تھے کہ میں بھی جا پہنچا۔ آپ نے دروازہ کھول دیا اور دریافت کیا کہ کیا کام ہے؟ میں نے کہا میں ملنا چاہتا ہوں۔ آپ نے مجھے وہاں بٹھایا اور دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ لنگروال سے۔ اس کے بعد مجھے آپ کی واقفیت ہوگئی۔ آپ ایک بالا خانہ پر عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اور گھر سے جب روٹی آتی تو اس کی ایک کھڑکی سے بذریعہ چھینکا روٹی اوپر لے لیتے۔ اس کے بعد آپ سے مجھے انس ہوگیا اور گھر سے آپ کی روٹی میں لایا کرتا''۔

''میں آپ کے پاس ہی رہتا تھا اور اسی کمرہ میں سوتا تھا۔ آپ نے استخارہ بھی سکھایا۔ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھنے کے بعد گفتگو نہیں کرنی ہوتی تھی۔ صبح کو جو خواب آتی میں وہ آپ کو بتلا دیتا۔ آپ کے پاس فارسی کا ایک تعبیر نامہ بھی تھا آپ اسے دیکھتے تھے۔ آپ نے مجھے یہ بھی کہا کہ دونوں گھروں میں (مرزا امام دین اور آپ کا مکان مراد تھا) استخارہ کا طریق بتلا دو۔ اور اس طریق سے وہ سویا کریں۔ اور یہ بھی آپ نے کہا تھا کہ صبح جا کر ان کی خوابیں سنا کرو......۔

آپ بیت الذکر میں فرض نماز ادا کرتے۔ سنتیں اور نوافل مکان پر ہی ادا کرتے تھے عشاء کی نماز کے بعد آپ سو جاتے تھے اور نصف رات کے بعد آپ جاگ پڑتے اور نفل ادا کرتے۔ اس کے بعد قرآن مجید پڑھنا۔ مٹی کا دیا آپ جلاتے تھے۔ تلاوت فجر کی (نداء) تک کرتے۔ جس کمرہ میں آپ کی رہائش تھی وہ چھوٹا سا تھا اس میں ایک چارپائی اور ایک تخت پوش تھا۔ چارپائی تو آپ نے مجھے دی ہوئی تھی اور خود تخت پوش پر سوتے تھے۔ فجر کی (نداء) کے وقت آپ پانی کے ہلکے ہلکے چھینٹوں سے مجھے جگاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دریافت کیا کہ حضور مجھے ویسے ہی کیوں نہیں جگا دیتے۔ آپ نے فرمایا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا اس سنت پر میں کام کرتا ہوں تا کہ جاگنے میں تکلیف محسوس نہ ہوں۔ نماز فجر کے بعد آپ واپس آ کر کچھ عرصہ سو جاتے تھے کیونکہ رات کا اکثر حصہ عبادت الٰہی میں گذرتا تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص 121,120)

حضرت میر ناصر نواب صاحب اپنی اہلیہ کے علاج کی غرض سے 1876ء کے اوائل میں قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود کے والد حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب سے علاج کراتے رہے۔ اگلے سال 1877ء میں حضرت میر صاحب کی مرزا غلام قادر مرحوم کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود سے پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کے بیان کے مطابق یہ وہ زمانہ تھا جب کہ حضرت اقدس ''براہین احمدیہ'' لکھ رہے تھے۔ حضرت میر صاحب کے زیادہ مراسم گو آپ کے بڑے بھائی سے تھے لیکن ابتدائی ملاقات ہی سے آپ کے دل پر حضرت مسیح موعود کی تقویٰ شعاری، عبادت اور ریاضت اور گوشہ گزینی نقش ہوگئی جس کا کبھی کبھی گھر میں آ کر اظہار کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ''مرزا غلام قادر کا چھوٹا بھائی بہت نیک اور متقی ہے''۔ چند ماہ بعد ان کی تبدیلی قادیان سے لاہور میں ہوگئی تو وہ چند روز کے لئے اپنے اہل خانہ کو حضور کے مشورہ کے احترام میں بے تامل آپ ہی کے ہاں چھوڑ گئے اور جب وہاں مکان کا بندوبست ہوگیا تو پھر انہیں لے گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ ''میں نے اپنے گھر والوں سے سنا کہ جب تک میرے گھر کے لوگ مرزا صاحب کے گھر میں رہے مرزا صاحب کبھی گھر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ باہر کے مکان میں رہے۔ اس قدر ان کو میری عزت کا خیال تھا۔ وہ بھی عجب وقت تھا حضرت صاحب گوشہ نشین تھے، عبادت اور تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ لالہ شرمپت اور ملاوامل کبھی کبھی حضرت صاحب کے پاس آیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کے کشف اور الہام سنا کرتے تھے بلکہ کئی کشوف اور الہاموں کے پورے ہونے کے گواہ بھی ہیں۔ اس وقت یہ سچے اور نرم دل تھے۔

حضرت میر صاحب ابتداء قادیان میں رہائش پذیر ہوئے تو انہیں حضرت مسیح موعود کے ساتھ اکثر نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا اور وہ نماز کے بعد حضور سے علمی اور فقہی مسائل پر بھی مذاکرہ کیا کرتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص 131)

وضو اور طہارت

نماز کا بڑا گہرا تعلق ظاہری و باطنی پاکیزگی سے ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود کے معمولات اور عادت میں یہ بات داخل تھی کہ آپ ہمیشہ باوضو رہتے حضرت اماں جان روایت کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر ہروقت باوضو رہتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد اول ص 2)

حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ہروقت باوضو رہتے۔ رفع حاجت سے فارغ ہوکر آتے تھے تو وضو کر لیتے تھے سوائے اس کے کہ بیماری یا کسی اور وجہ سے رک جاویں۔

(الفضل 27 جون 1998 ص 3)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی گواہی دیتے ہیں کہ:

مختلف سفروں کے دوران خود میں نے بھی اس امر کا مشاہدہ کیا کہ آپ جب کبھی پیشاب یا رفع حاجت کر کے آتے تو وضو کر لیتے تھے۔

(سیرت مسیح موعود ص 70)

حضور سردیوں میں عام طور پر گرم پانی سے وضو کرتے تھے۔ (سیرت مسیح موعود ص 345)

آپ نماز کے لئے وضو ہمیشہ گھر میں کر کے جایا کرتے تھے۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

نداءِ نماز

حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب بیان کرتے ہیں کہ اوائل میں حضرت مسیح موعود خود ہی نداء دیا کرتے تھے اور خود ہی نماز میں امام ہوا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد اول ص 162)

پھر فرماتے ہیں:-

دوسری شادی سے قبل حضور دن کو بیت مبارک کے حجرہ میں اور رات کو بیت مبارک کی چھت پر مقام فرمایا کرتے تھے اور یہ عاجز بھی اسی جگہ روز و شب رہا کرتا تھا ان ہی ایام میں حضرت اقدس مسیح موعود نداء بھی خود ہی دیا کرتے تھے اور جماعت بھی آپ ہی کرایا کرتے تھے صرف دو تین مقتدی ہوا کرتے تھے۔ ایک یہ عاجز اور ایک حافظ حامد علی صاحب اور ایک آدھ کوئی اور۔ (سیرت مسیح موعود ص 31)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بیان کرتے ہیں:

بیت مبارک باوجود اپنی پہلی تنگی کے ہم پر فراخ رہا کرتی تھی۔ جس میں بارہا حضرت مسیح موعود تن تنہا نماز کے لئے تشریف لے آیا کرتے تھے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ باوجود انتظار کے جب اور کوئی نہ پہنچا تو حضور نے کسی کو بلوا کر نداء کہلوائی۔ بلکہ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ حضور نے خود بھی ندا دی حضور کی آواز گو ہلکی تھی مگر نہایت دلکش اور سریلی آواز تھی جس میں لحن داؤدی کی جھلک اور گویا نفخ صور کا سماں بندھ رہا تھا۔

(رفقاء احمد جلد ص 9 ص 193)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی بیان فرماتے ہیں:

جب حضرت اقدس مسیح موعود نماز پڑھتے خواہ بیت الذکر میں یا مکان میں یا جنگل میں...........ضرور کہلواتے۔ حالانکہ لودھیانہ میں جس مکان میں حضرت کا قیام تھا اس کے قریب ہی مسجد تھی اور اس مسجد میں برابر اذان ہوتی تھی لیکن پھر بھی آپ......نماز کے وقت دلوا لیتے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور مسجد میں اذان ہوتی ہے اور اس کی برابر آواز یہاں اس مکان پر پہنچتی ہے وہی اذان کافی ہے حضرت اقدس نے فرمایا نہیں........... ضرور دو۔ جہاں نماز ہو وہاں...... ضروری ہے۔ (تذکرۃ المہدی ص 70)

حضرت میاں امام الدین سیکھوانی بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت مسیح موعود کے وقت میں حافظ معین الدین عرف منا منادی مقرر تھا۔ اور کچھ وقت احمد نور کابلی بھی منادی رہے ہیں۔ اور میں بھی کچھ عرصہ نداء دیتا رہا ہوں۔ اور دوسرے دوست بھی بعض وقت نداء دیتے تھے۔ گویا اس وقت منادی کافی تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ دو منادی ایک ہی وقت میں نداء دینے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے نداء دینی شروع کی۔ تو حافظ معین الدین نے بھی شروع کر دی۔ پھر حافظ صاحب ہی نداء دیتے رہے اور دوسرا شخص خاموش ہوگیا۔ اس وقت شوق کی وجہ سے منادیوں میں بھی جھگڑا ہوتا رہتا تھا۔ ایک کہتا تھا کہ میں نے نداء دینی ہے اور دوسرا کہتا تھا میں نے دینی ہے۔ بعض وقت مولوی عبدالکریم صاحب نداء دیدیا کرتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 284)

نماز باجماعت کا قیام

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان فرماتے ہیں:

نمازوں کے اوقات کی پابندی کا آپ پورا خیال رکھتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز کے واسطے (بیت الذکر) میں تشریف لاتے تھے مگر وضو ہمیشہ گھر میں کر کے (بیت الذکر) جاتے تھے۔ جمعہ کے دن پہلی سنتیں بھی گھر میں پڑھ کر (بیت الذکر) تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب تک (بیت) مبارک تیار نہیں ہوئی۔ آپ سب نمازوں کے واسطے بڑی (بیت) اقصیٰ کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔

(روزنامہ الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضور کے دعویٰ مسیحیت کے ایام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی تحریر فرماتے ہیں:

میں آپ کی خدمت میں تین مہینے تک رہا اس زمانہ میں حضرت اقدس سخت بیمار تھے اور نماز باجماعت کا اس حالت بیماری اور ضعف میں نہایت التزام رکھتے تھے۔

پھر فرماتے ہیں میں 1882ء سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس وقت کچھ کسی قدر ریش و بروت آیا تھا تب سے وفات کے کچھ ماہ پیشتر تک حاضر خدمت رہا ہمیشہ نماز باجماعت کا حضرت کو پابند پایا۔ (تذکرۃ المہدی ص 70,69)

حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت مسیح موعود بیت مبارک میں نماز صبح کے وقت کچھ پہلے تشریف لے آئے ابھی کوئی روشنی نہ ہوئی تھی۔ اس وقت آپ بیت کے اندر اندھیرے میں ہی بیٹھے رہے۔ پھر جب ایک شخص نے آ کر روشنی کی تو فرمانے لگے کہ دیکھو روشنی کے آگے ظلمت کس طرح بھاگتی ہے۔

(سیرت المہدی جلد 3 ص 284)

صف اول میں

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ قدیم بیت مبارک میں حضرت مسیح موعود نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آج کل موجودہ بیت مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ بیت کی توسیع ہوگئی یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے بیت اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 268)

سفروں میں اہتمام نماز

حضرت مسیح موعود کو دعویٰ سے قبل اور دعویٰ کے بعد بھی بارہا مختلف مصالح کیلئے سفر کرنے پڑے مگران

میں بھی آپ نماز کا بھرپور اہتمام کرتے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے بیان کیا کہ:

"حضرت مسیح موعود کے ملازم غفار کا کام اتنا ہی تھا کہ جب آپ مقدمات کے لئے سفر کرتے تو وہ ساتھ ہوتا اور لوٹا اور مصلّی اس کے پاس ہوتا۔ ان دنوں آپ کا معمول یہ تھا کہ رات کو بہت کم سوتے اور اکثر حصہ جاگتے اور رات بھر نہایت رقت آمیز لہجہ میں گنگناتے رہتے" (شمائل احمد ص 28)

حضرت بھائی محمود احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں کرم دین والا مقدمہ گورداسپور میں دائر تھا۔ عموماً حضرت اقدس مقدمہ کی تاریخوں پر قادیان سے علی الصبح روانہ ہوتے تھے اور نماز فجر راستہ میں ہی حضرت مولوی فضل الدین صاحب بھیروی کی امامت میں ادا فرماتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 31)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

(غالباً 1903ء) ایک سفر میں جبکہ ہم چند خدام حضرت مسیح موعود کے ہمراہ قادیان سے گورداسپور جا رہے تھے۔ اور قادیان سے بہت سویرے ہم سوار ہوئے تھے۔ نماز فجر کے وقت نہر پر پہنچے۔ اور وہاں نماز فجر ادا کی گئی اور حضور کے فرمانے سے عاجز راقم پیش امام ہوا۔ پانچ سات آدمی ساتھ تھے۔

(ذکر حبیب ص 110)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

(غالباً 1903ء) ایک دفعہ مقدمہ کرم دین میں جب کہ حضرت صاحب کمرہ عدالت میں بہ سبب ساعت مقدمہ تشریف فرما تھے۔ نماز ظہر کا وقت گزر گیا۔ اور نماز عصر کا وقت بھی تنگ ہو گیا۔ تب حضور نے عدالت سے نماز پڑھنے کی اجازت چاہی اور باہر آ کر برآمدے میں ہی اکیلے ہی ہر دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ (ذکر حبیب ص 110)

میر عنایت علی شاہ صاحب لودھیانوی بیان کرتے ہیں کہ جب اول ہی اول حضور اقدس لدھیانہ تشریف لائے تھے تو صرف تین آدمی ہمراہ تھے۔ میاں جان محمد صاحب و حافظ حامد علی صاحب اور لالہ ملاوامل صاحب غالباً تین روز حضور لدھیانہ میں ٹھہرے ایک روز حضور بہت سے احباب کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے۔ خاکسار بھی ہمراہ تھا راستہ میں عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ حضور نے وہیں پر مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

(سیرت المہدی جلد 3 ص 34)

نماز کو مقدم رکھا

آپ کو مقدمات کے لئے کئی سفر کرنے پڑے مگر مقدمات خواہ کتنے پیچیدہ اہم اور آپ کی ذات یا خاندان کے لئے دوررس نتائج کے حامل ہوتے آپ نماز کی ادائیگی کو ہر صورت میں مقدم رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کا ریکارڈ ہے کہ آپ نے ان مقدمات کے دوران میں کبھی کوئی نماز قضاء نہیں ہونے دی۔ عین کچہری میں نماز کا وقت آتا تو اس کمال محویت اور ذوق شوق سے مصروف نماز ہو جاتے کہ گویا آپ صرف نماز پڑھنے کے لئے آئے ہیں کوئی اور کام آپ کے منظر نہیں ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے عجز و نیاز کر رہے ہوتے اور مقدمہ میں طلبی ہو جاتی مگر آپ کے استغراق، توکل علی اللہ اور حضور قلب کا یہ عالم تھا کہ جب تک مولائے حقیقی کے آستانہ پر جی بھر کر الحاح وزاری نہ کر لیتے اس کے دربار سے واپسی کا خیال تک نہ لاتے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

"میں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی مگر میں نماز میں تھا فریق ثانی پیش ہو گیا اور اس نے یک طرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا۔ مگر عدالت نے پروانہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ میں جب نماز سے فارغ ہو کر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہو۔ مگر جب میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں"۔

(حیات احمد ص 74)

عدالت سے غیر حاضری کے باوجود آپ کے حق میں فیصلہ ہو جانا ایک بھاری الٰہی نشان تھا جو آپ کے کمال درجہ انقطاع وابتہال کے نتیجہ میں نمودار ہوا۔

سر جیمز ولسن فنانشل کمشنر پنجاب ایک روزہ دورہ پر 21 مارچ 1908ء کو صبح گیارہ بجے قادیان آئے۔ ان کے ہمراہ ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور مہتمم بندوبست اور پرائیویٹ سیکرٹری بھی تھے۔ جماعت کے ایک وفد نے ان کا استقبال کیا۔

اثنائے گفتگو میں فنانشل کمشنر صاحب نے حضرت مسیح موعود سے ملاقات کے لئے خواہش کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ حضور اپنے بعض خدام کے ساتھ شام کے پانچ بجے تشریف لے گئے۔ اس وقت عجب نظارہ تھا کیمپ کے اردگرد مخلوق خدا کا ایک تانتا بندھا تھا فنانشل کمشنر صاحب نہایت اخلاق واکرام سے احتراماً آگے آئے اور اپنے خیمہ کے دروازہ پر حضور کا شایان شان استقبال کیا۔ حضرت اقدس اور دوسرے احباب کرسیوں پر بیٹھ گئے اور نہایت اچھے ماحول میں سلسلہ کلام شروع ہوا۔ حضور پون گھنٹہ تک دین کی خوبیوں اور اپنے سلسلہ کے اغراض و مقاصد مختلف امور پر گفتگو فرماتے رہے۔ فنانشل کمشنر صاحب حضور کی ملاقات پر بہت ہی خوش ہوئے۔ ازاں بعد حضور واپس تشریف لے آئے۔ رستہ میں حضور نے خود ہی بتایا ہم نے خوب کھول کھول کر فنانشل کمشنر کو دین کی خوبیاں سنائیں اور اپنی طرف سے حجت پوری کر دی۔

فنانشل کمشنر نے اور بھی باتیں کرنا چاہیں اور دنیاوی باتیں تھیں۔ میں نے کہا آپ دنیاوی حاکم ہیں خدا نے ہمیں دین کے لئے روحانی حاکم بنایا ہے جس طرح آپ کے وقت کاموں کے مقرر ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کام مقرر ہیں اب ہماری نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم کھڑے ہو گئے۔ فنانشل کمشنر بھی کھڑے ہو گئے اور خوش خوش ہمارے ساتھ خیمہ تک باہر آئے اور ٹوپی اتار کر سلام کیا اور ہم چلے آئے۔

(سیرت احمد از حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب ص 57)

جن کو امامت کی سعادت ملی

حدیث نبویؐ میں اشارہ تھا کہ مسیح موعود عام طور پر خود نماز نہیں پڑھائے گا۔

چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ بالعموم خود امامت کم کرواتے اور جو بھی دیندار شخص پاس حاضر ہوتا تھا اسے امامت کے لئے آگے کر دیتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 42)

آغاز میں مختلف لوگ نماز پڑھاتے رہے لیکن جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تشریف لائے تو وہ امام نماز مقرر ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

اور سنا گیا ہے کہ حضرت نے دراصل حضرت مولوی نورالدین صاحب کو امام مقرر کیا تھا۔ لیکن مولوی صاحب نے مولوی عبدالکریم صاحب کو کروا دیا۔ چنانچہ اپنی وفات تک جو 1905ء میں ہوئی مولوی عبدالکریم صاحب ہی امام رہے۔

(سیرت المہدی جلد اول ص 162)

ان کے بعد عام طور پر حضرت مولانا نورالدین صاحب نمازیں پڑھاتے رہے اور خطبات جمعہ دیتے رہے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں پانچ وقت کی نماز اور جمعہ کی نماز تو مولوی عبدالکریم صاحب پڑھاتے تھے۔ مگر عیدین کی نماز ہمیشہ حضرت مولوی نورالدین صاحب پڑھایا کرتے تھے۔ الاماشاء اللہ اور جنازوں کی نماز عموماً حضرت مسیح موعود خود پڑھاتے تھے"۔

(سیرت المہدی جلد 3 ص 147)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن کی چشمدید شہادت کے مطابق مندرجہ ذیل خوش نصیب بزرگوں کے پیچھے حضرت مسیح موعود نے نماز باجماعت پڑھی ہے۔

1۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول
2۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
3۔ حضرت حکیم فضل الدین صاحب مرحوم بھیروی
4۔ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی
5۔ حضرت مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی
6۔ حضرت بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب
7۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب
8۔ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب
9۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہوی
10۔ حضرت پیر افتخار احمد صاحب

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب یہ روایت سپرد قرطاس کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"دوسری روایتوں سے قاضی امیر حسین صاحب اور میاں جان محمد کے پیچھے بھی آپ کا نماز پڑھنا ثابت ہے"۔ (سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 42 روایت 550 طبع اول اپریل 1939ء قادیان)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

مقدمہ کرم دین کے ایام میں جب کہ دوسرے بزرگ ساتھ نہ ہوتے تھے کئی ماہ تک یہ عاجز پیش امام نماز ہوتا رہا۔ لیکن جنازوں کی نماز حضور خود پڑھایا کرتے تھے۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت حافظ نور محمد صاحب بہت ابتدائی زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان دنوں میں حضرت صاحب بعد نماز عصر سیر کے لئے باہر تشریف لیجایا کرتے تھے اور کوس کوس دو دو کوس نکل جایا کرتے تھے بعض وقت مغرب کی نماز باہر ہی پڑھ لیا کرتے تھے اور مجھے امام کر لیتے تھے اور آپ خود مقتدی ہو جاتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 2 ص 32)

حضرت خلیفہ نور الدین صاحب جمونی نے بھی ایک دفعہ حضور کے حکم پر نماز پڑھائی اور حضور نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ (حیات احمد جلد سوم ص 123)

حضرت مسیح موعود بطور امام الصلوٰۃ

حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب بیان کرتے ہیں کہ اوائل میں حضرت مسیح موعود خود ہی امامت کرایا کرتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد اول ص 162)

حضرت میاں محمد خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ابتداء میں حضرت صاحب بیت مبارک میں خود نماز پڑھایا کرتے تھے ایک آدمی آپ کے دائیں طرف کھڑا ہوتا تھا اور پیچھے صرف چار پانچ مقتدی کھڑے ہو سکتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 35)

حضرت میر عنایت علی صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضور اول اول لدھیانہ تشریف لائے تھے تو صبح کی نماز خود پڑھایا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 3 ص 34)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں:

میں کئی کئی ماہ متواتر حضور کی خدمت میں ٹھہرا کرتا تھا اور نماز کے اندر صرف تین یا چار آدمی ہوتے تھے تب بھی ہمیشہ نہیں لیکن گاہے گاہے حضور خود نماز پڑھایا کرتے تھے۔ دعویٰ کے بعد بہت کم ایسا اتفاق ہوا کہ حضور نے خود نماز پڑھائی ہو۔

(الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت بھائی محمود احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مقدمہ کے دوران حضور صبح سویرے قادیان سے روانہ ہوئے۔ بٹراں کی نہر کے قریب نماز فجر کا جو وقت ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ نماز فجر کا وقت ہو گیا ہے یہیں نماز پڑھ لی جائے۔ احباب نے عرض کی کہ حضور حکیم مولوی فضل الدین صاحب آگے نکل گئے ہیں اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ساتھ ہیں۔ حضور خاموش ہو گئے اور خود ہی امامت فرمائی۔ پہلی رکعت فرض میں آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص تلاوت

فرمائی۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 31)

حضرت قاضی امیر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول قادیان سے باہر گئے ہوئے تھے میں مغرب کی نماز میں آیا تو دیکھا کہ آگے حضرت مسیح موعود خود نماز پڑھا رہے تھے قاضی صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے چھوٹی چھوٹی دو سورتیں پڑھیں مگر سوز و درد سے لوگوں کی چیخیں نکل رہی تھیں۔

(سیرت المہدی جلد اول ص 23)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں:

1899ء میں غالباً ٹیکس کا مقدمہ تھا جب کہ حضرت مسیح موعود نے نماز ظہر گورداسپور کے احاطہ کچہری میں بعض لوگوں کی درخواست پر خود پیش امام ہو کر پڑھائی۔ اور بہت سے لوگ دوڑ دوڑ کر اس نماز میں شامل ہوئے۔ (ذکر حبیب ص 63)

حضرت خلیفہ نور الدین صاحب جمونی فرماتے ہیں:

ایک دفعہ جب حضور گورداسپور تشریف لے گئے تو میں نے ایک بار حضور کے حکم سے نماز پڑھائی اور حضور نے میری اقتداء میں نماز پڑھی ایک دفعہ میں نے بھی گورداسپور میں حضور کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

(حیات احمد جلد سوم ص 123)

حضرت میر محمد اسحاق صاحب فرماتے ہیں:

میرے بچپن میں بیسیوں دفعہ ایسا ہوا کہ حضور نے مغرب و عشاء اندر عورتوں کو جماعت سے پڑھائیں۔ میں آپ کے دائیں طرف کھڑا ہوتا تھا۔ عورتیں پیچھے کھڑی ہوتیں۔

(ماہنامہ الفرقان۔ ستمبر/اکتوبر 1961ء ص 49)

حضرت صوفی غلام محمد صاحب سکنہ امرتسر پرانے احمدی تھے۔ انہوں نے بتلایا کہ ایک دفعہ میں اپنے طالب علمی کے زمانہ میں (جب بیعت ابھی شروع نہیں ہوئی تھی) حضرت مسیح موعود کو قادیان آکر ملا اور بیت میں نماز پڑھی۔ حضرت مسیح موعود امام تھے اور صرف میں مقتدی۔ کوئی تیسرا آدمی نہ تھا۔

(رفقاء احمد جلد اول ص 101)

حضرت اماں جان بیان کرتی ہیں:

''حضرت مسیح موعود جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ انما اشکوبثی وحزنی الی اللہ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا اور آپ کی قراءت لہر دار ہوتی تھی۔

(سیرت المہدی جلد اول ص 68)

حضرت حافظ نور محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود ہمارے گاؤں فیض اللہ چک میں تشریف لے گئے اور ہماری متصلہ بیت الذکر میں تشریف فرما ہوئے اور بوقت مغرب بڑی بیت میں لوگوں کے اصرار سے جا کر نماز پڑھائی اس کے بعد آپ موضع تھ غلام نبی میں تشریف لے گئے کیونکہ وہاں آپ کی دعوت تھی۔

(سیرت المہدی جلد 2 ص 36)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

جو نماز آپ لوگوں کے سامنے پڑھتے تھے اس کو آپ چنداں لمبا نہ کرتے تھے۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی وفات سے چند روز قبل ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے بیت مبارک میں ایک نماز کی امامت کرائی۔ نماز کے ختم ہونے پر فوراً مولوی عبداللہ صاحب تبسم کرتے ہوئے آگے بڑھے اور فرمانے لگے آپ نے بعینہ ایسی مختصر نماز پڑھائی جیسا کہ ابتدائی زمانوں میں کبھی حضرت مسیح موعود پڑھایا کرتے تھے جبکہ ہنوز آپ کا کچھ دعویٰ نہ تھا اور آپ براہین احمدیہ لکھا کرتے تھے۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

ایک یادگار اور تاریخی تقریب

حضرت منشی محمد افضل صاحب مدیر ''البدر'' قادیان کے قلم سے گورداسپور میں 21 جولائی 1904ء کی ایک مبارک تقریب کا وجد آفرین اور روح پرور منظر یوں ہے:

''ایک بجے کا وقت تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے چند ایک موجودہ خدام کو ارشاد فرمایا۔ کہ نماز پڑھ لی جاوے۔ سب نے وضو کیا۔ نماز کے لئے چٹائیاں بچھیں۔ حاضرین منتظر تھے کہ حسب دستور سابقہ حضور کسی حواری کو امامت کے لئے ارشاد فرماویں گے کہ اسی اثناء میں آگے بڑھے۔ اور اقامت کہے جانے کے بعد آپ نے نماز ظہر اور عصر قصر اور جمع کر کے پڑھائیں حضور کو امام اور خود کو مقتدی پا کر حاضرین کے دل باغ باغ تھے۔ ان مقتدیوں میں کئی ایسے احباب تھے۔ جن کی ایک عرصہ سے آرزو تھی کہ کبھی حضرت مسیح موعود نماز میں خود امام ہوں اور ہم مقتدی۔ ان کی امید آج بر آئی اور مجھ پر بھی یہ راز کھلا۔ کہ امام نماز کی جس قدر توجہ الی اللہ زیادہ ہوتی ہے۔ اسی قدر جذب قلوب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چونکہ خدا کے فضل سے اس مبارک نماز میں میں خود بھی شریک تھا۔ اس لئے دیکھا گیا کہ بے اختیار دلوں پر عاجزی اور فروتنی اور حقیقی عجز وانکسار غالب آتا جاتا تھا۔ اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف کھچا جاتا تھا۔ اور اندر سے ایک آواز آتی تھی۔ کہ دعا مانگو۔ قلب رقیق ہو کر پانی کی طرح بہہ بہہ جاتا تھا۔ اور اس پانی کو آنکھوں کے سوا کوئی راستہ نکلنے کا نہ ملتا تھا اور اس مبارک وقت کے ہاتھ آنے پر شکریہ الٰہی میں دل ہرگز گوارا نہ کرتا تھا کہ سجدہ سے سر اٹھایا جاوے۔ غرضیکہ عجیب کیفیت تھی۔ اور ایک متقی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے سے جو جو بخششیں اور رحمت از روئے حدیث شریف مقتدیوں کے شامل حال ہوتی ہیں۔ ان کا ثبوت دست بدست مل رہا تھا۔

اس تاریخی نماز میں شامل ہونے والے تمام 20 مقتدیوں کے نام بھی حضرت منشی محمد افضل صاحب نے 24 جولائی 1904ء کے البدر میں محفوظ کر دیئے۔

(البدر 24 جولائی 1904ء)

جذبات کا اخفاء

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود لوگوں پر اپنے جذبات کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نماز باجماعت میں یا لوگوں کے سامنے کسی نماز میں اپنے خشوع و خضوع کو اس حد تک ظاہر کریں کہ آپ کے آنسو ٹپکنے لگیں یا آپ کی گریہ کی آواز سنائی دے۔ ایک دفعہ سورج کو جب پیشگوئیوں کے مطابق گرہن لگا تو (بیت) اقصیٰ قادیان میں نماز کسوف ادا کی گئی۔ امام نماز مولوی محمد احسن صاحب مرحوم تھے۔ انہوں نے سورہ فاتحہ اور قراءت بالجہر پڑھی اور بعض دعائیں بالجہر بھی کیں جس سے اکثر نمازیوں پر حالت وجد طاری ہوئی۔ بہتیرے نماز میں رو رہے اور دعائیں کر رہے تھے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رحم سے یہ توفیق عطا ہوئی کہ ہم اس سے فائدہ اٹھانے والے اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو قبول کرنے والے ہیں۔ غرض اکثر لوگ گریہ و بکا میں مصروف تھے مگر حضرت مسیح موعود جو ہمارے ساتھ اس نماز میں شامل تھے اور میں حضور کے پہلو بہ پہلو کھڑا تھا، آپ کی کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور جسم میں ایسی حرکات تھیں جو ایسی رقت کی حالت میں بعض دفعہ انسان پر طاری ہو جاتی ہیں۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

جمع نماز

مسیح موعود کی جو علامات مقرر تھیں ان میں ایک علامت یہ بھی تھی کہ 'تجمع له الصلوٰة ''یعنی مسیح موعود کے لئے نمازیں جمع کی جائیں گی۔ (مسند احمد حدیث نمبر 7562) جس میں اس طرف اشارہ تھا کہ مصروفیت کا ایک زمانہ اس پر ایسا آئے گا کہ اس کے دینی اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے نمازیں جمع کی جائیں گی۔ ضمناً اس سے یہ بھی بتانا مقصود تھا کہ مسیح موعود نماز کے وقت پیش امام نہیں ہوگا بلکہ کوئی اور امامت کرائے گا سو اس پیش گوئی کے عین مطابق قریباً اکتوبر 1900ء سے فروری 1901ء تک کا دور ایسا آیا جب کہ ''خطبہ الہامیہ'' ''تحفہ گولڑویہ'' ''تریاق القلوب'' اور بعض دوسری کتب کی تکمیل اور ''اعجاز المسیح'' کی تصنیف کے سلسلہ میں چار پانچ ماہ تک حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بیت مبارک میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرواتے رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 ص 171)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

وفات سے دو تین سال قبل جب کہ حضور نماز مغرب و عشاء کے واسطے باہر (بیت الذکر) میں تشریف نہ لا سکتے، گھر کے اندر عورتوں اور اولاد کو جمع کر کے نماز پڑھاتے اور مغرب و عشاء جمع کی جاتی۔ جمع کے واسطے عموماً مغرب اپنے وقت پر پڑھ کر عشاء ساتھ ملا لی جاتی یا عشاء کے وقت مغرب کا وقت تھوڑا سا گزار کر وہ نمازیں پڑھ لی جاتی تھیں مگر ایسا بھی ہوتا کہ مغرب اپنے وقت پر پڑھ کر عشاء ساتھ ملا لی جاتی یا عشاء کے وقت مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھ لی جاتی تھیں۔ جب نمازیں جمع ہوتیں تو پہلی، درمیانی اور آخری کوئی سنتیں نہ پڑھتے تھے۔ صرف فرض پڑھے جاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے ظہر کے وقت پہلی سنتیں پڑھنی شروع کر دیں تو حضور نے دو دفعہ فرمایا نماز جمع ہوگی سنتوں کی ضرورت نہیں۔ پس میں نے سلام پھیر دیا اور سنتیں نہ پڑھیں''۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

سنتیں اور نوافل گھر میں

حضرت مسیح موعود فریضہ نماز کی ابتدائی سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے۔ اور بعد کی سنتیں بھی عموماً گھر میں اور کبھی کبھی بیت الذکر میں پڑھتے تھے۔

(سیرۃ المہدی جلد اول ص 4)

حضرت مسیح موعود کا معمول شروع سے یہ تھا کہ آپ سنن اور نوافل گھر پر پڑھا کرتے تھے اور فرض نماز جماعت کے ساتھ بیت الذکر میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ التزام آپ کا آخر وقت تک رہا۔ البتہ جب کبھی فرض نماز کے بعد دیکھتے کہ بعض لوگ جو پیچھے سے آکر جماعت میں شریک ہوئے ہیں اور ابھی انہوں نے نماز ختم نہیں کی اور راستہ نہیں ہے تو آپ بیت الذکر میں سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ یا کبھی کبھی جب بیت میں بعد نماز تشریف رکھتے تو سنن، بیت میں پڑھا کرتے تھے۔ (سیرت مسیح موعود ص 65)

حضرت مرزا دین محمد صاحب لنگروال بیان کرتے ہیں کہ:-

''حضرت مسیح موعود بیت الذکر میں فرض نماز ادا فرماتے۔ سنتیں اور نوافل مکان پر ہی ادا فرماتے۔

(الفضل 2 دسمبر 1941ء۔ شمائل احمد ص 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ایک بار فرمایا:

حضرت مسیح موعود کی عادت تھی کہ آپ فرض پڑھنے کے بعد فوراً اندرون خانہ چلے جاتے تھے اور ایسا ہی اکثر میں بھی کرتا ہوں اس سے بعض نادان بچوں کو بھی غالباً یہ عادت ہوگئی ہے کہ وہ فرض پڑھنے کے بعد فوراً بیت الذکر سے چلے جاتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ وہ سنتوں کی ادائیگی سے محروم ہو جاتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت صاحب اندر جا کر سب سے پہلے سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی کرتا ہوں۔ کوئی ہے جو حضرت صاحب کے اس عمل درآمد کے متعلق گواہی دے۔

اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جو حسب العادت مجلس درس میں تشریف فرما تھے کھڑے ہوئے اور بآواز بلند کہا بے شک حضرت صاحب کی ہمیشہ عادت تھی کہ آپ بیت جانے سے پہلے گھر میں سنتیں پڑھ لیا کرتے تھے اور باہر بیت میں جا کر فرض ادا کر کے گھر میں آتے تو فوراً سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے۔ اور نماز سنت پڑھ کر پھر اور کوئی کام کرتے۔ ان کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی یہی شہادت دی۔ اور ان کے بعد حضرت میر ناصر نواب صاحب نے اور ان کے بعد صاحبزادہ میر محمد اسحاق صاحب نے اور پھر حضرت اقدس کے پرانے خادم حافظ حامد علی صاحب نے بھی


Shezan
MIXED FRUIT
JAM
MANGO
JAM
APPLE
JAM
ORANGE
MARMALADE
جیسا پھل ویسا مزہ!

وہی گواہی دی۔ (سیرت مسیح موعود ص66)

وقار اور اطمینان

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود نماز میں جلدی نہ کرتے تھے بلکہ سکون کے ساتھ آہستگی سے رکوع اور سجدے میں جاتے اور آہستگی کے ساتھ اٹھتے تھے‘‘۔

(الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب فرماتے ہیں:

میں نے بارہا حضرت مسیح موعود کو نماز فرض اور نماز تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا آپ نماز نہایت اطمینان سے پڑھتے۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص48)

نماز تہجد سے شغف

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

’’نماز تہجد کے واسطے آپ بہت پابندی سے اٹھا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ تہجد کے معنے ہیں، سو کر اٹھنا، جب ایک دفعہ آدمی سو جائے اور پھر نماز کے واسطے اٹھے تو وہی اس کا وقت تہجد ہے۔ عموماً آپ تہجد کے بعد سوتے نہ تھے۔ صبح کی نماز تک برابر جاگتے رہتے..........‘‘۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت مرزا دین محمد صاحب لنگروال فرماتے ہیں:

میں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعود کو دیکھتا آیا ہوں۔ اور سب سے پہلے میں نے آپ کو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا۔ جبکہ میں بالکل بچہ تھا آپ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے۔ اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان ہوتی تو سنتیں گھر میں پڑھ کر نماز کیلئے بیت الذکر میں جاتے۔ اور باجماعت نماز پڑھتے۔ نماز کبھی خود کراتے کبھی میاں جان محمد کراتا۔ نماز سے آ کر تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے۔ میں نے آپ کو بیت الذکر میں سنت نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ سنت گھر پر پڑھتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 3 ص20)

پھر فرماتے ہیں:

میں حضرت صاحب کے پاس سوتا تھا۔ تو آپ مجھے تہجد کے لئے نہیں جگاتے تھے۔ مگر صبح کی نماز کے لئے ضرور جگاتے تھے۔ اور جگاتے اس طرح تھے کہ پانی میں انگلیاں ڈبو کر اس کا ہلکا سا چھینٹا پھوار کی طرح پھینکتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ آپ آواز دے کر کیوں نہیں جگاتے۔ اور پانی سے کیوں جگاتے ہیں۔ اس پر فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے اور فرمایا کہ آواز دینے سے بعض اوقات آدمی دھڑک جاتا ہے۔

(سیرت المہدی جلد 3 ص20)

حضرت حافظ نور محمد صاحب کو بالکل نوجوانی میں قادیان آنے اور حضور کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں حضور کے پاس سوائے دو تین خادموں کے اور کوئی نہ ہوتا تھا پھر بعد میں آہستہ آہستہ دو دو چار چار آدمیوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی ان دنوں میں میرے ایک عزیز دوست حافظ نبی بخش صاحب بھی جن کی عمر اس وقت دس بارہ سال کی تھی میرے ہمراہ قادیان جایا کرتے تھے۔ رات ہوتی تو حضرت صاحب ہم سے فرماتے کہ آپ کہاں سوئیں گے۔ ہم حضور سے عرض کرتے کہ حضور ہی کے پاس سو رہیں گے۔ اور دل میں ہمارے یہ ہوتا تھا کہ حضور جب تہجد کے لئے رات کو اٹھیں گے تو ہم بھی ساتھ ہی اٹھیں گے مگر آپ اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھ لیتے تھے اور ہم کو خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ جب آپ اٹھتے تھے تو چراغ روشن فرماتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد دوم ص32)

مرزا اسماعیل صاحب روایت کرتے ہیں:

تہجد کے لئے کبھی میں خود جاگ پڑتا اور کبھی جگا لیتے تھے۔ جگانے میں آپ کا معمول یہ تھا کہ بلا کر جگایا کرتے تھے۔ جمال بھی وہاں سویا کرتا تھا۔ اور وہ اٹھا نہیں کرتا تھا۔ تب آپ فرماتے کہ اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارو مگر جب وہ یہ کہتے ہوئے سنتا تو فوراً اٹھ بیٹھتا۔ آپ دراصل یہ چاہتے تھے کہ جو کوئی آپ کے پاس رہے۔ باقاعدہ نماز پڑھے۔ اور تہجد میں بھی شریک ہونے کی عادت ڈالے۔ نماز تہجد کے بعد آپ کا معمول تھا۔ کہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ اور فجر کی نماز اول وقت میں بیت الذکر میں پڑھا کرتے تھے۔

(حیات احمد ص344)

حافظ حامد علی صاحب جو حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم تھے اور حضور کے پاس صرف چار روپے ماہوار اور کھانے پر ملازم تھے فرمایا کرتے تھے، بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ میں پہلی رات حضرت صاحب کے پاؤں دبانے کے واسطے آپ کی چارپائی پر بیٹھ جاتا تھا مگر پاؤں دباتے دباتے خود بھی اسی چارپائی پر اونگھنے لگتا تھا اور سو جاتا تھا۔ حضرت صاحب کبھی مجھے نہ جھڑکتے نہ خفا ہوتے، نہ اٹھاتے۔ بلکہ تمام رات میں وہیں سویا رہتا اور معلوم نہیں خود حضرت صاحب کس حالت میں گزار دیتے تھے مگر میں آرام سے سویا رہتا تھا۔ تہجد کے وقت حضور ایسی آہستگی اور خاموشی سے اٹھتے کہ مجھے کبھی خبر نہ ہوتی لیکن گاہے گاہے جب کہ آپ کی آواز خشوع و خضوع کے سبب بے اختیار بلند ہوتی مجھے خبر ہو جاتی اور میں شرمندہ ہو کر اٹھتا لیکن اگر میں بے خبری میں سویا رہتا تو حضور مجھے نماز فجر کے واسطے اٹھاتے اور (بیت الذکر) میں ساتھ لے جاتے‘‘۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں: کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اول شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے۔ اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع اور سجود میں یا حي يا قيوم برحمتك استغيث اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔ نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 2 ص 12)

محترم م ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا لڑکا ممتاز احمد بعمر 2 سال ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہو گیا اور کسی دوا سے آرام نہ آتا تھا۔ بیگم کے کہنے پر حضرت مسیح موعود سے دعا کرانے کے لئے قادیان چلے گئے۔ رات 2 بجے قادیان پہنچے۔ دیکھا کہ بیت مبارک تہجد گزار لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود اندر نماز ادا کر رہے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر دل پر بے حد اثر ہوا۔ اور بیعت کر لی۔ اسی روز حضور کی دعا سے بیٹا بھی شفایاب ہو گیا۔ (افسوس کہ ڈاکٹر صاحب بعد میں غیر مبائعین میں شامل ہو گئے)

(تاریخ احمدیت لاہور 315)

نماز اشراق

حضرت اماں جان بیان فرماتی ہیں کہ:

حضرت مسیح موعود نماز پنجوقتہ کے سوا عام طور پر دو قسم کے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ ایک نماز اشراق (دو یا چار رکعت) جو آپ کبھی کبھی پڑھتے تھے اور دوسرے نماز تہجد (آٹھ رکعات) جو آپ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ سوائے اس کے کہ آپ زیادہ بیمار ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں بھی آپ تہجد کے وقت بستر پر لیٹے لیٹے ہی دعا مانگ لیتے تھے اور آخری عمر میں بوجہ کمزوری کے عموماً بیٹھ کر نماز تہجد ادا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 1 ص3)

حضرت مائی بھولی صاحبہ و محترمہ مائی جیونی قادر آباد نے بیان کیا کہ:-

’’..........جب حضور سیر کو ہمارے گاؤں میں آیا کرتے تھے تو ہماری کچی بیت میں آ کر نماز اشراق پڑھتے۔ ہم لوگ ساگ روٹی پیش کرتے تو حضور کبھی برا نہ مناتے اور نہ ہی کراہت کرتے بلکہ محبت سے قبول فرماتے‘‘۔ (شمائل احمد ص28)

نومبر 1904ء میں حضرت مسیح موعود نے مرض ذیابیطس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’اس سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے اس میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے۔ ......مگر عسل (شہد) تو خدا کی وحی سے طیار ہوا ہے۔ اس لئے اس کی خاصیت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی۔...... اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا حتیٰ کہ میں نے چلنے پھرنے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پھر گھر کے آدمیوں کو لے کر باغ تک چلا گیا اور وہاں دس رکعت اشراق نماز کی ادا کیں‘‘۔

(البدر قادیان 24 نومبر و یکم دسمبر 1904ء ص3)

حضرت مولوی شیر علی صاحب فرماتے ہیں کہ:

جب 4 اپریل 1905ء کا زلزلہ آیا تھا۔ اس دن میں نے حضرت صاحب کو باغ میں آٹھ نو بجے صبح کے وقت نماز پڑھتے دیکھا تھا اور میں نے دیکھا کہ آپ نے بڑی لمبی نماز پڑھی تھی۔

(سیرت المہدی جلد اول ص223)

نماز استسقاء

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک دفعہ نماز استسقاء ہوئی تھی جس میں حضرت صاحب بھی شامل ہوئے تھے اور شاید مولوی محمد احسن صاحب مرحوم امام ہوئے تھے۔ لوگ اس نماز میں بہت روئے تھے۔ مگر حضرت صاحب میں چونکہ ضبط کمال کا تھا اس لئے آپ کو میں نے روتے نہیں دیکھا اور مجھے یاد ہے کہ اس کے بعد بہت جلد بادل آ کر بارش ہو گئی تھی بلکہ شاید اسی دن بارش ہو گئی تھی۔ (سیرت المہدی جلد 2 ص105)

حضرت حکیم محمد زاہد صاحب شورکوٹ بیان کرتے ہیں:-

ایک دفعہ جبکہ گرمی کا موسم تھا اور بارش نہ ہوتی تھی لوگوں نے صلوٰۃ استسقاء کے لئے حضور سے کہا۔ حضور نے مان لیا۔ آخر دوپہر سے کچھ پہلے مرد حضرت صاحب کے ساتھ باہر گئے اور ہم حضرت اماں جان والے گروپ میں باغ میں گئے۔ باغ میں ایک حویلی تھی۔ باہر سے حضرت صاحب نے حویلی کے اندر حضرت اماں جان کے پاس کچھ ٹوکرے بھجوائے جن میں آم اور آڑو تھے کہ بچوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ چنانچہ حضرت اماں جان نے ہم سب بچوں میں ان چیزوں کو تقسیم کیا۔ حضور نے صلوٰۃ استسقاء باہر میدان میں پڑھائی۔ غالباً کافی دیر لگی۔ بالآخر حضرت اماں جان کے پاس حضور کا رقعہ آیا کہ بچوں کو لے کر فوراً شہر چلے جائیں۔ امید ہے سخت بارش ہوگی۔ چنانچہ ابھی ہم شہر پہنچے ہی تھے کہ سخت بارش شروع ہو گئی اور ہمارے کپڑے بھی بھیگ گئے۔

(ماہنامہ انصار اللہ اپریل 1974ء ص38)

سفر سے پہلے نفل

حضور کے خادم مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال بیان کرتے ہیں:

’’میں اولاً حضرت مسیح موعود سے واقف نہ تھا۔ یعنی ان کی خدمت میں مجھے جانے کی عادت نہ تھی۔ خود حضرت صاحب گوشہ گزینی اور گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن چونکہ وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور شریعت کے دلدادہ تھے۔ یہی شوق مجھے بھی ان کی طرف لے گیا اور میں ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ جب مقدمات کی پیروی کیلئے جاتے تو مجھے گھوڑے پر اپنے ساتھ اپنے پیچھے سوار کر لیتے تھے۔

جس دن آپ نے بٹالہ جانا ہوتا تو سفر سے پہلے آپ دو نفل پڑھ لیتے۔ (تاریخ احمدیت جلد اول ص76)

نماز کسوف

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لکھتے ہیں:

’’1894ء میں پیشگوئیوں کے مطابق چاند گرہن لگا۔سورج گرہن لگنے کے دن قریب آئے تو میں اور میرے بھائی مرزا ایوب بیگ صاحب نے ارادہ کیا کہ اس وقت ہم قادیان میں موجود ہوں۔چنانچہ گرہن والے دن صبح کو ہم قادیان پہنچ گئے۔صبح کو حضرت اقدس کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی۔مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے یہ نماز پڑھائی تھی۔اور قریب تین گھنٹہ کے یہ نماز اور حضرت مسیح موعود کی دعا جاری رہی۔چھوٹی بیت کی چھت پر نماز پڑھی گئی تھی۔‘‘

(آئینہ صدق وصفا ص46 تا48)

فقہی مسائل میں وسعت

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود نماز میں آمین بالجہر نہ کرتے تھے لیکن کرنے والوں کو روکتے بھی نہ تھے۔رفع یدین نہ کرتے تھے لیکن کرنے والوں کو روکتے نہ تھے۔بسم اللہ بالجہر نہ پڑھتے تھے لیکن پڑھنے والوں کو روکتے بھی نہ تھے۔ہاتھ سینے پر باندھتے تھے لیکن نیچے باندھنے والوں کو نہ روکتے تھے۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم جو سالہاسال تک آپ کی نماز میں پیش امام رہے اور جن کو خدا کی پاک وحی میں لیڈر کا خطاب ملا تھا۔ ہمیشہ بسم اللہ اور آمین بالجہر کرتے اور فجر ومغرب اور عشاء میں بالجہر قنوت پڑھتے اور گاہے گاہے رفع یدین کرتے تھے۔حضرت مسیح موعود کی (بیت الذکر) میں ان امور کو موجب اختلاف نہ گردانا جاتا تھا۔جو احباب کرتے تھے ان کو کوئی روکتا نہ تھا جو نہ کرتے تھے ان سے کوئی اصرار نہ کرتا تھا کہ ایسا ضرور کرو۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوری فرماتے ہیں کہ اوائل میں میں سخت غیر مقلد تھا۔اور رفع یدین اور آمین بالجہر کا بہت پابند تھا۔اور حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد بھی میں نے یہ طریق مدت تک جاری رکھا عرصہ کے بعد ایک دفعہ جب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز کے بعد آپ نے مجھ سے مسکرا کر فرمایا میاں عبداللہ اب تو اس سنت پر بہت عمل ہو چکا ہے اور اشارہ رفع یدین کی طرف تھا میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے رفع یدین کرنا ترک کر دیا۔بلکہ آمین بالجہر کہنا بھی چھوڑ دیا۔اور میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا۔اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے۔کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا۔بعض آمین بالجہر کہتے ہیں بعض نہیں کہتے بعض رفع یدین کرتے ہیں۔اکثر نہیں کرتے۔بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت کے ساتھ عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر خود حضرت صاحب کا عمل تھا۔

(سیرت المہدی جلد اول ص162)

حضرت مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ باوجود سورۃ فاتحہ کو ضروری سمجھنے کے میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیاء اللہ ایسے گزرے ہیں جو سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے اور میں ان کی نمازوں کو ضائع شدہ نہیں کہتا۔

(سیرت المہدی جلد2 ص48)

خلوت کی عبادتیں

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

’’نماز تہجد کی خلوت کے علاوہ دن کے وقت بھی عموماً ایک وقت بالکل علیحدگی میں عبادت میں گزارتے تھے۔آپ کی رہائش کے کمرے کے ساتھ چھوٹا سا کمرہ بیت الدعاء کا ہے۔اسے اندر سے بند کر کے دو گھنٹہ کے قریب بالکل علیحدگی میں مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ایام سفر میں بھی آپ کے واسطے کوئی چھوٹا سا کمرہ خلوت کے واسطے بالکل الگ کر دیا جاتا۔مقدمہ کرم الدین کے زمانہ میں جب کہ کئی ماہ تک گورداسپور میں قیام رہا،اس وقت جو مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا اس کے دروازے سے داخل ہوتے ہی بائیں طرف ایک چھوٹا سا کمرہ اس غرض کے واسطے الگ کر دیا تھا۔جس میں حضور عموماً 10 بجے سے 12 بجے تک روزانہ بالکل علیحدگی میں مصروف بہ عبادت ودعا رہتے تھے۔ابتدائی زمانہ میں جب کہ ہنوز کچھ شہرت آپ کی نہ تھی اور آدمیوں کی کچھ آمدورفت نہ تھی، اس وقت آپ عموماً تلاش خلوت میں باہر جنگل میں چلے جایا کرتے اور علیحدگی میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کرتے۔‘‘

(الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب فرماتے ہیں آپ خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔دعا کے لئے ایک مخصوص جگہ بنا لیا کرتے تھے۔اور وہ بیت الدعا کہلاتا تھا۔میں جہاں جہاں حضرت کے ساتھ گیا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے دعا کے لئے ایک الگ جگہ ضرور مخصوص فرمائی اور اپنے روزانہ پروگرام میں یہ بات ہمیشہ داخل رکھی ہے کہ ایک وقت دعا کے لئے الگ کر لیا۔قادیان میں ابتداءً تو آپ اپنے اس چوبارہ میں ہی دعاؤں میں مصروف رہتے تھے۔جو آپ کے قیام کے لئے مخصوص تھا۔پھر بیت الذکر اس مقصد کے لئے مخصوص ہو گیا۔جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ازلی نے بیت الذکر بھی عام عبادت گاہ بنا دیا۔اور تخلیہ میسر نہ رہا تو آپ نے گھر میں ایک بیت الدعاء بنایا۔جب زلزلہ آیا اور حضور کچھ عرصہ کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی ایک چبوترہ اس غرض کیلئے تعمیر کرا لیا۔گورداسپور مقدمات کے سلسلہ میں آپ کو کچھ عرصہ کے لئے رہنا پڑا تو وہاں بھی بیت الدعا کا اہتمام تھا۔غرض حضرت کی زندگی کا یہ دستور العمل بہت نمایاں ہے آپ دعا کے لئے ایک الگ جگہ رکھتے تھے بلکہ آخر حصہ عمر میں تو آپ بعض اوقات فرماتے۔کہ بہت کچھ لکھا گیا اور ہر طرح اتمام حجت کیا۔اب جی چاہتا ہے کہ میں صرف دعائیں کیا کروں دعاؤں کے ساتھ آپ کو ایک خاص مناسبت تھی۔بلکہ دعائیں ہی آپ کی زندگی تھیں۔چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے آپ کی روح دعا کی طرف متوجہ رہتی تھی۔ہر مشکل کی کلید آپ دعا کو یقین کرتے تھے اور جماعت میں یہی جذبہ اور روح آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ دعاؤں کی عادت ڈالیں۔

(سیرت حضرت مسیح موعود ص505-504)

بیت الدعا کی تعمیر

سیدنا حضرت مسیح موعود کو بچپن ہی سے ذکر الٰہی اور دعا سے جو عشق اور شغف تھا وہ اب آخری سالوں میں بڑھتا جا رہا تھا۔چنانچہ اب آپ اکثر فرمایا کرتے کہ اب دعوت الی اللہ اور تصنیف کا کام تو ہم اپنی طرف سے کر چکے ہیں اب ہمیں باقی ایام میں دعا میں مصروف ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے دنیا میں حق وصداقت قائم فرمائے اور ہمارے آنے کی غرض پوری ہو۔ (سیرت المہدی جلد2 ص 71)

چنانچہ حضور نے اسی آرزو کی تکمیل کے لئے 13 مارچ 1903ء کو جمعہ کے بعد بیت الفکر کے ساتھ غربی جانب ایک مقدس کمرہ کی بنیاد رکھی جس کا نام ’’..........البیت‘‘ اور ’’بیت الدعا‘‘ تجویز فرمایا۔

(رفقاء احمد جلد اول ص115)

حضور نے ’’..........البیت‘‘ اور ’’بیت الدعا‘‘ کے بارے میں ایک دفعہ اپنے مخلص رفیق حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے فرمایا:

’’ہم نے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں۔ستر سال کے قریب عمر سے گزر چکے ہیں۔موت کا وقت مقرر نہیں خدا جانے کس وقت آجائے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی ہے۔ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں۔لہٰذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دعا کی کہ اس البیت اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیرہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنا دے۔‘‘

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب ص109)

نمازوں میں گریہ وزاری

حضرت مسیح موعود کے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ’’تہجد کے وقت حضور ایسی آہستگی اور خاموشی سے اٹھتے کہ مجھے خبر نہ ہوتی لیکن گاہے گاہے جب آپ کی آواز خشوع وخضوع کے سبب سے بے اختیار بلند ہوتی مجھے خبر ہو جاتی اور میں شرمندہ ہو کر اٹھتا..........سجدہ کو بہت لمبا کرتے۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہہ جائیں گے۔نماز تہجد کے واسطے آپ پابندی سے اٹھا کرتے تھے‘‘۔ (رفقاء احمد جلد 18 ص 74)

حضرت حافظ حامد علی صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضور نماز میں **اھدنا الصراط المستقیم** کا بہت تکرار کرتے تھے اور سجدہ میں یا حی یا قیوم کا بہت تکرار کرتے۔بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے۔ایسا ہی حضرت صاحب کرتے۔عموماً پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔سجدہ کو بہت لمبا کرتے اور بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا کہ اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہہ جائیں گے‘‘ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران کا اکثر معمول تھا کہ آپ گھر سے باہر اپنے اوپر چادر لپیٹے رکھتے اور صرف اتنا حصہ چہرہ کا کھلا رکھتے جس سے راستہ نظر آئے۔جب کچہری سے فارغ ہو کر واپس اپنی قیام گاہ پر تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔آپ کے اس طریق مبارک سے بعض متجسس طبیعتوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوہ لگانا چاہئے کہ آپ کواڑ بند کر کے کیا کرتے ہیں۔چنانچہ ایک دن ’’سراغ رسان‘‘ گروہ نے آپ کی ’’خفیہ سازش‘‘ کو بھانپ لیا یعنی ’’انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ مصلّی پر رونق افروز ہیں قرآن مجید ہاتھ میں ہے اور نہایت عاجزی اور رقت اور الحاح وزاری اور کرب وبلا سے دست بدعا ہیں کہ ’’یا اللہ تیرا کلام ہے مجھے تو تو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں‘‘۔ (تاریخ احمدیت جلد 1 ص 85)

مائی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دین صاحب مرحوم کی روایت ہے کہ ’’آپ کی عادت تھی کہ جب کچہری سے واپس آتے تو پہلے میرے باپ کو بلاتے اور ان کو ساتھ لے کر مکان میں جاتے۔مرزا صاحب کا زیادہ تر ہمارے والد صاحب کے ساتھ ہی اٹھنا بیٹھنا تھا۔ان کا کھانا بھی ہمارے ہاں ہی پکتا تھا۔میرے والد ہی مرزا صاحب کو کھانا پہنچایا کرتے تھے۔مرزا صاحب اندر جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے۔میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے‘‘۔(سیرت المہدی جلد3 ص93)

حضرت میاں سانولا پٹھانہ ضلع پونچھ کے رہنے والے تھے وہ بیمار ہوگئے اور جوڑوں میں درد ہوگیا۔ اتفاق سے کوئی احمدی ملا جس نے قادیان جا کر حکیم مولوی نورالدین سے علاج کرانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ چار ماہ چھٹی لے کر قادیان میں رہے۔ جہاں علاج بھی کرایا اور حضرت مسیح موعود کی مجلس میں شامل ہوتے رہے۔ آپ نے دیکھا کہ تقریر کرتے ہیں تو پٹوں پر ہاتھ مارتے اور زبان سے اڑ کر بولتے ہیں انہوں نے یہ امام مہدی کی علامت سنی تھی۔ جب اسے ہو بہو مرزا صاحب میں دیکھا تو آپ کی صداقت کا یقین آ گیا۔ حضور جب بیت مبارک میں رات کو نماز پڑھنے کے لئے آتے تو وہ بھی اسی بیت الذکر میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ گھنٹے دو گھنٹے نماز میں کھڑے رہتے جب سجدہ میں جاتے تو دو دو گھنٹے سجدہ میں پڑے رہتے اور سجدہ کے وقت ان سے ایسی آواز نکلتی جیسے ابلتی ہوئی ہانڈی سے نکلتی ہے۔ سجدے کی جگہ روتے روتے تر ہو جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر انہیں یقین آ گیا کہ یہ شخص سچا ہے۔ تب انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (تاریخ احمدیت کشمیر ص67)

نماز جنازہ

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

نماز جنازہ عموماً حضور خود پڑھاتے تھے۔ حضور کو میں نے نماز جنازہ کسی کے پیچھے پڑھتے نہیں دیکھا یا کم ازکم میری یاد میں نہیں۔

(رفقاء احمد جلد 9 ص193 تا196)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ: حضرت صاحب کے زمانہ میں نماز جنازہ خود حضور ہی پڑھاتے تھے۔ حالانکہ عام نمازیں حضرت مولوی نورالدین صاحب یا مولوی عبدالکریم صاحب پڑھاتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جمعہ کو جنازہ غائب ہونے لگا تو نماز تو مولوی صاحبان میں سے کسی نے پڑھائی اور سلام کے بعد حضرت مسیح موعود آگے بڑھ جاتے تھے اور جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد3 ص167)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے حضور کے پیچھے کئی دفعہ نماز جنازہ پڑھی۔ آپ بعض واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت مولوی نورالدین صاحب کا صاحبزادہ فوت ہوگیا اور اس کے جنازہ میں بہت احباب شریک تھے کہ حضرت اقدس نے نماز جنازہ پڑھائی اور بڑی دیر لگی بعد سلام کے آپ نے تمام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اس وقت ہم نے اس لڑکے کی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھی بلکہ تم سب کی جو حاضر ہو اور ان کی جو ہمیں یاد آیا نماز جنازہ پڑھ دی ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ اب ہمارے جنازہ پڑھنے کی تو ضرورت نہیں رہی حضرت اقدس نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو ایسا موقع نہ ملے تو یہی نماز کافی ہوگئی ہے اس پر تمام حاضرین احباب کو بڑی خوشی ہوئی اور حضرت مسیح موعود نے جو سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہم نے تم سب کی نماز جنازہ پڑھ دی ایسے پرشوکت اور یقین سے بھرے ہوئے الفاظ میں یہ فرمایا کہ جس سے آپ کے الفاظ اور چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم سب آپ کے سامنے جنازہ ہیں اور یقیناً ہماری مغفرت ہو گئی اور ہم جنت میں داخل ہو گئے اور آپ کی دعا ہمارے حق میں مغفرت کی قبول ہوگئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہا۔

(تذکرۃ المہدی ص79)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ 1905ء کے زلزلہ کے بعد جب باغ میں رہائش تھی۔ تو ایک دن حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ آج ہم نے اپنی ساری جماعت کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب روایت فرماتے ہیں:

کہ پورا واقعہ یوں ہے کہ ان ایام میں آپ نے جب ایک دفعہ کسی احمدی کا جنازہ پڑھا تو اس میں بہت دیر تک دعا فرماتے رہے اور پھر نماز کے بعد فرمایا کہ ہمیں علم نہیں کہ ہمیں اپنے دوستوں میں سے کس کس کے جنازہ میں شرکت کا موقعہ ملے گا۔ اس لئے آج میں نے اس جنازہ میں سارے دوستوں کے لئے جنازہ کی دعا مانگ لی ہے اور اپنی طرف سے سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 21)

حضرت پیر سراج الحق صاحب فرماتے ہیں کہ اٹھارہ بیس برس کا ایک شخص نوجوان تھا وہ بیمار ہوا اور اس کو حضرت مسیح موعود کے حضور کسی گاؤں سے لے آئے اور وہ قادیان میں آپ کی خدمت میں آیا چند روز بیمار رہ کر وفات پا گیا صرف اس کی ضعیفہ والدہ ساتھ تھی حضرت اقدس نے حسب عادت شریفہ اس مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی بعض کو بباعث لمبی لمبی دعاؤں کے نماز میں دیر لگنے کے چکر بھی آ گیا اور بعض گھبرا اٹھے (یہ گھبرانا اور چکرانا یا تھک جانا دراصل ابتدائی حالت ہے ورنہ بعد میں جو اس تعلیم حقہ اور صحبت کے یقینی رنگ میں رنگے گئے پھر تو ذوق وشوق کی حالت ہر ایک میں ایسی پیدا ہوگئی کہ دیر بھی عجلت معلوم ہوتی تھی اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ ابھی اور لمبی نماز کی جائے اور نماز اور دعاؤں کو طول دیا جائے روز بروز ہر ایک کا قدم ترقی پر تھا اور وقتاً فوقتاً سلوک کی منازل طے کرتا تھا اور یقین کا درجہ حاصل کرتا تھا۔ اور یہی کو نوامع الصادقین کا نتیجہ اور علت غائی ہے) بعد سلام کے فرمایا کہ وہ شخص جس کے جنازہ کی ہم نے اس وقت نماز پڑھی اس کے لئے ہم نے اتنی دعائیں کی ہیں اور ہم نے دعاؤں میں بس نہیں کی جب تک اس کو بہشت میں داخل کرا کر چلتا پھرتا نہ دیکھ لیا یہ شخص بخشا گیا اس کو دفن کر دیا رات کو اس کی والدہ ضعیفہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں بڑے آرام سے ٹہل رہا ہے اور اس نے کہا کہ حضرت کی دعا سے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور جنت میرا ٹھکانا کیا گو کہ اس کی والدہ کو اس کی موت سے سخت صدمہ تھا لیکن اس مبشر خواب کے دیکھتے ہی وہ ضعیفہ خوش ہوگئی اور تمام صدمہ اور رنج وغم بھول گئی اور یہ غم مبدل بہ راحت ہو گیا۔ (تذکرۃ المہدی ص79-80)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی فرماتے ہیں:۔

میاں جان محمد صاحب کا جنازہ قبرستان میں گیا تو حضرت اقدس نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود امام ہوئے نماز میں اتنی دیر لگی کہ ہمارے مقتدیوں کے کھڑے کھڑے پیر دکھنے لگے اور ہاتھ باندھے باندھے درد کرنے لگے اوروں کی تو میں کہتا نہیں کہ ان پر کیا گزری لیکن میں اپنی کہتا ہوں کہ میرا حال کھڑے کھڑے بگڑ گیا اور یوں بگڑا کہ کبھی ایسا موقع مجھے پیش نہیں آیا کیونکہ ہم نے دو منٹ میں نماز جنازہ ختم ہوتے دیکھی ہے پھر مجھے ہوش آیا تو سمجھا کہ نماز تو یہی نماز ہے پھر تو میں مستقل ہوگیا اور ایک لذت اور سرور پیدا ہونے لگا اور یہ جی چاہتا تھا کہ ابھی اور نماز لمبی کریں۔

جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو حضرت اقدس مکان کو تشریف لے چلے۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ: حضور اتنی دیر نماز میں لگی کہ تھک گئے۔ حضور کا کیا حال ہوا ہوگا۔ یعنی آپ بھی تھک گئے ہونگے۔

حضرت اقدس نے فرمایا: ہمیں تھکنے سے کیا تعلق ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے اس سے مرحوم کے لئے مغفرت مانگتے تھے مانگنے والا بھی کبھی تھکا کرتا ہے جو مانگنے سے تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے ہم مانگنے والے اور وہ دینے والا پھر تھکنا کیسا جس سے ذرا سی بھی امید ہوتی ہے وہاں سائل ڈٹ جاتا ہے اور بارگاہ احدیت میں تو ساری امیدیں ہیں وہ معطی ہے وہاب ہے رحمٰن ہے رحیم ہے اور پھر مالک ہے اور تس پر عزیز

دوسرے صاحب: حضور نے کیا کیا دعائیں کیں دعاء ماثورہ تو چھوٹی سی دعا ہے۔

حضرت اقدس: دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں وہ دعاء کا طرز اور طریق سکھانے کے لئے ہیں یہ تو نہیں کہ بس یہی دعائیں کرو اور اس کے بعد جو ضرورتیں اور پیش آئیں ان کے لئے دعا نہ کرو۔ دعا کا سلسلہ قرآن شریف نے اور حدیث شریف نے چلا دیا۔ اب آگے داعی پر اس کی ضرورتوں کے لحاظ سے معاملہ رکھ دیا کہ جیسی ضرورتیں اور مطالب اور مقاصد پیش آئیں دعا کرے۔ ہم نے اس مرحوم کے لئے بہت دعائیں کیں اور ہمیں یہ خیال بندھ گیا کہ یہ شخص ہم سے محبت رکھتا تھا ہمارے ساتھ رہتا تھا ہمارے ہر ایک کام میں شریک رہتا تھا اور اب یہ ہمارے سامنے پڑا ہے اب ہمارا فرض ہے کہ اس وقت ہم شریک حال ہوں اور یہ وہ ہے کہ اس کے واسطے جناب باری میں دعائیں کی جائیں سو اس وقت جہاں تک ہم میں طاقت تھی دعائیں کیں۔

میں کچھ بولنا چاہتا تھا جو حضرت مولانا نورالدین صاحب بول اٹھے۔ جناب مجھے اس وقت یہ خیال آیا اور اس وقت بھی کہ جب مرحوم کا جنازہ پڑھا جا رہا تھا کہ یہ جنازہ میں ہوتا۔

حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا آپ مولوی صاحب نیکیوں میں سابق بالخیرات ہیں۔ انــــمــــا الاعمال بالنیات انسان کو نیت صحیح کے مطابق اجر مل جاتا ہے اور آپ تو نورالدین اسم بامسمی ہیں۔

(تذکرۃ المہدی ص77-78)

آخری عمل

حضرت مسیح موعود کی مبارک زندگی کے آخری دن کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

صبح ہوگئی اور حضرت مسیح موعود کی چارپائی کو باہر صحن سے اٹھا کر اندر کمرے میں لے آئے۔ جب ذرا روشنی ہوگئی تو حضور نے پوچھا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہوگیا ہے اس پر حضور نے بستر پر ہی ہاتھ مار کر تیمّم کیا اور لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کر دی۔ اسی حالت میں تھے کہ غشی سی طاری ہوگئی اور نماز پوری نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر بعد حضور نے پھر دریافت فرمایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ ہوگیا ہے۔ آپ نے پھر نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی۔ اس کے بعد نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری رہی مگر جب کبھی ہوش آتا تھا وہی الفاظ اللہ میرے پیارے اللہ سنائی دیتے تھے اور ضعف لحظہ بلحظہ بڑھتا جاتا تھا۔ (سلسلہ احمدیہ ص183)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

''آپ کا آخری کام بھی دنیا میں عبادت الٰہی ہی تھا۔ آپ کی وفات کے وقت میں حضور کے قدموں میں حاضر تھا۔ جب تک آپ بول سکتے تھے۔ سوائے اس کے کوئی لفظ آپ کے منہ پر نہ تھا کہ اے میرے پیارے اللہ! اے میرے پیارے اللہ! آخری نصف شب اس حالت میں گزری یہاں تک کہ گلے کی خشکی کے سبب بولنا دشوار ہوگیا۔ جب کمرے میں فجر کی کچھ روشنی آپ نے دیکھی تو فرمایا نماز! اس وقت یہ عاجز حضور کے پاؤں دبا رہا تھا اور حضرت صاحبزادہ مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب......خلیفۃ المسیح نے جو سرہانے کے قریب بیٹھے تھے، یہ سمجھا مجھے فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوگیا نماز پڑھ لو۔ انہوں نے عرض کی میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا نماز! اور ہاتھ سینے پر باندھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ اس کے بعد حضور نے پھر کوئی کلمہ نہیں بولا یہاں تک کہ آٹھ بجے کے قریب حضور کا وصال اپنے حقیقی معبود اور محبوب کے ساتھ ہوگیا۔ پس آپ کا آخری فعل بھی اس دنیا میں عبادت ہی تھا۔ خلوت میں بھی عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور جلوت میں بھی آپ عبادت الٰہی میں لگے رہتے تھے۔ آپ کا جینا بھی عبادت الٰہی میں تھا اور آپ کا فوت ہونا بھی عبادت الٰہی میں ہوا''۔ (الفضل 3 جنوری 1931ء)

(باقی صفحہ 74 پر)

نماز وہ بہار ہے

عجیب شے ہیں دوستو یہ سلسلے نماز کے
یہ سلسلے خدا کے ہیں، یہ سلسلے حجاز کے
حقیقتوں سے متصل ہیں سلسلے مجاز کے
حریمِ ناز کے ہیں یہ یا راستے نیاز کے
عجیب شے ہیں دوستو یہ سلسلے نماز کے

کھڑے ہیں ہاتھ باندھ کر، جھکی ہوئی جبیں بھی ہے
جھکا ہوا ہے آسماں، تھمی ہوئی زمیں بھی ہے
یہ عشق کا مقام ہے یہاں کوئی مکیں بھی ہے
یہی ہے کائناتِ دل، یہ کائناتِ دیں بھی ہے
عجیب شے ہیں دوستو یہ سلسلے نماز کے

مجھے تلاش یار ہے، مجھے تلاش طور ہے
تری نظر بہشت پر مری نظر میں نور ہے
مکان دل بھی دیکھ تو یہاں کوئی ضرور ہے
ادھر اُدھر ہوں ڈھونڈتا یہی مرا قصور ہے
عجیب شے ہیں دوستو یہ سلسلے نماز کے

یہ بندگی کے سلسلے، یہ زندگی کے سلسلے
یہ آگہی کے سلسلے، یہ بے خودی کے سلسلے
یہ سلسلے حضور کے، یہ دلبری کے سلسلے
یہ سلسلے قرار کے، یہ بے کلی کے سلسلے
عجیب شے ہیں دوستو یہ سلسلے نماز کے

اسی میں ہے سکونِ دل اسی میں سب قرار ہے
یہ گفتگو ہے یار سے، یہ روبروئے یار ہے
جہاں کبھی خزاں نہیں نماز وہ بہار ہے
یہ آبروئے دوستی، یہ آبروئے یار ہے
عجیب شے ہیں دوستو یہ سلسلے نماز کے

یہ رازِ دل کی بات ہے، یہ بات رازداں کی ہے
یہ بات میری تیری ہے، یہ بات کُل جہاں کی ہے
یہ بات کارواں کی ہے، یہ بات سارباں کی ہے
نماز بات دل کی ہے، یہ بات آسماں کی ہے
عجیب شے ہیں دوستو یہ سلسلے نماز کے

جسے خدا نہ مل سکا اسے بھلا مجاز کیا
بھلا اسے خبر ہی کیا نشیب کیا فراز کیا
اسے پتہ نہ چل سکا ہے بندگی کا راز کیا
جسے حضور ہی نہیں پڑھے گا وہ نماز کیا
عجیب شے ہیں دوستو یہ سلسلے نماز کے

اے میرے پیارے دوستو چلو چلیں چلو چلیں
جو بات دکھ سے ہے بھری چلو ہم ان سے جا کہیں
سرورِ قلب کے لئے چلو ہم ان سے جا ملیں
انہی کے گھر میں جا کے ہم **اُجِیْبُ** کی صدا سنیں
عجیب شے ہیں دوستو یہ سلسلے نماز کے

خالد ہدایت بھٹی

(بقیہ از صفحہ 73)

درخت کے پھل

حضرت مسیح موعود کے نمونہ اور تاثیرات قدسیہ کے نتیجہ میں ایک عظیم جماعت عابدوں کی تیار ہوئی جن کی نمازوں کے برتن خشوع وخضوع اور برکات سے بھر پور تھے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں:

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے زمانہ حیات میں جب کہ خدا تعالیٰ کی مقدس وحی کا نزول باران رحمت کی طرح ہو رہا تھا۔ اس عہد میں جو بات بار بار میرے تجربہ میں آئی یہ تھی کہ دعا کرنے اور نماز پڑھنے کی سمجھ اور لذت ان نمازوں کے ذریعہ آئی جو حضور اقدس کی معیت میں پڑھی گئیں۔ سبحان اللہ وہ کیا ہی مبارک زمانہ تھا کہ نماز کے وقت نمازیوں کے خشوع وخضوع، رقت قلب اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ گڑگڑانے اور آہ وبکا کرنے کا شور بیت مبارک میں بلند ہوتا تھا لوگ آستانہ الٰہی پر سربسجود ہوتے اور بیت مبارک وجدانی صداؤں سے گونج اٹھتی۔ نبی وقت کی پاک صحبت او ربابرکت روحانی توجہ کا یہ اعجاز نما اثر جب بھی یاد آتا ہے تو دل پر خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت اقدس کے زمانہ میں حضور کی معیت میں قادیان میں شاید ہی کوئی نماز پڑھی ہوگی۔ جو رقت قلب اور اشکبار آنکھوں سے ادا نہ کی گئی ہو۔ علاوہ اس کے دعا کرنے پر جواب بھی فوراً مل جاتا۔ خواہ رات کو رویا کے ذریعہ یا کشفی طور پر یا بذریعہ الہام کے۔

(حیات قدسی ص971)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً سجدوں میں لوگوں کو آج کل کی نسبت بہت زیادہ روتے سنا ہے رونے کی آوازیں بیت الذکر کے ہر گوشہ سے سنائی دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس نماز سے پہلے حضرت صاحب کی کوئی خاص تقریر اور نصیحت ہو جاتی تھی۔ اس نماز میں تو بیت میں گویا ایک کہرام برپا ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سنگدل سے سنگدل آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 3 ص116)

☆......☆......☆

ہزاروں افراد نے مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر کے خارق عادت تبدیلی پیدا کی

حضرت مسیح موعود کے جلیل القدر رفقاء کی دلگداز نمازوں کا احوال

کئی احباب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بیعت کے بعد کوئی نماز نہیں چھوڑی

ابن رشید

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’پنجاب اور ہندوستان سے ہزار ہا سعید لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ایسا ہی سرزمین ریاست امیر کابل سے بہت سے لوگ میری بیعت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور میرے لئے یہ عمل کافی ہے کہ ہزار ہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزار ہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہوسکتا۔ اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزار ہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 ص 249)

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول

آپ اپنے زمانہ طالب علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’جن دنوں میں مدینہ منورہ میں شاہ عبدالغنی صاحب سے تعلیم پاتا تھا ایک دن ظہر کی نماز جماعت سے مجھ کو نہ ملی۔ جماعت ہوچکی تھی اور میں کسی سبب سے رہ گیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ یہ اتنا بڑا کبیرہ گناہ ہے کہ قابل بخشش ہی نہیں۔ خوف کے مارے میرا رنگ زرد ہوگیا۔ مسجد کے اندر گھسنے سے بھی ڈر معلوم ہوتا تھا۔ وہاں ایک باب الرحمت ہے اس پر لکھا ہوا ہے۔ یعبادی الذین اسرفوا (-) اس کو پڑھ کر پھر بھی بہت ڈرتا ہوا اور حیرت زدہ سا ہو کر مسجد کے اندر گھسا اور بہت ہی گھبرایا۔ جب میں منبر اور حجرہ شریف کے درمیان پہنچا اور نماز ادا کرنے لگا تو رکوع میں مجھے جس خیال نے بہت زور دیا وہ یہ تھا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔ اور جنت تو وہ مقام ہے جہاں جو التجا کی جاتی ہے وہ مل جاتی ہے۔ پس میں نے دعا کی الٰہی میرا یہ قصور معاف کر دیا جائے۔‘‘ (مرقاۃ الیقین ص 82)

’’ایک دفعہ بیت اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو شدید ضعف ہوگیا بیٹھ گئے ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے۔ چلنے کی قوت نہ رہی چارپائی پر اٹھا کر لائے۔ مگر راستے میں جب بیت مبارک کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ مجھے گھر نہ لے جاؤ بیت میں لے جاؤ۔ بمشکل تمام بیت کی چھت پر پہنچ کر نماز پڑھی اور باوجود تکلیف کے نماز مغرب کے بعد ایک رکوع کا درس دیا۔ پھر چارپائی پر اٹھا کر گھر تک لائے گئے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 559)

’’چودھری غلام محمد صاحب بی۔اے نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو رپورٹ دی کہ آپ کے فرزند عزیز عبدالحئی (ان دنوں بورڈنگ میں داخل تھے) باقاعدہ نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ اس پر آپ نے اپنی جیب سے ان کو ایک روپیہ عطا کر کے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص خوشخبری دے تو اسے کچھ دینا چاہئے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 546)

’’حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا آخری عمل بھی نماز تھا۔ 13 مارچ 1914ء کو آپ بعد دوپہر 2 بجکر 20 منٹ کے قریب عین حالت نماز میں اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد 3 ص 511)

حضرت مصلح موعود

حضرت سیدہ مریم صدیقہ (چھوٹی آپا) فرماتی ہیں:۔

’’حضرت مصلح موعود با جماعت نماز تو مختصر پڑھاتے تھے لیکن علیحدگی میں جب آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے تو آپ کو عبادت الٰہی میں اتنا انہماک ہوتا تھا کہ پاس بیٹھنے والا محسوس کرتا تھا کہ یہ شخص اس دنیا میں نہیں ہے۔ میں نے آپ کو اس طرح روتے کہ پاس بیٹھنے والا آواز سنے بہت کم دیکھا ہے لیکن آنکھوں سے رواں آنسو ہمیشہ نماز پڑھتے میں دیکھے۔ چہرہ کے جذبات سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گویا اپنی جان اور اپنا دل ہتھیلی پر رکھے اللہ تعالیٰ کی نذر کر رہے ہیں اور اس وقت دنیا کا بڑے سے بڑا حادثہ اور بڑے سے بڑا واقعہ بھی آپ کی توجہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف سے ہٹا نہیں سکے گا۔

نماز با جماعت کا اتنا خیال تھا کہ جب بیمار ہوتے اور بیت الذکر نہ جاسکتے تو گھر ہی میں اپنے ساتھ عموماً مجھے کھڑا کر لیا کرتے اور جماعت سے نماز پڑھا دیتے تاکہ نماز با جماعت کی ادائیگی ہو جائے۔ سوائے گزشتہ چند سال کی بیماری کے کہ بالکل صاحب فراش ہوگئے تھے۔ اور لیٹے لیٹے یا کرسی پر نماز پڑھتے تھے۔‘‘

(مصباح جنوری 1967ء)

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے آخری دن کے تذکرہ میں لکھا ہے:۔

’’چھ بجے شام کے بعد نبض بہت زیادہ کمزور ہوگئی اور خطرہ بہت بڑھ گیا۔ حافظ محمد رمضان صاحب بلند آواز سے قرآن کریم کی دعائیں پڑھنے لگے۔ نیز سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی دوسرے صحن میں جا کر قرآن کریم پڑھتے رہے۔ پھر حضور اس کمرہ میں تشریف لے آئے۔ جہاں حضرت میر صاحب تھے اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بہت دیر تک رقت بھری آواز میں قرآن کریم کی دعائیں کرتے رہے۔ یہ نظارہ نہایت ہی رقت انگیز تھا۔ کمرہ کے اندر اور باہر لوگوں کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس وقت حضور نے فرمایا اگر یہ رونا دعا کا ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ گناہ ہے۔ حضور پھر باہر تشریف لے آئے۔ چونکہ نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا حضور نے فرمایا نماز کی تیاری کی جائے۔ ابھی نماز شروع نہ ہوئی تھی کہ حضرت میر صاحب کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ حضور کو اطلاع دی گئی تو حضور اندر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد واپس آ کر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔‘‘

(سیرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ، ص 594)

حضرت اماں جان

حضرت اماں جان کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے تحریر فرماتے ہیں:۔

’’بہت خشوع و خضوع سے، بہت سنوار کر نمازیں ادا کرنے والی، بہت دعائیں کرنے والی کبھی میں نے آپ کو کسی حالت میں بھی جلدی جلدی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ تہجد اور اشراق بھی جب تک طاقت رہی ہمیشہ باقاعدہ ادا فرماتی رہیں۔ دوسرے اوقات میں بھی بہت دعا کرتی تھیں۔ اکثر بلند آواز سے دعا بے اختیار اس طرح آپ کی زبان سے نکلتی گویا کسی کا دم گھٹ کر یکدم رکا ہوا سانس نکلے۔ بہت ہی بیقراری اور تڑپ سے دعا فرماتی تھیں۔ کبھی کبھی موزوں نیم شعر الفاظ میں اور کبھی مصرع یا شعر کی صورت میں بھی دعا فرماتی تھیں۔ اسی درد اور تڑپ سے ایک بار لاہور میں غیر آباد مسجد کو دیکھ کر ایک آہ کے ساتھ فرمایا ع

الٰہی مسجدیں آباد ہوں گر جائیں، گر جائیں

(تاریخ احمدیت جلد 15 ص 113)

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ:۔

’’حضرت اماں جان اول وقت اور پوری توجہ اور انہماک سے پنجوقتہ نماز ادا کرنے والی اور صحت اور قوت کے زمانہ میں تہجد کا التزام رکھتی تھیں۔‘‘

(سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحب ص 358)

’’ایک مرتبہ حضرت اماں جان سیر کو تشریف لے گئیں بہت سی مستورات ساتھ تھیں ایک گاؤں آ گیا (قادر آباد جس کو نیا پنڈ کہتے ہیں) جب اس گاؤں کی مستورات کو معلوم ہوا تو باہر استقبال کو نکل آئیں اور گھر جانے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے ان کی دلداری کے لئے قبول فرمایا مگر فرمایا کہ ’’پہلے بیت الذکر میں جا کر نماز پڑھوں گی پھر تمہارے گھر چلوں گی۔‘‘ بیت کے آگے سے پانی کی نالی جا رہی تھی وہاں وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر ان کے گھر تشریف لے گئیں۔‘‘

(سیرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ ص 425)

مکرمہ استانی سکینۃ النساء صاحبہ فرماتی ہیں:۔

’’میں نے آپ کو اصلی طریق سے بہت عبادت گزار، پابند نماز تہجد اور نوافل کو دلی توجہ سے ادا کرتے دیکھا اور صحیح دینی رنگ میں نہایت دردوسوز و گداز سے نماز ادا فرماتے دیکھا۔ نمازوں میں دعائیں مانگتے سنا۔‘‘

(سیرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ ص 393)

مکرمہ امۃ اللہ بشیرہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں:۔

’’حضرت اماں جان عبادت کے بروقت ادا کرنے کی سختی سے پابندی فرماتی تھیں۔ میں نے متعدد مرتبہ دیکھا کہ مغرب کی نماز کے بعد دیر تک عبادت میں مشغول رہتی ہیں یا تو کوئی نوافل آپ اس وقت پڑھتی ہیں یا بوجہ خرابی صحت جو عام طور پر آپ کی صحت درست نہیں رہتی عشاء کی نماز ملا لیتی ہیں۔‘‘

(سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ ص 343)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:۔

’’دعاؤں کی آپ بہت ہی عادی ہیں فرماتی ہیں کہ اب اس زور کی دعا کمزوری کے سبب سے مجھ سے نہیں ہوسکتی جس میں میری طاقت بہت خرچ ہوتی تھی۔ نماز آپ بے حد خشوع و خضوع سے ادا فرماتی ہیں اس کمزوری کے عالم میں آپ کے سجدوں کی طوالت دیکھ کر بعض وقت اپنی حالت پر سخت افسوس اور شرم معلوم ہوتی ہے۔‘‘

(سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ ص 460)

’’حضرت اماں جان نے اپنے بیٹے بشیر اول کی وفات کے وقت صبر اور قیام نماز کا جو نمونہ دکھایا وہ بے مثال ہے۔ آپ نے جب دیکھا کہ بچے کے اب بچنے کی کوئی صورت نہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں پھر اپنی نماز کیوں قضاء کروں۔ چنانچہ آپ نے وضو کر کے نماز شروع کر دی اور نہایت اطمینان کے ساتھ نماز ادا کر کے دریافت فرمایا کہ بچے کا کیا حال ہے تو اس کے جواب میں بتلایا گیا کہ بچہ فوت ہو گیا ہے۔ تو آپ انا للّٰہ پڑھ کر خاموش ہو گئیں۔

(سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ ص 248)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے متعلق صاحبزادی فوزیہ شمیم صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

’’میں نے آپ کو بچپن سے قریب سے دیکھا آپ گھنٹوں عبادت میں گزارتیں۔ دوپہر کو کھانے سے پہلے ظہر کی نماز علیحدہ کمرے میں ادا کرتیں اور بہت لمبا وقت دعاؤں میں لگاتیں۔ مغرب کی نماز کا تو رنگ ہی اور تھا۔ مغرب کے بعد نوافل عشاء تک جاری رہتے اور اس قاعدے میں مَیں نے کبھی فرق نہیں دیکھا اتنی عبادت بعض اوقات آپ کو ضعف کی شکایت ہو جاتی۔‘‘

مکرمہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ (بی بی شکری) لکھتی ہیں:۔

’’بچپن سے جو بات میں نے دیکھی وہ بڑی امی کا بڑے اہتمام سے نماز پڑھنا تھا۔ اکیلے کمرے میں نیم تاریکی میں نماز پڑھا کرتی تھیں اور نماز کے وقت شور سے گھبراتی تھیں اس لئے خاموشی کا خاص خیال رکھا جاتا۔ قادیان کا مجھے یاد ہے کہ بڑی امی کے پاس جولڑکیاں ہوتی تھیں۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی کمرے سے باہر بیٹھ کر اس بات کا خیال رکھتی کہ اس کمرے کے قریب کوئی شور نہ کرے اور نماز کے دوران اندر نہ جائے۔ کوئی بھی ہنگامہ ہو، شادی کی محفل ہو، بڑی امی اسی طرح وقت پر اہتمام سے نماز ادا کرتیں۔ صبح کے وقت کبھی میں جاتی تو تیار ہو کر بیٹھی قرآن شریف پڑھ رہی ہوتیں۔‘‘

(سیرت وسوانح نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ص 99)

نماز آپ کی روح کی غذا تھی۔ آپ کی بہو بیٹیاں بھانجی بھتیجیاں اور خاندان کی سب ہی خواتین بتاتی ہیں کہ کس طرح ڈوب کر نماز پڑھتی تھیں۔ لمبی نمازوں کے بعد اکثر نہایت درجہ ضعف ہو جاتا۔ بالکل اسی طرح جیسے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ’’میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 303)

حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ آپ کی نمازوں کے متعلق فرماتی ہیں:۔

’’بہت سوز و گداز سے لمبی نماز پڑھتی تھیں یہاں تک کہ جب کمزوری صحت کے باعث بیٹھ کر نماز پڑھنے کے قابل نہیں رہیں تو لیٹے لیٹے گھنٹوں عبادت الٰہی میں مصروف رہتیں۔ ساری جماعت کے لئے درد دل میں تھا۔ احمدیت کی ترقی، جماعت کی بہبود اور مربیان اور کارکنان اور ان کے اہل وعیال اپنے عزیز اور ان سب کے لئے جو انہیں دعاؤں کے لئے لکھتے تھے ان کے لئے کثرت سے دعائیں کرتی تھیں حتیٰ کہ دعا کے لئے کہنے والا جب اس کا مقصد پورا ہو جاتا اطلاع دینا بھول جاتا اور وہ اسی طرح اس کے لئے درد سے دعا کرتی رہتی تھیں نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی تحریک کرتیں جو ان کو خط لکھتا۔ جب تک صحت رہی اور خود لکھنے کی طاقت، اپنے قلم سے خود بہت محبت سے جواب دیتیں۔‘‘ (تاریخ لجنہ جلد چہارم ص 445)

مکرمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ جو آپ کی بھتیجی ہیں آپ کی مغرب کی نماز کے بارے میں تحریر کرتی ہیں:۔

’’اور عشاء کی نداء ہوئے بھی کافی دیر ہو جاتی تھی مگر آپ کی نماز ختم نہیں ہوتی تھی اور جب باہر آتی تھیں تو اتنی کمزوری ہو جاتی ٹانگیں لڑکھڑا رہی ہوتی تھیں اور نڈھال ہو کر بستر پر گر جاتی تھیں پانی وغیرہ پی کر کچھ بولنے کی ہمت ہوتی تھی۔ اکثر بتایا کرتی تھیں کہ میں نے سجدے مخصوص کئے ہوئے ہیں اور اس میں ایک سجدہ اس حصہ جماعت کے لئے بھی مخصوص تھا جس نے کبھی آپ کو دعا کے لئے لکھا بھی نہ تھا مگر آپ کی محبت اور ہمدردی ان کو بھی نہیں بھولتی تھی۔ جو خط لکھتے تھے ان کے لئے تو نہ جانے کتنی دعائیں کرتی ہوں گی۔‘‘

(سیرت وسوانح نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ص 98,97)

حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ

’’حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ لمبے عرصہ تک گھر کی لڑکیوں اور دوسری مستورات کو ساتھ لے کر اور خود ان کی امام بن کر باجماعت نماز پڑھایا کرتی تھیں اور جہری قراءت والی نمازوں میں بلند اور پرسوز آواز سے قرآن شریف پڑھتی تھیں۔‘‘

(تبعین احمد جلد 3 ص 306 طبع اول، دسمبر 63ء)

حضرت مولانا شیر علی صاحب

سید سجاد احمد صاحب بیان کرتے ہیں:۔

’’میں نمازوں میں اکثر حضرت مولوی شیر علی صاحب کے ساتھ کھڑا ہونے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ حضرت مولوی صاحب قیام میں سورۃ فاتحہ کے الفاظ اھدنا الصراط المستقیم بار بار دہرایا کرتے تھے اور اس الحاح وزاری کے ساتھ تواتر سے دہراتے تھے کہ میں حیران ہو جاتا کہ ایک ہی آیت کو دہراتے چلے جا رہے ہیں۔ اور قطعاً تھکن محسوس نہیں فرماتے۔ نماز سے فراغت کے بعد بیت مبارک کی پرانی سیڑھیوں کے دروازے پر اکثر آدھ آدھ گھنٹہ تک میں نے مولوی صاحب کو ورد کرتے دیکھا۔ دروازے کے اوپر کی چوکھٹ کا سہارا لے کر مولوی صاحب کھڑے ہیں۔ آنکھیں نیم وا ہیں، ہونٹ ہل رہے ہیں اور یاد خدا میں محو ہیں۔‘‘

(سیرت حضرت شیر علی، ص 228)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بیان کرتے ہیں:۔

’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں موسم گرما میں بیت مبارک میں عشاء کی نماز ہونے لگی تو تکبیر سنتے ہی نیچے مرزا امام الدین، مرزا نظام الدین صاحبان کے احاطہ میں سے جہاں پر کئی ڈھول وغیرہ بجانے والے آئے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ڈھول اور نفیری وغیرہ اس طرح بجانے شروع کئے کہ گویا وہ اپنی آوازوں سے نماز کی آواز کو پست کرنا چاہتے ہیں۔ اور غالباً یہ ان عمالیق کے اشارہ سے تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بڑے جہیر الصوت تھے۔ (اتنے کہ صبح کی نداء ان کی نہر کے پل پر سنی جاتی تھی) انہوں نے بھی قراءت بلند کی۔ ڈھول والوں نے اپنا شور اور زیادہ بلند کیا۔ مولوی صاحب قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ اولٰی لک فاولٰی ثم اولٰی لک فاولٰی۔ (یعنی تجھ پر ہلاکت ہو۔ ہاں اے گندے انسان تجھ پر پھر ہلاکت ہو) اس آیت کو بار بار دہراتے تھے۔ اور ہر دفعہ ان کی آواز اونچی ہوتی چلی جاتی تھی۔ گویا شیطان سے مقابلہ تھا۔ دیر تک یہ مقابلہ جاری رہا۔ حضرت مسیح موعود بھی اس نماز میں شامل تھے۔ غرض مولوی صاحب نے اس وقت اتنی بلند آہنگی سے نماز اور قراءت پڑھی کہ سب نے سن لی اور شور اگرچہ سخت تھا مگر یہ شور ان کی پرشوکت آواز کے آگے مغلوب ہو گیا۔ آیت بھی نہایت باموقعہ تھی۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 54)

حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب

حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب کے متعلق حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

’’بسا اوقات میں بیماری کی وجہ سے باہر نماز کے لئے نہیں آسکتا تھا اور اندر بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتا تھا لیکن بیت الذکر سے مولوی صاحب کی قراءت کی آواز کانوں میں آتی تو میرا نفس مجھے ملامت کرتا کہ میں جو عمر میں ان سے بہت چھوٹا ہوں میں تو گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہوں اور یہ اسّی سال کا بڈھا بیت الذکر میں نماز پڑھا رہا ہے۔ میرے زمانۂ خلافت میں میری جگہ اکثر مولوی صاحب ہی نماز پڑھاتے تھے۔ صرف آخری سال سے میں نے ان کو نماز پڑھانے سے روک دیا تھا کیونکہ گرمی کی شدت کی وجہ سے وہ بعض دفعہ بیہوش ہو جاتے تھے اور مقتدیوں کی نماز خراب ہو جاتی تھی اس لئے میں نے ان کو جبراً ہٹا دیا ورنہ وہ کام سے ہٹنا نہیں چاہتے تھے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 10 ص 693)

حضرت میاں محمد دین صاحب

’’حضرت میاں محمد دین صاحب جو تین سو تیرہ رفقاء میں سے تیسرے نمبر پر ہیں بچپن میں پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کا اہتمام کرتے تھے مگر پھر اپنے ماحول کے زیر اثر تارک صلوٰۃ ہو گئے اور دہریت کا شکار ہوتے گئے۔

تقدیر الٰہی کے تابع آپ کو حضرت مسیح موعود کی کتاب براہین احمدیہ پڑھنے کی توفیق ملی اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پڑھ کر دہریت کے سارے زنگ اتر گئے۔ فرماتے ہیں میری آنکھ ایسی کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے۔

اسی وقت کپڑے دھوئے اور گیلے کپڑے پہن کر ہی نماز پڑھنی شروع کی۔ محویت کے عالم میں ایک طویل نماز پڑھی۔

فرماتے ہیں یہ نماز براہین نے پڑھائی اور بعد ازاں آج تک کوئی نماز میں نے نہیں چھوڑی۔ تھوڑے عرصہ بعد بیعت کا خط لکھ کر امام الزمان سے مکمل طور پر وابستہ ہو گئے۔‘‘

(رجسٹر روایات رفقاء حضرت اقدس جلد 7 ص 47,46)

باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

حضرت میر ناصر نواب صاحب

حضرت میر ناصر نواب صاحب فرماتے ہیں:۔

’’جب جوان ہوئے رسمی علم پڑھا تو دل میں بسبب مذہبی علم سے ناواقفیت اور علمائے وقت و پیرانِ زمانہ کے باعمل نہ ہونے کے شبہات پیدا ہوئے اور تسلی بخش جواب کہیں سے نہ ملنے کے باعث سے چند بار مذہب تبدیل کیا۔ سنی سے شیعہ بنے،...... آریہ ہوئے، چند روز وہاں کا بھی مزہ چکھا مگر لطف نہ آیا۔ برہمو سماج میں شامل ہوئے ان کا طریق اختیار کیا لیکن وہاں بھی مزہ نہ پایا۔ نیچری بنے لیکن اندرونی صفائی یا خدا کی محبت، کچھ نورانیت کہیں بھی نظر نہ آئی۔ آخر مرزا صاحب سے ملے اور بہت بیبا کانہ پیش آئے مگر مرزا صاحب نے لطف سے مہربانی سے کلام کیا اور ایسا اچھا نمونہ دکھایا کہ آخر کار (دین) پر پورے پورے جم گئے اور نمازی بھی ہو گئے۔ اللہ اور رسولؐ کے تابعدار بن گئے اور اب مرزا صاحب کے بڑے معتقد ہیں۔‘‘

(سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ، ص 137)

حضرت پیر افتخار احمد صاحب

’’حضرت پیر افتخار احمد صاحب بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں بھی بیت الذکر میں تشریف لاتے۔ آخری عمر میں زیادہ دیر تک بیٹھ نہ سکتے تھے۔ جماعت شروع ہونے سے قبل بیت الذکر میں لیٹ جاتے اور باجماعت نماز کا انتظار فرماتے۔‘‘

(الفضل 2 فروری 1951ء)

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب

''حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب سرگودھا (بیعت 1907ء) فرمایا کرتے تھے کہ بیعت سے پہلے میں صوم وصلوٰۃ کا تارک تھا لیکن بیعت کے خط میں ہی حضرت اقدس سے اوامر کی پابندی کے لئے دعا کی درخواست کی چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ خدا کا فضل ہے اس کے بعد سفر اور حضر میں بیماری اور صحت کی حالت میں ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی۔''

(تاریخ احمدیت جلد 17 ص 165)

حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب

حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

''نماز کا میں شروع سے پابند رہا ہوں۔ بیعت کے بعد میں نماز میں خاص لذت محسوس کرنے لگا۔''

(رفقاء احمد جلد 10 ص 17)

حضرت میاں سانولا صاحب

''کشمیر کے حضرت میاں سانولا صاحب نماز کے پابند تھے۔ ایک دن سجدہ کی حالت میں روح جسم سے پرواز کر گئی۔'' (تاریخ احمدیت کشمیر ص 68)

پہلا انگریز احمدی

13 جنوری 1892ء کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس روز سب سے پہلا انگریز حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہوا۔ چنانچہ آپ نے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب مقیم جموں کے نام اپنے قلم مبارک سے اسی روز ایک مکتوب تحریر فرمایا جس میں یہ خوشکن اطلاع دی کہ:۔

''سردار ویٹ خان خلف الرشید مسٹر جان ویٹ کہ ایک جوان تربیت یافتہ، علوم انگریز دانشمند مدبر آدمی انگریزی میں صاحب علم آدمی ہیں اور کرنول احاطہ مدراس میں بعہدہ منصفی مقرر ہیں آج بڑی خوشی اور ارادت اور صدق دل سے سلسلہ بیعت میں داخل ہوگئے۔ ایک باہمت آدمی اور پرہیزگار طبع اور محبّ (دین حق) ہیں انگریزی میں حدیث اور قرآن کو دیکھا ہوا ہے...... وہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہر ایک ملک میں واعظ بھیجنے چاہئیں اور کہتے ہیں کہ ایک مدراس میں واعظ بھیجا جاوے۔ اس کی تنخواہ کے لئے میں ثواب حاصل کروں گا۔ غرض زندہ دل آدمی معلوم ہوتا ہے۔ تمام اعتقاد سن کر آمنا آمنا کہا کوئی روک پیدا نہیں ہوئی اور کہا...... (دین حق) کی سچائی کی خوشبو اس راہ میں آتی ہے۔ الغرض وہ محققانہ طبیعت رکھتے ہیں اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھتے ہیں زیادہ تر خوشی یہ ہے کہ پابند نماز خوب ہے۔ بڑے التزام سے نماز پڑھتا ہے''۔

(الفضل 11 جون 1998ء بحوالہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 ص 117-118)

حضرت سعد اللہ خان صاحب

''موضع امیر و سرحد کے خان بہادر سعد اللہ خان صاحب نے خط لکھ کر حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی۔

کچھ عرصہ بعد قاضی محمد اکبر جان صاحب سابق تحصیلدار ساکن پشاور بمعہ چند افسران مالاکنڈ خان بہادر صاحب کے پاس حاضر ہوئے کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ احمدی ہوگئے ہیں۔ اور ہم کو بڑا رنج ہے۔ خان بہادر صاحب نے جواب دیا کہ میں جبکہ آپ کی طرح تھا نہ نماز پڑھتا تھا۔ نہ قرآن شریف میرے مکان پر خلاف شریعت سب کام ہوتے مگر آپ لوگوں نے کبھی برا نہ منایا اور نہ ان باتوں کو دین کے خلاف بتایا۔ مگر جس دن سے حافظ مظفر احمد صاحب احمدی کی توجہ اور صحبت سے میں نے پانچ وقت نماز باجماعت شروع کی درس قرآن شروع کیا، تہجد پڑھنے لگا اور تمام شیطانی امور چھوڑ دیئے تو آپ کو برا محسوس ہوا اور رنج پہنچا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری پہلی زندگی صحیح تھی اور موجودہ زندگی غلط ہے۔ پس میں اس صحیح کو ترک کردوں اور پھر آپ جیسا ہو کر سابقہ ناپاک زندگی اختیار کروں۔ تو آپ خوش ہوں گے۔ یہ سن کر قاضی صاحب اور ان کے ساتھی شرمندہ ہو کر چل دیئے۔''

(تاریخ احمدیت سرحد ص 285)

حضرت علی احمد صاحب بھاگلپوری

''حضرت علی احمد صاحب بھاگلپوری سن رسیدگی کے باوجود حتی المقدور باجماعت نماز بیت الذکر میں ادا فرماتے بہت دعا گو بزرگ تھے۔ اور بیت المبارک میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے قریب ہی صف اول میں شریک نماز ہوتے تھے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 595)

3 رفقاء

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب حضرت مسیح موعود کے 3 رفقاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''حضرت مولوی شیر علی صاحب مرحوم اور حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مرحوم اور حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب مرحوم ...... یہ تینوں بزرگ حضرت مسیح موعود کے ممتاز رفقاء میں سے تھے اور انہیں خدا کے فضل سے وہ مقام نمایاں طور پر حاصل تھے جسے آنحضرت ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ یعنی مبارک ہے وہ انسان جس کا دل گویا ہر وقت بیت الذکر میں اٹکا رہتا ہے۔ یہ بزرگ (اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے) بیوی بچے بھی رکھتے تھے۔ ان کے حقوق بھی ادا کرتے تھے۔ اپنے مفوضہ کام بھی سرانجام دیتے تھے۔ دوستوں کی مجلسوں میں بھی بیٹھتے تھے۔ حسب ضرورت بازار سے سودا سلف بھی لاتے تھے بعض اوقات معصوم تفریحوں میں بھی حصہ لیتے تھے الغرض دست باکار کا ایک نہایت عمدہ نمونہ تھے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ بیت الذکر کی رونق بھی تھے اور ''دل بایار'' کی ایسی دلکش تصویر پیش کرتے تھے کہ اب تک ان کی یاد سے روح سرور حاصل کرتی اور زبان سے بے اختیار دعا نکلتی ہے۔''

(الفضل 31 مارچ 1959ء)

حضرت عبدالمجید خان صاحب

''حضرت خان عبدالمجید خان صاحب حضرت منشی محمد خان صاحب کپورتھلوی کے صاحبزادے تھے۔ کپورتھلہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز رہے۔ تقسیم ملک کے بعد ماڈل ٹاؤن سی بلاک میں رہائش اختیار کی۔ شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ فرماتے ہیں نماز باجماعت کے بے حد پابند تھے۔ خاکسار کو جب کبھی ماڈل ٹاؤن آنے جانے کا موقع ملا آپ کو باوجود بڑھاپے کے نماز کے لئے موجود پایا۔''

(تاریخ احمدیت لاہور ص 147)

حضرت حافظ ابومحمد عبداللہ صاحب

''آپ فرماتے تھے کہ دس سال کی عمر سے آخر وقت تک میری کوئی نماز یا روزہ قضا نہیں ہوا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 10 ص 617)

حضرت چوہدری امین اللہ صاحب

''حضرت چوہدری امین اللہ خان صاحب (بیعت 1898ء) پانچ وقتہ نماز باجماعت نہایت التزام سے ادا کرتے اور اگر کوئی نماز باجماعت ادائیگی سے رہ جاتی تو اس سستی کا اپنے آپ کو ذمہ دار قرار دے کر توبہ و استغفار کرتے۔ رمضان میں تہجد کے لئے بیت المبارک قادیان جاتے اور سحری سے پہلے گھر آ کر روزہ رکھتے۔'' (الفضل 12 دسمبر 2002ء)

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحب

''حضرت مولوی فضل الٰہی صاحب بھیروی بغیر جماعت کے نماز ادا کرنا کمزوریٔ ایمان سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے کوشش یہی کی ہے کہ نماز باجماعت ادا کروں اور سوائے بیماری اور سفر کے میں نے کبھی بغیر جماعت کے نماز ادا نہیں کی۔''

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 616)

حضرت میاں عبدالرحیم صاحب

حضرت میاں عبدالرحیم صاحب (بیعت 1893ء یا 1894ء) بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کے لئے فرصت کے دنوں میں فجر کی نماز کے لئے قادیان پہنچ جاتے اور دن بھر قادیان میں نمازیں ادا کرتے اور حضور کے کلمات طیبات سنتے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گاؤں کو روانہ ہو جاتے۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 626)

حضرت حکیم محمد اسماعیل صاحب

''حضرت حکیم محمد اسماعیل صاحب سیکھوانی کو جب تک صحت نے اجازت دی آپ نماز باجماعت بیت الذکر میں ادا کرتے رہے اور نماز نہایت خشوع سے ادا کرتے۔ سرگودھا کے بہت سے بزرگ احباب نے ذکر کیا کہ ہم بہت کوشش کرتے کہ حکیم صاحب سے پہلے بیت الذکر میں پہنچ جائیں لیکن آپ ہمیشہ ہم سے پہلے پہنچ جاتے اور یہ معمول آپ کا صرف بڑھاپے میں ہی نہیں تھا کہ آپ فارغ تھے بلکہ کاروبار کے عین دوران اپنے رب کے ساتھ تعلق کو فائق سمجھتے ہوئے اسی کے حضور حاضر رہنے کو سعادت سمجھتے۔ نماز جمعہ کو نہایت التزام سے ادا کرتے اور بڑھاپے میں بھی سخت سردی اور سخت گرمی کی پرواہ کئے بغیر گھر سے کافی فاصلہ پر واقع بیت الذکر تک ثواب کے حصول کے لئے پیدل ہی آنے جانے کو ترجیح دیتے۔''

(روزنامہ الفضل 15 نومبر 1979ء)

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے آخری لمحات کے بارہ میں روزنامہ جنگ لکھتا ہے:۔

''سر ظفر اللہ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ دو روز پہلے تک بولتے چالتے رہے جب بھی انہیں ہوش آئی تو وہ پوچھتے کونسی نماز کا وقت ہے اور اس کے بعد اپنے اہل خانہ کے بارے میں دریافت کرتے کہ وہ کس حال میں ہیں۔'' (روزنامہ جنگ 2 ستمبر 1985ء ص 1)

حضرت چوہدری احمد دین صاحب

حضرت چوہدری احمد دین صاحب قبول احمدیت کے حالات تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''میں اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی میں ٹیچر تھا وہاں ایک احمدی کتب فروش تھا اس سے کتابیں لے کر پڑھیں۔ ان دنوں مذہب کی طرف میری توجہ نہ تھی ایک مضمون در بارہ حقیقت نماز پڑھا۔ اس کے پڑھنے سے مجھ پر خاص اثر ہوا۔ اس کے بعد پھر اور رسائل دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ پھر میں سکول کی نوکری چھوڑ کر کوہاٹ چلا گیا۔ وہاں میں نے کتابیں پڑھیں اور اخبارات کا بھی مطالعہ کیا پھر میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ میں خود قادیان جا کر دیکھوں۔ میں نے نئے مہمان خانہ میں جو اس وقت ابھی بنا ہی تھا اکیلے حضرت اقدس کی بیعت کی۔ اس وقت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی بھی موجود تھے۔ حضرت اقدس نے مجھے ایک کتاب ''مواہب الرحمٰن'' بطور تحفہ دی۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 587)

(باقی صفحہ 84 پر)

خلیفۂ وقت کی محبت وشفقت اور دعاؤں کے فیض کا سلسلہ بہت وسیع ہے

حامدہ خان صدر لجنہ ضلع وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ ضلع سیالکوٹ
نسیم منور صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ ڈسکہ کوٹ
نصرت جہاں صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ ڈسکہ کلاں
شبانہ کوثر صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھنڈال
فرخندہ نوید صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ سیالکوٹ کینٹ
آنسہ شکیل صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ چونڈہ
نعیم النساء صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھاگووال
وحیدہ مقصود صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ پنڈی بھاگو
خالدہ بیگم صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ معراج کے
طاہرہ بیگم صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ اورا بھاگو بھٹی
خدیجہ بیگم صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ دریا پور
ریحانہ انیس صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ رلیو کے
کوثر اعجاز صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ موسیٰ والا
خالدہ خلیق صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھروکے کلاں
ممتاز عنایت صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ جنڈ وساہی
شفقت طاہر صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ چوھگ پور
مصباح ظفر صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ سمبڑیال
سعدیہ انعام صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ وسن کے
شگفتہ ثمر صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کھرپہ
مسرت جبین صدر لجنہ وار اکین عاملہ وار اکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ گھٹیالیاں کلاں

فضائل نماز

جو خواہش ہے سالک کہ ہو سرفراز
ادا کر محبت سے حقِ نماز
تو مانگ اپنے رب سے وہ ذوقِ نماز
کہ روح رُوبسجدہ ہو دل ہو گداز
عدم سے تجھے جس نے پیدا کیا
عبادت سے حق اس کا ہو کچھ ادا
طلب تیری فطرت کی ہے بندگی
اسی سے ملے روح کو زندگی
دیا اس نے تجھ کو جو اذنِ نماز
سراسر ہی تیرے لئے ہے اعزاز
کہاں اس کا در اور کہاں تیرا سر
تو رکھ ناز سے اس کی چوکھٹ پہ سر
غرض سوز سے کر ادا تو نماز
کھلیں تجھ پہ تا تیری ہستی کے راز
ہوں ایسے قیام و رکوع و سجود
جو ہوں ربط مابین عابد معبود
سپرد اس کے خود کو کرے تو اگر
حفاظت میں اس کی تو آ جائے پھر
نمازیں حفاظت کو تیری ہیں ڈھال
کبھی آنے دیں نہ بدی کا خیال
کہ ہیں ناپسندیدہ جتنے امور
یہ رکھتی ہیں دل کو سدا ان سے دور
انہیں سے تو تسکین پاتے ہیں دل
انہیں سے لِقائے رب عز و جل
یہ مغرب عشاء فجر ظہر و عصر
یہ نہریں بہشتوں کی ہیں سر بسر
تو ظاہر میں بھی ان کی حالت سنوار
کرے گا وہ رب علیٰ تجھ سے پیار
ہیں جتنی بھی مسنون حرکات سب
یہ رکھتی ہیں باطن پہ اثرات سب
بہت خوب پیارے نبی نے کہا
کہ حق عبادت تو کر یوں ادا
تصور میں تصویر اس کی سجا
یوں ہو کہ وہ سامنے ہے کھڑا
نہ گر ہو سکے یہ تو ہے بالضرور
تجھے دیکھتا ہے وہ رب غفور
نوافل کا بھی کر تو کچھ اہتمام
کہ تیرے لئے ہے یہ زائد انعام
وہ آئے تیرے گھر بصورت نماز
اٹھائے تجھے تا کرے سرفراز
تہجد میں پچھلے پہر رات کو
بلاتا ہے اپنی ملاقات کو
کہے ہے بتا جتنی حاجات ہیں
میرے پاس سارے انعامات ہیں
میں رکھتا ہوں تیرے لئے وہ جناں
کہ قیمت ہے جس کی زمیں آسماں
فقط ذکر ہو نہ بوقت نماز
ہو دل اس کی الفت میں ہر دم گداز
یہ اذکار کیا ہیں یہ افضال ہیں
حقیقت میں تیرے زر و مال ہیں
اُسے بندگی کی ضرورت کہاں
جھکیں اس کے آگے زمیں آسماں
اسی میں تیری ذات کا فائدہ
کہ ہے ذکر ہی روح کا مائدہ
جو اس کا ہو تو غیر کو چھوڑ کر
نہ چھوڑے وہ تجھ کو کسی موڑ پر
بڑی بات اقرار توحید ہے
اسی میں تو سب روح کی عید ہے
پیدائش کا تیری ہے مقصد یہی
فقط بندگی اور فقط بندگی
بدّر گو کہ تیرے یہ اشعار ہیں
حقیقت میں آقا کے افکار ہیں
وہ کہتے ہیں خطبات میں صبح و شام
نمازوں کا کر وقت پر تو قیام
الٰہی عبادت کی توفیق دے
تو ان کی اطاعت کی توفیق دے

اے۔ آر۔ بدر

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُسکا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی

رفیع احمد شاہنواز
زعیم انصار اللہ گوجرخان ضلع راولپنڈی

’’اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو‘‘

احباب جماعت کو نیا سال
اور الفضل کا سالانہ نمبر 2009 مبارک ہو

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ لالہ رخ واہ کینٹ

مکرم سید ساجد احمد صاحب امریکہ

بیوت الذکر کی تزئین اور بعض اہم تجاویز

آج سے تیس سال قبل امریکہ میں جماعت کی چند بیوت الذکر تھیں، لیکن اب درجنوں بیوت الذکر قائم ہو چکی ہیں۔ ہر بیت الذکر کی ایک اپنی شان اور ایک اپنا مقام ہے۔ بعض چھوٹی ہیں تو بعض بڑی، جہاں سے خدائے عزوجل کا نام بلند ہوتا ہے، نمازی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں اور اعلائے کلمہ حق کا باعث بنتی ہیں۔ یہاں ان بیوت الذکر کی بعض خاص باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہیں نمازیوں کی سہولت کے لئے نئی بیوت الذکر کے ڈیزائن میں مدنظر رکھا جاسکتا ہے۔

منارے اور گنبد بیت الذکر کو دوسری عمارات سے ممتاز کرتے ہیں، یہ بیت الذکر ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں اور اس کی خوبصورتی میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ منارہ وگنبد دیکھتے ہی بیت الذکر میں داخل ہونے سے پہلے ہی دل ودماغ ایک خاص ماحول کے استقبال کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ طوسان (اریزونا) کی بیت الذکر پر فائبر گلاس گنبد لگایا گیا۔ فائبر گلاس ہلکا بھی ہوتا ہے اور سستا بھی اور اگر اس پر ہلکا رنگ کیا جائے یا اس فائبر گلاس میں ہلکا رنگ ہو تو اس میں سے چھن کر باہر کی روشنی بھی بیت الذکر میں آتی ہے، جس سے بیت الذکر زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔ اس طرح بیت الذکر میں آنے والی روشنی کا رنگ گنبد کے رنگ جیسا ہوگا۔ بعد میں پورٹ لینڈ (آریگان) کی بیت الذکر پر بھی ایسا ہی گنبد لگایا گیا۔ بیت الرحمٰن سلور سپرنگ (میری لینڈ)، ہیوسٹن (ٹیکسس) کی بیت الذکر اور کچھ بیوت الذکر پر بھی خوبصورت گنبد و مینار ہیں۔

امریکہ میں بعض جگہ گھر خرید کر نماز سینٹر کے طور پر استعمال کئے جا رہے ہیں، مثلاً ڈاوی کے شہر زائن (الانائے) میں گھر کی صورت میں بلدیہ سے اجازت لینا پڑتی ہے، جس کا ملنا مخالف حالات میں آسان نہیں ہوتا۔ گھر خریدنے کی صورت میں باورچی خانہ اور غسل خانے تو بنے بنائے مل جاتے ہیں مگر بیت الذکر بنانے کے لئے اور تبدیلیوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

بعض جگہ تجارتی عمارات کو بیت الذکر میں تبدیل کیا گیا ہے۔ مثلاً سیاٹل (واشنگٹن)، اورلینڈو (فلوریڈا) اور بیت السلام لاس اینجلس (کیلیفورنیا) میں پبلک عمارت ہونے کی وجہ سے تجارتی عمارت کو بیت الذکر میں تبدیل کرنے کی اجازت عموماً آسان ہوتی ہے اور پارکنگ بھی ایک گھر کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ تجارتی عمارت میں یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ اکثر اس میں بڑے کمرے یا ہال بھی ہوتے ہیں، اس لئے اس میں نماز کے لئے ہال یا بڑا کمرہ بنانے کے لئے دیواریں نہیں ہٹانا پڑتیں۔ سان ہوزے (کیلیفورنیا) میں بیت البصیر ایک سکول میں قائم ہے۔ نیویارک میں ایک بڑی سی یہودی عبادت گاہ کو خریدا گیا ہے جس میں ایک بڑے ہال کے علاوہ آٹھ کلاس رومز اور دیگر کمرے بھی ہیں۔

کئی اور جگہ چرچ بھی خریدے گئے ہیں، مثلاً کلیولینڈ (اوہائیو)، میامی (فلوریڈا) اور کولمبس (اوہائیو) میں۔ چرچ کو بیت الذکر میں تبدیل کرنے کا اجازت نامہ حاصل کرنا عموماً آسان ہوتا ہے کیونکہ عمارت پہلے ہی بطور عبادت گاہ منظور شدہ ہے۔ چرچ میں پارکنگ بھی پہلے سے ہی مہیا ہوتی ہے۔ چرچ میں عبادت کے کمرے میں عموماً بنچ ہوتے ہیں جن پر مسیحی عبادت گزار بیٹھتے ہیں۔ ان چرچوں کو خریدنے کے بعد بنچوں والے ہال کو اجلاسات کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، گویا بنا بنایا ہال کرسیوں سمیت مل گیا۔ اجتماع وغیرہ کے مواقع پر بعض دوست ان بنچوں کو شبانہ استراحت کے لئے بھی استعمال کر لیتے ہیں۔

امریکہ کی بہت ساری جماعتوں نے گھروں، تجارتی عمارتوں اور چرچوں کے علاوہ خالی زمین پر بھی بیوت الذکر بنائی ہیں۔ مثلاً پورٹ لینڈ (آرے گان)، چینو (کیلیفورنیا)، طوسان (اریزونا)، ڈیلس (ٹیکسس)، سلور سپرنگ (میری لینڈ)، باسٹن (میساچوزٹس)، ڈیٹرائٹ (مشیگن)، کولمبس (اوہائیو) سینٹ لوئیس (مسوری)، ڈیٹن (اوہائیو) وغیرہ۔

امریکہ میں بیت الذکر کے فرش پر کارپٹ ڈالی جاتی ہے، کہیں خوب نرم، کہیں کم نرم۔ اکثر بیوت الذکر میں یک رنگی کارپٹ پر صفوں کے تعین کے لئے لائنیں لگا دی جاتی ہیں۔ پہلے پہل چینو لاس انجلیز (کیلیفورنیا) کی بیت الحمید میں اور اب بیت محمود ڈیٹرائٹ (مشیگن) میں اور بیت الحفیظ سینٹ لوئیس (مسوری) میں ایک رنگ کی کارپٹ پر لائنیں لگانے کی بجائے دو رنگی کارپٹ استعمال کی گئی ہے۔ ایک صف کے لئے ایک رنگ، دوسری کے لئے دوسرا اور تیسری کے لئے پھر پہلا رنگ، اس طرح دو رنگوں کو ادل بدل کر کے صفوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں صفوں کے ارد گرد ایک بارڈر دونوں میں سے ایک رنگ میں لگا دیا گیا ہے تا کہ نمازی دیواروں سے مناسب فاصلے پر کھڑے ہوں اور دوران نماز ان کے جسم دیواروں سے نہ ٹکرائیں۔ ولنگبرو (نیوجرسی) کی نئی بیت النصر نے اس سے بھی آگے ایک قدم بڑھایا ہے اور اس میں ایسی کارپٹ ہے جس پر پہلے ہی خوب صورت جائے نماز بنے ہوئے ہیں جس سے رنگوں کے ادل بدل کرنے یا لائنیں لگانے کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر ممکن ہو تو ساری بیوت الذکر میں ایسی کارپٹ ہی لگانی چاہئے۔ نئی بیت الظفر نیویارک (نیویارک) کے عقب میں بھی جائے نمازوں کے ڈیزائن والی کارپٹ لگائی گئی ہے جس کے پیچھے اور اطراف میں حاشیہ لگایا گیا ہے۔ اس کے سامنے والے حصے میں ٹائلوں کا خوبصورت فرش ہے جسے نماز کے لئے جائے نمازوں والے ڈیزائن والی صفوں سے مزین کر لیا جاتا ہے اور بطور ہال استعمال کرتے ہوئے کرسیاں میز رکھ لئے جاتے ہیں۔

بیت الذکر کا ڈیزائن کارپٹ کی صفائی پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر کارپٹ کے عین ساتھ ہی جوتے اتارے جائیں تو جوتوں کے ساتھ آئی ہوئی خاک کی کارپٹ تک رسائی بھی آسان ہو جاتی ہے۔ بعض بیوت الذکر میں جوتے اتارنے والی جگہ اور بیت الذکر کی کارپٹ کے درمیان ایک برآمدہ سا بنا دیا گیا ہے جس سے کارپٹ زیادہ صاف رہتی ہے۔ جوتے اس برآمدہ سے پہلے اتارے جاتے ہیں اور بیت الذکر اس برآمدہ سے آگے شروع ہوتی ہے۔

بعض بیوت الذکر میں جوتے اتارنے والی جگہ سے قبل ایک سخت کھردری کارپٹ مہیا کی گئی ہے تا کہ نمازی اپنے جوتوں کے تلے ہلکا سا رگڑ کر بیت الذکر تک پہنچنے سے پہلے ہی صاف کر لیں تا کہ بیت الذکر تک کم سے کم باہر کی خاک پہنچے۔

شکاگو (الانائے) کی بیت الجامع میں ہال کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے درمیان میں شیشے کی دیوار لگا دی گئی ہے۔ قبلہ کی طرف کے حصے میں کارپٹ ڈال دی گئی ہے لیکن دوسرے حصے میں کارپٹ نہیں ڈالی گئی۔ اس طرح اگلا حصہ تو نماز کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر پچھلا حصہ اجلاسات اور کھانے پینے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے اور بوقت ضرورت عیدوں یا بڑے اجلاسات کی صورت میں وہاں نمازی بھی سما سکتے ہیں۔ بعد میں اس ڈیزائن کو اور بیوت الذکر میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ بیت الظفر (نیو یارک) کے بڑے ہال کو ہال کے اندر ہی بنی ہوئی پارٹیشن کے ذریعے تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ بیت محمود ڈیٹرائٹ (مشیگن) میں بیت الذکر کے پیچھے ایک بڑا ہال بنایا گیا ہے۔ یہ ہال نماز، اجلاس، کھانے اور کھیلوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اور بوقت ضرورت اسے دو حصوں میں بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ بعض دن صرف مرد اس ہال کو استعمال کرتے ہیں اور بعض دن صرف مستورات۔ بیت الحفیظ سینٹ لوئیس (مسوری) میں مردوں اور مستورات کے حصوں کے درمیان میں ایسی جگہ بنائی گئی ہے جس میں کارپٹ تو نہیں ڈالی گئی مگر بوقت ضرورت اس جگہ کا آدھا حصہ یا پورا حصہ مردوں یا مستورات کے حصے سے ملایا جا سکتا ہے یا دونوں سے علیحدہ کر کے آدھے یا ڈبل کمرے کے طور پر متعلقہ مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کئی بیوت الذکر میں مستورات کے لئے علیحدہ منزل مخصوص ہے جو مستورات کے لئے بہت سی آسانیوں کا باعث ہے، مثلاً بیت الرحمٰن سلور سپرنگ (میری لینڈ)، ناصر روڈ پر واقع مشن ہاؤس باسٹن (میساچوزیٹس) میں اور بیت الجامع شکاگو (الانائے) میں۔ بیت محمود ڈیٹرائٹ (مشیگن) میں دائیں طرف مردوں کا حصہ ہے تو بائیں طرف بالکل ویسا ہی عورتوں کا حصہ ہے۔ بیت الحفیظ سینٹ لوئیس (مسوری) میں بھی ایسی کوشش کی گئی ہے۔

مستورات نماز کے لئے بیت الذکر آتی ہیں تو ساتھ بچے بھی آتے ہیں۔ بچوں کے شور مچانے سے باقی نمازیوں کی عبادت میں خلل پڑتا ہے۔ سلور سپرنگ کی بیت الذکر میں مستورات کے ہال میں ایسے کمرے بنائے گئے جن میں بچوں والی مستورات اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر بیت الذکر کی کارروائی دیکھ، سن بھی لیں اور بچوں کا شور بھی بیت الذکر میں نہ جائے۔ ان کمروں کی دیواروں پر کمرے سے باہر دیکھنے کے لئے بڑی بڑی شیشے کی کھڑکیاں ہیں اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعے کمرے کے اندر بیت الذکر کی آواز آتی ہے۔ مستورات کمرے سے باہر سے بھی کمروں کے اندر بچوں کو کھیلتے دیکھ سکتی ہیں اور بچے بھی اندر سے باہر اپنی ماؤں اور دیگر عزیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ نیو یارک (نیویارک) کی نئی بیت الذکر اور بیت محمود ڈیٹرائٹ (مشیگن) میں بھی ایسے کمرے بنائے گئے ہیں۔

بعض بیوت الذکر کی کھڑکیوں پر دھندلے شیشے لگائے گئے ہیں تا کہ لوگ باہر سے اندر نہ دیکھ سکیں، خاص طور پر مستورات کے حصے میں۔ لیکن پھر ایسی دھندلائی کھڑکیوں سے اندر سے باہر بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ ایسی دھندلائی کھڑکیوں میں چھوٹا سا حصہ ضرور شفاف رکھنا چاہئے تا کہ بوقت ضرورت باہر دیکھا جا سکے۔ اگر بچے باہر کھیل رہے ہوں تو ان پر نظر رکھنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اگر کسی کے آنے کا انتظار ہو تو باہر نظر ڈالنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کبھی حفاظتی ضروریات کے لئے بھی باہر دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اکثر بیوت الذکر میں کھڑکیوں پر پردے لگائے گئے ہیں۔

ہر بیت الذکر کو چوبیس گھنٹے کھلا رکھنا مشکل ہے، اس لئے بیت الذکر کے باہر مختصر ہی سہی مگر ایسی سہولت ہونی چاہئے کہ اگر کوئی نماز ادا کرنے کے لئے آئے اور بیت الذکر بند ہو تو نماز ادا کرنے کی حسرت دل میں لئے نہ لوٹے۔ بعض بیوت الذکر میں بیت الذکر کے باہر برآمدے بنے ہیں جہاں نماز ادا کی جا سکتی ہے گو وہ برآمدے اس مقصد کے لئے نہیں بنائے گئے۔

کئی بیوت الذکر کے باہر بینر بھی لگائے گئے ہیں اور بعض پر فون نمبر بھی دیا گیا ہے تا کہ پاس سے گذرنے والوں کو رابطہ کرنے میں دقت نہ ہو۔

ہماری اکثر بیوت الذکر میں باورچی خانے بھی ہیں، بعض میں چھوٹے اور بعض میں بڑے۔ اجتماعات وغیرہ کے موقع پر کارکن یہیں کھانا تیار کر لیتے ہیں اور

(باقی صفحہ 85 پر)

خلافت احمدیہ کی نعمت عالم احمدیت سے باہر آج کسی اور کو نصیب نہیں خلفائے وقت کی محبت و شفقت اور دعاؤں کے فیض کا سلسلہ بہت وسیع ہے

☆ امیر ضلع واراکین عاملہ ضلع واراکین جماعت ہائے احمدیہ ضلع وصدران جماعت ہائے احمدیہ ضلع وامیر مقامی و اراکین عاملہ شہر واراکین جماعت احمدیہ شہر وصدران حلقہ جات شہر سیالکوٹ ☆ عبدالحمید گوندل ناظم ضلع ومجلس عاملہ ضلع وزعماء انصاراللہ ضلع سیالکوٹ ☆ قائد مجلس ومجلس عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واراکین اطفال الاحمدیہ سیالکوٹ شہر ☆ زعیم اعلیٰ واراکین عاملہ واراکین مجلس انصاراللہ سیالکوٹ شہر ☆ امیر حلقہ واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ حلقہ چونڈہ (سیالکوٹ) صدر واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماءاللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ چونڈہ (سیالکوٹ) ☆ قائد مجلس ومجلس عاملہ اراکین خدام الاحمدیہ واراکین اطفال الاحمدیہ۔ چونڈہ ضلع سیالکوٹ ☆ صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ اورا ضلع سیالکوٹ زعیم واراکین مجلس انصاراللہ اورا ضلع سیالکوٹ صدر واراکین مجلس لجنہ اماءاللہ وناصرات الاحمدیہ اورا (سیالکوٹ) قائد واراکین خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ اورا (سیالکوٹ) ☆ شمشاد احمد بھٹی، جمشید احمد بھٹی، وسیم احمد بھٹی جماعت احمدیہ اورا سیالکوٹ: 052-4595417 ☆ صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ پنڈی بھاگو (سیالکوٹ) ☆ چوہدری محمد اسلم زعیم مجلس واراکین عاملہ واراکین مجلس انصاراللہ پنڈی بھاگو (سیالکوٹ) ☆ صدر لجنہ اماءاللہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماءاللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ پنڈی بھاگو (سیالکوٹ) ☆ چوہدری انصر محمود قائد مجلس واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واراکین اطفال الاحمدیہ پنڈی بھاگو (سیالکوٹ) ☆ صدر لجنہ ضلع واراکین عاملہ ضلع واراکین لجنہ اماءاللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ ضلع نارووال۔ صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماءاللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ نارووال شہر ☆ محمد رشید احمد، سیکرٹری رشتہ ناطہ ضلع نارووال، امیر جماعت احمدیہ واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ گوجرانوالہ شہر ☆ صدر واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماءاللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ امیر پارک گوجرانوالہ ☆ امیر حلقہ واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ زعیم واراکین مجلس انصاراللہ، صدر لجنہ واراکین لجنہ اماءاللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ، قائد واراکین مجلس خدام الاحمدیہ تر گڑی (گوجرانوالہ) ☆ امیر ضلع و اراکین عاملہ ضلع وصدران ضلع واراکین جماعت ہائے احمدیہ ضلع گجرات، صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ کھوکھر غربی۔ زعیم واراکین عاملہ واراکین مجلس انصاراللہ کھوکھر غربی (گجرات) صدر مجلس واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ کھوکھر غربی (گجرات) ملک علی محمد ابن ملک اللہ دتہ کھوکھر غربی (گجرات)۔ ملک منور احمد کھوکھر، کھوکھر غربی (گجرات) فضیلت بیگم اہلیہ ملک اعجاز احمد کھوکھر، کھوکھر غربی (گجرات) بنت چوہدری رشید احمد چک 87 شمالی سرگودھا قائد واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واراکین اطفال الاحمدیہ کھوکھر غربی۔ ☆ صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ چک سکندر 30 (گجرات) زعیم واراکین عاملہ واراکین انصاراللہ چک سکندر نمبر 30 (گجرات) صدر واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماءاللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ چک سکندر نمبر 30 (گجرات) قائد واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واراکین اطفال الاحمدیہ چک سکندر نمبر 30 (گجرات) ☆ صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ حلقہ کیولری گراؤنڈ۔ لاہور کینٹ ☆ صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ راہوالی (گوجرانوالہ) صدر واراکین عاملہ لجنہ اماءاللہ وناصرات الاحمدیہ راہوالی ☆ زعیم مجلس واراکین انصاراللہ راہوالی قائد مجلس واراکین خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ راہوالی۔ جمیل احمد طاہر معلم وقف جدید وبیگم وبچگان واہل خانہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ ☆ مبشر احمد بھٹی انسپکٹر مال آمد دارالعلوم شرقی نور ربوہ وبیگم وبچگان واہل خانہ ☆ سیف اللہ قمر انسپکٹر مال آمد جمال پلازہ چونگی نصیر آباد غالب۔ ربوہ ☆ مسرت بیگم صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماءاللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ عارف والا۔ قبولہ۔ رنگ شاہ ☆ عبدالعزیز بھٹی معلم سلسلہ وبیگم وبچگان واہل خانہ کوٹ رسول پور فاضل ضلع اوکاڑہ۔ ☆ حکیم رحمت اللہ رفیق حضرت مسیح موعود دارالرحمت قادیان دارالرحمت غلہ منڈی ربوہ ☆ حکیم شہاب الدین رفیق حضرت مسیح موعود رتنے والا نزد کھرپڑ ضلع قصور ☆ مولوی محمد صالح مرحوم مربی سلسلہ دعوت الی اللہ قادیان (دارالرحمت) قبولہ ضلع پاکپتن ☆ محمد احمد مظفر علوی۔ علوی میڈیکل سنٹر شیر ربانی ٹاؤن اوکاڑہ۔ ☆ مولوی محمد صالح مرحوم مربی سلسلہ قبولہ ضلع پاکپتن ابن حکیم شہاب الدین مرحوم رفیق حضرت مسیح موعود رتنے والا نزد کھرپڑ ضلع قصور و بیگم وبچگان واہل خانہ ☆ شیخ نعیم احمد، شیخ سلیم احمد، شیخ محمود احمد، شیخ ادریس احمد ابن شیخ محمد صدیق سابق سیکرٹری مال جاوید کریانہ قبولہ (پاکپتن) حال دارالعلوم وسطی ربوہ ضلع جھنگ ڈاکٹر ارشاد باری (سابق قائد) ابن ڈاکٹر اسلام باری ظفر میڈیکل سٹور قبولہ ضلع پاکپتن ☆ محمد احمد مظفر علوی سابق قائد مجلس علوی بک ڈپو قبولہ ضلع پاکپتن ☆ چوہدری محمد اقبال سابق قائد ابن چوہدری حبیب اللہ کتاباں دی ھٹی قبولہ ضلع پاکپتن ☆ عذرا پروین اہلیہ محمد احمد مظفر علوی سابق صدر لجنہ اماءاللہ چک 52/2-L ضلع اوکاڑہ حال نصیر آباد غالب ربوہ۔ ضلع جھنگ ☆ محمد احمد شاہد انسپکٹر مال آمد ڈیرہ غازی خاں حال نصرت آباد ربوہ ☆ چوہدری ندیم احمد بھائی جی کیمیکل سٹور بہاولپور ☆ چوہدری نوید احمد ابن چوہدری محمد عطاء اللہ زرگر گلی پنسار والی کچہری بازار خانیوال ☆ کرامت احمد حجانہ وبیگم وعطاء المجیب طاہر وطوبیٰ احمد وفریحہ احمد ڈیرہ غازی خان ☆ چوہدری منصور احمد جاوید چٹھہ مراقب خدام الاحمدیہ پاکستان بیگم وبچگان دارالعلوم غربی حلقہ ثناء ربوہ ☆ ملک الطاف احمد ملک عدیل احمد۔ ملک رئیس الطاف۔ ملک شرجیل احمد۔ عدیل گفٹ سنٹر اینڈ فلاور آرٹ نزد سٹی پوسٹ آفس۔ ساہیوال شہر ☆ ملک اشرف احمد خاں۔ ملک ناصر احمد خاں۔ ملک نصیر احمد خاں۔ ملک طارق اشرف خاں۔ سٹائلش گارمنٹس سٹی پوسٹ آفس ساہیوال شہر ☆ ڈاکٹر سجاد احمد قائد علاقہ واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واراکین اطفال الاحمدیہ علاقہ وقائد مجالس علاقہ سرگودھا ☆ منصور احمد قائد مجلس واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واراکین اطفال الاحمدیہ قیادت الشمس سرگودھا شہر ☆ سعید احمد قائد مجلس واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ ☆ زاہد محمود بھٹی قائد ضلع واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ وقائدین مجالس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودھا ☆ سید زبیر جنود قائد واراکین عاملہ خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ۔ قیادت النور سرگودھا۔ امیر مقامی واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ حلقہ جات شیخوپورہ شہر ☆ چوہدری راحیل احمد۔ قائد ضلع واراکین عاملہ ضلع واراکین خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ ضلع شیخوپورہ ☆ ملک مبشر منظور ناظم ضلع واراکین عاملہ ضلع واراکین مجالس انصاراللہ ضلع شیخوپورہ ☆ چوہدری عطاءاللہ۔ زعیم اعلیٰ واراکین عاملہ وزعماء حلقہ جات واراکین انصاراللہ بیت الناصر۔ ضلع شیخوپورہ ☆ شیخ رحمت اللہ۔ شیخ وسیم احمد پولٹری فارم شیخوپورہ۔ ناصر احمد صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ ☆ نسیم منور۔ صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماءاللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ ☆ ڈاکٹر جاوید اسلم بھٹی۔ بھٹی میڈیکل سٹور حافظ آباد ☆ طیب کریم۔ طیب جیولرز مین بازار حافظ آباد ☆ عمران نصیر۔ لقمان میڈیکوز حافظ آباد ☆ رانا سعید خالد۔ رانا فوٹو سٹوڈیو حافظ آباد ☆ چوہدری مبارک احمد حافظ آباد ☆ چوہدری منور احمد بھٹہ حافظ آباد ☆ ڈاکٹر محمد ایوب زعیم اعلیٰ واراکین عاملہ وزعماء حلقہ جات مجلس انصاراللہ۔ گرین ٹاؤن۔ لاہور ☆ الیاس احمد۔ صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ حلقہ جوہر ٹاؤن لاہور ☆ سلیم احمد۔ شیخ اعجاز احمد۔ منور احمد۔ شاہد احمد چغتائی چوہدری طارق نذیر احمد۔ منور احمد عباسی جوہر ٹاؤن۔ لاہور ☆ امتیاز احمد محبت ہارڈ ویئر مین بازار بدوملہی ☆ ملک مقبول احمد مقبول جنرل سٹور مین بازار بدوملہی ☆ وحید احمد وحید ٹینٹ سروس بدوملہی ☆ جمیل احمد ملہی جمیل موبائل اینڈ الیکٹرونکس لیب بدوملہی ☆ چوہدری زاہد پرویز وڑائچ بدوملہی ضلع نارووال ☆ ذوالفقار احمد چیمہ خادم بیت الذکر احمدیہ۔ بدوملہی ☆ میاں عمر احمد ابن حکیم مقبول احمد سابق صدر جماعت احمدیہ مقبول دواخانہ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ وبیگم وبچگان واہل خانہ حال نصیر آباد حلقہ رحمٰن ربوہ ضلع چنیوٹ۔

نماز۔ محققین اور دانشوروں کی نظر میں

''ریوران لیبان''

یورپی فلاسفر ''ریوران لیبان'' فضائل نماز کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

''میں نے کئی مرتبہ مسیحی اور اسرائیلی نماز کا اسلامی نماز کے ساتھ موازنہ کیا، بالآخر ثابت ہوا کہ اسلامی نماز افضل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اسلامی نماز کئی نمازوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں حمد خدا بھی ہے اور تقدیس وتحمید کے علاوہ ایک عاجزانہ التجا بھی۔ اسلامی نماز میں ایک اور خاصیت ہے وہ یہ کہ اس میں جہاں تلاوت قرآن، رکوع وسجود اور تشہد ہے وہاں انکساری وفروتنی کا عجیب روح پرور نظارہ بھی ہے۔

میں اکثر جمعہ کے دن سکندریہ کی جامع مسجد میں محض اسلامی نماز کی شان دیکھنے جایا کرتا تھا۔ میں نے جب خطیب کے پر جوش خطبہ، صفوف کی ترتیب اور رکوع وسجود کے اہتمام پر غور کیا تو میرے قلب پر عجیب اثر ہوا جو ناقابل بیان ہے، میں سمجھتا تھا کہ اسلام مجھے آواز دے رہا ہے اور اس کی عبادت کا پُر کیف نظارہ میری روح پر قبضہ کر رہا ہے۔''

(دی لیکچر آف ریچر صفحہ 47)

''ریون جیمس مولر''

عیسائیوں کا مذہبی راہنما ''ریون جیمس مولر'' کہتا ہے۔

''تعصب سے کام لینا آسان ہے مگر سچ بولنا دشوار ہے اور میں اس وقت اس مشکل کام (سچ بولنے) کو اختیار کرتا ہوں۔ میں نے بارہا اپنے محمدی احباب (مسلمانوں) سے گفتگو کی ہے اور ان کے عقائد کی تفصیلات میں مشغول رہا ہوں۔ چودہ صدیوں سے بھی زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود یہ مسلمان اپنے پیغمبر علیہ السلام کے محب اور اطاعت گزار ہیں اور یہ ان سے نسبت رکھنے والی ہر چیز محبوب رکھتے ہیں۔ مسیحی دنیا کے لئے مسلمانوں کی اس محبت اور خلوص میں ایک سبق ہے۔

اسلامی آبادی کا ایک بیشتر حصہ ایک اہم عبادت کا پابند ہے جس کا نام نماز ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے بظاہر یہ عقیدہ درست نہیں کیونکہ نمازی بھی برائیوں کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ لیکن تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ وہ شخص جو دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتا ہے یعنی ایک ماہ میں ایک سو پچاس مرتبہ اپنے خدائے برتر سے پرہیزگاری اور گناہوں سے بیزاری کا عہد کرتا ہے، بالآخر ایک دن وہ اپنے عہد میں کامل ہو جاتا ہے یعنی وہ واقعی پرہیزگار بن جاتا ہے۔''

''سینٹ ہٹلر''

سینٹ ہٹلر'' روما کا مشہور پادری اپنی کتاب "The Pray" (دی پرے) میں لکھتا ہے۔

''میں نے جس جس اسلامی ملک کی سیر کی، وہاں کی عبادت گاہوں کو ضرور دیکھا۔ اس سلسلہ میں اسلامی نماز پر بھی غور کیا۔ میرے نزدیک یہ ایک افضل ترین عبادت ہے۔ جب ایک خدا کی عبادت کرنے والا اپنے سب کام چھوڑ کر خدا کی خوشنودی کے لئے اس کی حمد وثناء کے گیت گاتا ہے تو روح وجد میں آتی ہے۔ اس وقت وہ نمازی یقیناً اپنے خالق ومالک کے قریب تر ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ تمام قوتوں کے ساتھ اس کے حضور سربسجود ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ روح کی طہارت اور قلب کی پاکیزگی ہے۔ مزید برآں اس عبادت میں جسمانی طاقت کے پہلو نمایاں ہیں۔ میں نے دیکھا کہ نماز گزار مست اور کاہل نہیں ہوتے بالخصوص نماز فجر کے لئے صبح کی بیداری عجیب اثر رکھتی ہے۔''

پروفیسر ڈاکٹر ''برتھم جوزف''

امریکہ کے مشہور ڈاکٹر و پروفیسر ''برتھم جوزف'' کے تجربات زندگی بعنوان ''نماز اور اسلام'' ایک انٹرویو کی صورت میں شائع ہوئے۔ جس میں ڈاکٹر صاحب نے کہا

''میں نے تحقیق وتجربہ کیا ہے کہ نماز فی الحقیقت مکمل اور متوازن ورزش (Exercise) ہے اور اس میں کمی یا زیادتی ناممکن ہے۔ ممکن ہے اس ورزش کے ترتیب دہندہ نے غیبی طور پر آج سے ہزاروں سال پہلے آج کے جدید سائنسی، مشینی اور نفسیاتی دور کو سمجھتے ہیں ہوئے نماز مرتب کی ہو۔

نماز کے اندر ہاتھوں کا اٹھانا پھر باندھنا، نظر کو ایک جگہ مرکوز رکھنا، پھر ہاتھ چھوڑ دینا اور آگے کو جھکتے ہوئے رکوع کرنا۔ اس کے بعد سجدہ کرتے ہوئے سر کو جھکا کر دل سے دماغ کی جانب خون کو تیزی سے اور زیادہ مقدار میں پہنچانے کا انتظام کرنا اور وقفے وقفے سے دوزانوں حالت میں بیٹھنا واقعی ایک مکمل اور جامع ورزش کا طریقہ ہے۔''

''مسٹر ایم کینگ''

''انسان فطرتاً اس بات کا عادی ہے کہ جب دنیاوی کاموں اور مجلسی تفریحوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس کو اصلاح نفس کا خیال ہی نہیں رہتا اور بعض تفریحوں کا لازمی نتیجہ ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں جب میں (مسٹر ایم کینگ) اس بات پر غور کرتا ہوں کہ اسلام نے اپنے وفاداروں پر دن اور رات میں پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے اور ان کو مجبور کیا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے فرض ادا کریں تو مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ نماز ایک بہترین ذریعہ ہدایت ہے۔

جب سچے عقیدہ کا آدمی (مسلمان) ہر طرف سے بے نیاز ہو کر خلوص ومحبت کے ساتھ اپنے خالق ومالک کو یاد کرتا ہے، اس کی تسبیح وتقدیس کر کے اس کی خوشنودی چاہتا ہے اور اس قادر وقدوس سے استعانت طلب کرتا ہے تو یقیناً اس کی روح ایک پاکیزہ حالت میں پہنچ جاتی ہے اور اس کے دل ودماغ سے نفس پرستی کا خبط دور ہو جاتا ہے۔

میں نے اعلیٰ پوزیشن کے مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے اثر واقتدار کے لحاظ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور کم حیثیت آدمی ان سے بات کرنے کی بھی جرأت نہیں رکھتے۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک عظیم الشان آدمی بے تابانہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنے غیر معروف بھائیوں کے ساتھ مل کر، امام کی اقتداء میں فریضہ نماز ادا کرتا ہے۔ اس نظارے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس عبادت میں سادگی وفروتنی کا سبق موجود ہے اور اس میں مساوات کی شان نظر آتی ہے۔

مساوات کا عظیم الشان واقعہ یہ ہے کہ اسلامی رسول (محمد رسول اللہ ﷺ) نے عجیب انداز میں امیر وغریب اور ادنیٰ واعلیٰ کو ایک صف میں جمع کیا ہے اور مناسب طور پر غرور ونخوت کا طلسم پاش پاش کر دکھایا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ نماز ایک بہترین عبادت ہے۔''

''سرولیم کرکس''

''سرولیم کرکس'' ماہر روحانیات نے اپنی کتاب "Research in the phenominon ...... of spiritualism" میں لکھا ہے۔!

''اگر نفسیاتی مریض مسلمانوں کی نماز خشوع وخضوع اور دھیان سے پڑھنا شروع کر دے تو وہ بہت جلد ان امراض سے نجات پا سکتا ہے۔''

''وائس ایڈمرل''

مغربی مستشرق ''وائس ایڈمرل'' اپنی کتاب "Ten voice usborne" .... میں لکھتا ہے۔!

''اگر روحانی مقام پر پہنچنا چاہتے ہوتو ....

نماز پڑھو.........نماز پڑھو.........نماز پڑھو......''

''دیوان سنگھ مفتون''

''دیوان سنگھ مفتون'' حریت پسند انڈین لیڈر اور جرنلسٹ ہوا ہے۔ وہ ایک رسالہ بنام ''ریاست'' شائع کرتا ہے، جو ادبی حلقوں میں بہت مشہور ہوا۔ ''دیوان سنگھ مفتون'' اس رسالہ میں لکھتا ہے۔!

''نماز اوقات کی پابندی سکھاتی ہے۔ جس نے ڈسپلن (Discipline) اور باقاعدگی سیکھنی ہو وہ نماز پر غور کرے۔ نماز سے مالک اور غلام کا فرق اسی وقت ختم ہو جاتا ہے جب اس کی صف میں محمود وایاز (بادشاہ اور فقیر) ایک ساتھ اور ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر مسلمان نماز پڑھنا شروع کر دیں تو وہی غالب ہوں جیسا کہ ان کے قرآن نے کہا ہے۔ نماز جسم اور معاشرے کی اصلاح کا بہترین جاپ اور چلن (طریقہ اور قاعدہ وقانون) ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ بھی خوش اور مخلوق بھی راضی ہو۔''

ماہر انگریز

ایک مسلمان یورپ میں نماز ادا کر رہا تھا جبکہ ایک انگریز شخص کھڑا ہو کر اسے دیکھتا رہا۔ جب اس نے نماز مکمل کر لی تو اس انگریز نے پوچھا!

''تم نے کون سی کتاب سے یہ طریقہ ورزش سیکھا ہے۔؟ میں نے بھی اپنی کتاب میں ورزش کا یہی طریقہ بتایا ہے اور اس طریقے سے ورزش کرنے والا شخص طویل، پیچیدہ اور سخت تکلیف دہ امراض سے ہمیشہ بچا رہتا ہے۔ اگر کھڑا آدمی ورزش کرتے ہوئے سیدھا نیچے سجدے میں چلا جائے تو اس سے اعصاب اور دل پر برا اثر پڑتا ہے لہٰذا تم نے جیسا (رکوع) کیا میں نے بھی اپنی کتاب میں ایسے ہی لکھا ہے اور میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے کھڑے ہو کر ورزش کریں۔ اس میں ہاتھ باندھ کر رکھیں۔ پھر (رکوع کی طرح) جھکیں اور ہاتھوں اور کمر کی ورزش کریں۔ پھر اس کے بعد سر زمین پر رکھ کر ورزش کریں۔ ایسی ورزش صرف ماہرین کے بس کی بات ہے دیگر لوگ اس کی خوبی کو نہیں جانتے۔ تم نے یہ ورزش کیسے اور کس کے کہنے پر کی۔؟''

وہ مسلمان کہنے لگا!

''میں مسلمان ہوں۔ ہمارے دین میں یہ حکم ہے کہ ہم ایسا کریں۔ میں نے آپ کی کتاب کو دیکھا تک نہیں۔ ہم مسلمان تو آج سے چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ سے اپنے نبی کریم ﷺ کے بتانے سے یہ عمل ہر روز باقاعدہ پانچ مرتبہ کرتے ہیں۔''

انگریز یہ بات سن کر حیرت زدہ رہ گیا اور اس مسلمان سے مزید معلومات حاصل کرنے لگا۔

ماہر امراض

ایک پاکستانی شخص جو دل کی بیماری میں مبتلا تھا علاج کے لئے آسٹریلیا گیا۔ وہاں ایک بڑے

مشہور ماہر امراض دل نے اس کا معائنہ کر کے چند دوائیاں تجویز کیں اور ساتھ ہی آٹھ دن کے لئے اسے اپنے فزیو وارڈ میں مخصوص انداز میں ڈاکٹر کی موجودگی میں ورزش کرنے کی ہدایت کی۔ وہ ورزش خشوع و خضوع کے ساتھ نماز کی مانند تھی۔ مریض درست طور پر ورزش کرنے لگا تو ڈاکٹر نے کہا!

''آپ پہلے مریض ہیں جو اتنی جلدی یہ ورزش درست طور پر کرنے لگے ہیں۔ ورنہ! یہاں تو آٹھ دن میں مریض صرف ورزش کا طریقہ ہی سیکھ پاتے ہیں۔''

مسلمان مریض نے کہا!

''میں مسلمان ہوں اور یہ طریقہ بالکل ہماری نماز کی طرح ہی ہے۔''

یہ بات سن کر ڈاکٹر نے آٹھ دن کی بجائے دوسرے ہی دن اس مسلمان مریض کو کچھ ادویات دے کر اور اسی ورزش کی ہدایت کر کے رخصت کر دیا۔

ڈاکٹر سید محمد کمال الدین ہمدانی

ڈاکٹر و حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی (پی ایچ ڈی، صدر شعبۂ طب و جراحت مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) اپنی تصنیف ''اسلامی اصول صحت'' میں لکھتے ہیں۔

''اگر انسان پابند نماز بن جائے تو اس کے جسم کے لئے یہ ایک ورزش ثابت ہو گی جس سے جملہ اعضاء انسانی کی نشوونما بہتر ہو گی اور اس کی قوت بڑھے گی۔ اس کے علاوہ نظام تنفس، نظام دوران خون اور نظام ہضم پر بھی بہتر اثرات مرتب ہوں گے اور انسان مدت العمر امراض و آفات جسمانی سے محفوظ رہے گا۔''

(اسلامی اصول صحت، 35-36، از ڈاکٹر و حکیم محمد کمال الدین ہمدانی، ناشر علی الفلاح سوسائٹی علی گڑھ بھارت)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

''نماز ایک بہترین اسلامی ورزش ہے جو انسان کو ہر دم تازہ دم رکھتی ہے، سستی اور اضمحلال کو جسم میں بڑھنے نہیں دیتی۔ دیگر مذاہب میں کوئی ایسی جامع عبادت نہیں ہے جس کی ادائیگی کی صورت میں جملہ اعضاء انسان کی تحریک و طاقت بڑھے۔ یہ امتیاز نماز ہی کو حاصل ہے کہ یہ ایک نہایت جامع اسلامی ورزش بھی ہے۔ جس کا اثر جملہ اعضاء انسانی پر مساوی ہوتا ہے اور جملہ اعضاء جسم میں تحریک و طاقت پیدا ہوتی ہے اور صحت برقرار رہتی ہے۔''

(اسلامی اصول صحت 36، از ڈاکٹر و حکیم سید محمد کمال الدین ہمدانی، ناشر علی الفلاح سوسائٹی علی گڑھ بھارت)

اہل مغرب نے اس حقیقت کا اعتراف بھی کیا ہے کہ اسلامی نماز جیسی کوئی ورزش نہ کرنے کی وجہ سے انہیں مختلف ورزشوں کا سہارا لینا پڑتا ہے تاکہ وہ صحت مند رہ سکیں۔ جیسا کہ جرمنی کے مشہور رسالے ''دی ہائف'' میں نامور جرمن فاضل اور مستشرق ''جو اکم دی یولف'' نے اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

''اگر اہل یورپ میں اسلامی نماز کا رواج ہوتا تو ہمیں جسمانی ورزش کے لئے نئی نئی ورزشی حرکتیں ایجاد نہ کرنا پڑتیں۔

(المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ صفحہ 406)

سید محمد کمال الدین ہمدانی لکھتے ہیں۔

''جب نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں بار بار ارکان نماز کا اعادہ کیا جاتا ہے تو یہ صورت ایک ورزش بن جاتی ہے جس سے عضلات و مفاصل کی نشوونما اور طاقت بہتر ہوتی ہے۔ نیز جملہ ارکان نماز کی ادائیگی کی صورت میں جملہ اعضاء انسانی کی ورزش بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر ہو جاتی ہے۔ جس سے جسم انسان کی تازگی اور طاقت بحال رہتی ہے اور جسمانی افعال طبعی معیار پر جاری رہتے ہیں۔''

(اسلامی اصول صحت، 36، از ڈاکٹر حکیم محمد کمال الدین ہمدانی، ناشر علی الفلاح سوسائٹی علی گڑھ بھارت)

ڈاکٹر ماجد زمان عثمانی

ڈاکٹر ماجد زمان عثمانی یورپ میں فزیو تھراپی کی اعلیٰ ڈگری کے لئے گئے۔ جب وہاں ان کو بالکل نماز کی طرح ورزش پڑھائی اور سمجھائی گئی تو یہ اس ورزش کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم نے آج تک نماز کو ایک دینی فریضہ سمجھا اور پڑھتے رہے لیکن یہاں تو عجیب و غریب انکشافات ہوتے ہیں کہ نماز جیسی ورزش کے ذریعے تو بڑے بڑے امراض ختم ہو جاتے ہیں۔''

حکیم محمد طارق محمود چغتائی

''نماز کی ورزشیں جہاں بیرونی اعضاء کی خوشنمائی و خوبصورتی کا ذریعہ ہیں وہاں اندرونی اعضاء مثلاً دل، گردے، جگر، پھیپھڑے، دماغ، آنتیں، معدہ، ریڑھ کی ہڈی گردن، سینہ اور تمام قسم کے گلینڈز (Glands) کی نشوونما کرتی ہیں بلکہ جسم کو سڈول اور خوبصورت بناتی ہے۔''

طب اور جدید سائنس سے ثابت ہوا کہ استنجا، مسواک، وضو اور نماز ایسی عبادات ہیں کہ ان کے ذریعے جسم و روح دونوں کی حفاظت کی جا سکتی ہے اور اپنے جسم کو مختلف الاقسام بیماریوں سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات ڈاکٹر ذاکر نائیک)

نماز ایک جامع ورزش بھی ہے

جدید تحقیق کے مطابق جب ہم نماز میں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہیں تو بازوؤں، گردن کے پٹھوں اور شانے کے پٹھوں کی ورزش ہوتی ہے۔ دل کے مریض کے لئے ایسی ورزش بہت مفید ہوتی ہے۔ جو کہ نماز پڑھنے سے خود بخود ہو جاتی ہے اور یہ ورزش فالج کے خطرات سے محفوظ رکھتی ہے۔

نماز میں قیام سے دل کا بار ہلکا ہوتا ہے کیونکہ وزن دونوں پاؤں پر متوازن پڑتا ہے اور آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی رہنے سے دل کی یکسوئی سہل ہو جاتی ہے۔ انسان میں قوت مدافعت اور اعصاب میں توانائی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح رکوع سے کمر درد والے ایسے مریض جن کے حرام مغز میں ورم ہو گیا ہو، بہت جلد صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ نیز رکوع سے گردوں میں پتھری بننے کا عمل سست پڑ جاتا ہے اور اگر پتھری بن گئی ہو تو رکوع کی حرکت سے بہت جلد نکل جاتی ہے۔ رکوع کے عمل سے معدہ اور آنتوں کی خرابیاں اور پیٹ کے عضلات کا ڈھیلا پن ختم ہو جاتا ہے اور رکوع کی حالت میں بالائی نصف بدن میں جھکنے کی وجہ سے زیادہ خون پمپ ہوتا ہے۔ اس طرح دوبارہ حالت قیام میں آ جانے سے چہرہ اور سر کا دوران خون جو حالت رکوع میں بڑھ گیا تھا۔ قومہ میں نارمل ہو جاتا ہے جس سے شریانوں میں لچک کی استعداد بڑھنے سے ہائی بلڈ پریشر اور فالج کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو اس کے دماغ کی شریانوں کی طرف خون زیادہ جاتا ہے۔ ان سب باتوں کا فائدہ اس وقت پہنچتا ہے جب ہم نماز پوری توجہ، دلجمعی، پورے آداب اور سنت کے مطابق ادا کریں اور جلد بازی سے کام نہ لیں۔

(روزنامہ دن 22 جنوری 2008ء)

نماز کی جسمانی برکات

نماز ہلکی پھلکی ورزش کا جامع نظام ہے مثلاً تحریمہ کے عمل سے بازوؤں، گردن اور شانوں کے پٹھوں کی ورزش ہو جاتی ہے۔ یہ دل کے مریضوں کے لئے بہت مفید ہے اور فالج کے خطرے سے بچاتی ہے۔ قیام سے گردن، پیٹ، سینے، کمر، رانوں، پنڈلیوں اور پاؤں کے عضلات کی ورزش ہو جاتی ہے۔ گھٹنوں کا درد ختم ہوتا ہے۔ اس حالت میں ریڑھ کی ہڈی کو بھی تقویت ملتی ہے۔ رکوع کے عمل سے کمر اور حرام مغز کا درد دور ہو جاتا ہے اور آنکھوں کی بینائی بہتر ہوتی ہے۔ عرق النساء کے مرض سے بھی چھٹکارا ملتا ہے۔ فالج زدہ کو بھی افاقہ ہو سکتا ہے۔ معدہ اور آنتوں کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ نظام ہاضمہ قوت پکڑتا اور جگر صحیح کام کرتا ہے۔ سجدے سے دل قوی، چہرہ خوبصورت اور آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ گردوں میں پتھری بننے کا عمل کمزور ہو جاتا ہے معدے کی تیزابیت کم ہو جاتی ہے۔ السر کے مریضوں کو افاقہ ہوتا ہے۔ حواس خمسہ کی کارکردگی اور حس سماعت اور فہم دانش بہتر ہوتی ہے اور چہرے کی جھریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

(اردو ڈائجسٹ فروری 2007ء ص 192)

بقیہ از صفحہ 77

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب

''آپ کی بعض خودنوشت روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت مولوی نورالدین (خلیفۃ المسیح الاول) اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بیت مبارک میں موجود نہ ہوتے تو حضرت اقدس مسیح موعود حافظ معین الدین صاحب یا آپ کو امام الصلوۃ بنا لیتے اور بعض اوقات خود امامت کے فرائض انجام دیتے اور آپ کو حضور کے پیچھے نماز پڑھنے کی سعادت نصیب ہو جاتی۔''

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 605)

''عبادت نہایت خشوع و خضوع اور حضور قلب سے کرتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ اس دنیا میں نہیں۔''

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 607)

حضرت میاں جان محمد صاحب

''حضرت میاں جان محمد صاحب کے بارے میں آپ کے نواسے بیان کرتے ہیں کہ مجھے اکثر آپ کے کمرے میں سونے کا موقع ملا۔ رات کو جتنی بار بھی بیدار ہوتے اٹھ کر وضو کر کے نفل شروع کر دیتے پھر سو جاتے۔ پھر جب بیدار ہوتے نفل پڑھتے رہتے۔ گھٹنوں میں تکلیف کے باوجود چل کر بیت الذکر جا کر نماز پڑھتے اور ہم سب کو نماز کے بارے میں بہت تلقین کرتے۔ بعض اوقات پنجابی اشعار پڑھ کر ہمیں نماز کی اہمیت کے بارے میں بتاتے۔

حضرت میاں صاحب کے پوتے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ قریب المرگ تھے تو رات نماز کے بارے میں پوچھا کہ وقت ہو گیا ہے بتانے پر آپ نے تیمم کیا اور نماز شروع کر دی لیکن پڑھتے پڑھتے بیہوش ہو گئے۔ اس طرح قریباً 10 یا 15 دفعہ پوچھا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ پھر نماز شروع کرتے اور بیہوش ہو جاتے۔'' (الفضل 28 ستمبر 1998ء)

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

''آپ کی قریب ترین بیت الذکر کیمبل پور ہسپتال سے تین میل کے فاصلہ پر تھی اور پھر رستہ خراب تھا مگر آپ صبح، عصر اور شام کی نماز کے لئے پا پیادہ بلاناغہ تشریف لے جاتے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 10 ص 539)

(بقیہ از صفحہ 81)

باہر سے خریدنا نہیں پڑتا۔ کلوا جمیعاً کی صورت میں یہاں کھانا گرم کیا جاسکتا ہے۔

وضو کرنے سے پہلے اگر سردی کا موسم نہ بھی ہو تو کم از کم ٹوپی تو اتار کر کہیں رکھنی ہوتی ہے اور سردی میں تو کوٹ بھی اتار کر کہیں ٹانگنے کی ضرورت ہوتی ہے، مگر اکثر بیوت الذکر میں یا تو ایسا انتظام سرے سے ہے ہی نہیں، اور اگر ہے تو ناکافی۔ غسل خانے کے اندر یا باہر کافی کھونٹیاں مہیا کی جانی چاہئیں تا کہ نمازی وضو کرنے سے قبل اپنے کوٹ اور ٹوپی لٹکا سکیں۔ ٹوپی رکھنے کے لئے مناسب ہوگا کہ کھونٹیوں کے اوپر شیلف بنایا جائے جس پر ٹوپیاں رکھی جاسکیں۔

بعض بیوت الذکر میں ان نمازیوں کے لئے جو ٹوپی لانا بھول جائیں، ٹوپیاں مہیا کی گئی ہیں۔ بیت الذکر میں داخل ہوتے ہی ایک ٹوکری میں یا شیلف پر مختلف ڈیزائنوں کی ٹوپیاں سامنے نظر آجاتی ہیں۔ میں تو کروشئے کی ٹوپی ہمیشہ اپنی جیب میں رکھتا ہوں جو بعض اوقات اپنے نہ سہی کسی دوست کے ہی کام آجاتی ہے۔

وضو کے بعد جسمانی اعضا کو خشک کرنے کے لئے اکثر بیوت الذکر میں پیپر ٹاول مہیا کیا جاتا ہے۔ پورٹلینڈ (آریگان) کی بیت رضوان میں میں نے دیکھا کہ چھوٹے چھوٹے تولئے مہیا کئے گئے تھے جنہیں استعمال کے بعد دھونے کے لئے جمع کرلیا جاتا تھا۔

امریکہ کے اکثر شہروں میں لوٹے نہیں ملتے چنانچہ کچھ بیوت الذکر میں پودوں کو پانی دینے والے لوٹے نظر آتے ہیں۔ ایسے لوٹے بیت الذکر کے لئے لیتے ہوئے یہ خیال رکھنا چاہئے کہ بے ہنگم نہ ہوں اور اتنے بڑے نہ ہوں کہ انہیں اٹھانا مشکل ہو۔ پھر ان کا سائز ایسا ہونا چاہئے کہ سنک میں سے ان میں پانی بھی ڈالا جاسکے۔

جو لوگ جرابوں کے بغیر آتے ہیں انہیں پاؤں دھونے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض بیت الذکر میں پاؤں دھونے کے لئے خصوصی جگہیں بنائی گئی ہیں مگر بعض میں نہیں۔ جہاں پاؤں دھونے کے لئے خصوصی جگہیں نہیں بنائی گئیں وہاں سنک زیادہ اونچے نہیں ہونے چاہئیں۔ سنک اس لئے بھی زیادہ اونچے نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ بیوت الذکر میں بچے بھی نماز ادا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ بعض بیوت الذکر میں غسل خانوں کے باہر چپلیاں بھی مہیا کی جاتی ہیں۔

دین حق میں جو حیا کی تعلیم ہے، اس کی مثال اور کہیں کم ملتی ہے۔ امریکہ میں تو بعض جگہ غسل خانوں کا دروازہ بھی نہیں ہوتا۔ اکثر باتھ رومز کے دروازے ایسے ہوتے ہیں کہ دیوار اور دروازے کے درمیان درزوں سے اندر نظر آتا ہے جو کہ شرمندگی کا باعث بنتا ہے۔ کئی بیوت الذکر میں میں نے دیکھا کہ ایسے دروازے لگائے گئے ہیں جن کے گرد درزیں نہیں ہیں، مثلاً بیت النصر ولنگبرو (نیوجرسی)، میامی (فلوریڈا) سب بیوت الذکر میں بغیر درزوں کے دروازے ہی لگانے چاہئیں۔

اگر ہر نئی بیت الذکر کے ڈیزائن کے دوران میں موجودہ بیوت الذکر کی خوبیوں کو مدنظر رکھا جائے تو ہر نئی بیت الذکر نمازیوں کے لئے بہت سہولتوں کا باعث ہوسکتی ہے۔ امریکہ میں بفضل خدا ایسا کرنے سے ہر نئی بننے والی بیت الذکر نہ صرف فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے بلکہ نمازیوں کی سہولتوں کا بھی ماشاءاللہ خوب خیال رکھا جارہا ہے، فالحمد للہ۔ خدا کرے کہ امریکہ میں بیوت الذکر بننے کی رفتار میں اضافہ ہوتا چلا جائے اور یہ ملک احمدیہ بیوت الذکر سے بھر جائے۔ آمین۔


HERCULES
Auto & Rubber Parts
Serving Since 1970
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
"Pay a Little more Now
or pay a lot later"
Reliable Products
for your Vehicles
مینوفیکچررز
★ ربڑ پارٹس ★ آئل فلٹر ★ ایئر پائپ
★ سکشن پائپ ★ ریڈی ایٹر ہوز پائپ
HERCULES
HR
GENUINE PARTS
KS
HERCULES FUEL FILTER
HERCULES OIL FILTER
HOF-786
ڈیلر
انٹرنیشنل آٹوز
10۔ منٹگمری روڈ، لاہور
چوبرجی آٹو پارٹس مارکیٹ، چوبرجی لاہور۔
ڈیلر
نیو میاں بھائی آٹوز
10۔ منٹگمری روڈ، لاہور
سوزوکی جینوین پارٹس
Ph: 92-42-7932514-5-6
Fax: 92-42-7932517
E-mail: mian_bhai@hotmai.com
میاں بھائی (گروپ آف کمپنیز)
کوٹ شہاب دین نزد الفرخ مارکیٹ شاہدرہ لاہور
طالب دعا
میاں عبد اللطیف۔ میاں عبد الماجد

کاسمیٹکس ۔ ریڈی میڈ ۔ وولن ہوزری ۔ ڈیکوریشن کا منفرد مرکز

احمد جنرل سٹور

مسلم بازار گجرات

طالب دعا: مرزا نعیم احمد فون آفس: 513915 رہائش: 514852

محبت سب کیلئے ☆ نفرت کسی سے نہیں

ہر قسم کی انگریزی و دیسی ادویات، جڑی بوٹیاں، عرقیات، مربہ جات بارعایت خریدیں

باجوہ میڈیکل سٹور

بازار حکیماں ظفروال

فون سٹور 054-2538325
فون رہائش 054-2538250
054-2619212

طالب دعا:۔ ثناء اللہ باجوہ، اسد اللہ باجوہ

کرنسی اور سونے کا لین دین ہول سیل ریٹ پر کیا جاتا ہے

زاہد جیولرز

صرافہ مارکیٹ ڈسکہ
فون شوروم 052-6613990
طالب دعا: محمد سلیمان، شاہد احمد

شاہد جیولرز

فون شوروم: 052-6616126
مین بازار ڈسکہ 0300-6425725

شفیق رائس ملز

موڑ گلوٹیاں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ
موبائل 0300-6441740
فون آفس: 052-6625155 فون رہائش: 052-6610330
طالب دعا: شفیق احمد، عتیق احمد، خلیق احمد، لئیق احمد ابن عبدالرفیق انیق احمد ابن شفیق احمد

سونے کے دلکش جدید زیورات آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں

ممتاز جیولری ہاؤس

Maximum Rate
You can get

مین بازار چونڈہ (سیالکوٹ)

طالب دعا: محمد عثمان، ممتاز احمد، طاہر احمد فون شوروم 0526210832 فون رہائش 6210455

ہمارے ہاں اے سی، فریج، فریزر، الیکٹرک واٹر کولر مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے طالب دعا: ریاض احمد

نیو الریاض ریفریجریشن

فون رہائش: 047-6211990
نزد اسلامیہ ہسپتال ۔ چنیوٹ فون ورکشاپ: 047-6334915

ہمارے ہاں سونے کے زیورات آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں نیز تیار بھی مل سکتے ہیں

میاں غلام مصطفیٰ جیولرز

سی بلاک ۔ صرافہ بازار ۔ اوکاڑہ
فون دکان: 044-2529954 رہائش: 2521354
طالب دعا: میاں غلام قادر، میاں طاہر مصطفیٰ
0333-6962220, 0334-2023330

ابٹن نور، رحمٰن کون مہندی

رحمٰن کاسمیٹکس سٹور

طالب دعا: خلیل الرحمٰن بابر مارکیٹ ۔ مین بازار ۔ سیالکوٹ
0092-52-4586914 – 0300-6157374

جماعت احمدیہ عالمگیر کو نیا سال مبارک ہو

مظہر اینڈ کو

شالیمار ٹاؤن لاہور
آئرن ہینڈل ان بریک ایبل

رنگ سنگ پینٹ محل

نزد لیاقت سکول سرگودھا روڈ شیخوپورہ
056-3784951
چیف ایگزیکٹو بلال احمد شیخ
0300,0323,0333-4179281

ہول سیل و ریٹیل ڈیلر
آل کوالٹی آف پینٹس
محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

عارف پینٹ ہاؤس

چوک امام صاحب شیخوپورہ
056-3781378-3783536
ڈائریکٹر: محمد عارف شیخ
0300,0321-9489685

فیضان کلاتھ ہاؤس اینڈ سلک سنٹر

مین بازار بدوملہی ضلع نارووال
طالب دعا: خواجہ مبشر احمد: 0345-6372470

ڈیزائنرز اِن سٹیل سنٹر

راٹ آئرن، گیٹ، سلائیڈنگ گیٹ، ریلنگ، سیڑھی، سائن بورڈ
راٹ آئرن فرنیچر، بیڈ سیٹ، صوفہ سیٹ
بچوں بڑوں کے ہر قسم کے جھولے
ناصر محمود بھٹی F-10-4 صغیر مارکیٹ اسلام آباد: 0300-5109540
زاہد محمود بھٹی ۔ سٹیڈیم چوک سرگودھا: 0321-6069621

گارڈر سریا، ٹی آئرن، پلاسٹک رنگ وروغن، دروازے

چوہدری آئرن سٹور

بیرون غلہ منڈی ۔ سرگودھا: 0483713984
طالب دعا: محمود احمد: 0300-9605517

نیو احمد جیولرز

گلہ چوک شہیداں ۔ سیالکوٹ پاکستان
فینسی زیورات کا معیاری مرکز
فون شوروم 0092-52-4587659, 4602042

طالب دعا: محمد احمد توقیر
0300-6130779, 0321-6138779
Email: najs@hotmail.com
najs@cyber.net.pk

لال دوپٹہ

عروسی ملبوسات کا مرکز
گلہ چوک شہیداں ۔ سیالکوٹ پاکستان
ساڑھیاں، لہنگے، فش لہنگے، کامدار سوٹ اور فینسی سوٹ کا مرکز
فون شوروم: 0092-52-4568513

اعلیٰ کوالٹی کے کپڑے اور بہترین سلائی کے لئے

سپر ٹیلرز اینڈ سپر فیبرکس

شاپ نمبر 1، بلاک 6 بی، سپر مارکیٹ ۔ اسلام آباد 44000 ۔ پاکستان فون آفس: 2877085
فیکس: 92-51-2872856 Email: supertailors@hotmail.com

ہر قسم کے ماربل سلیب ۔ کچن کاؤنٹر ٹائل، کیمیکل پالش کیلئے

سٹار ماربل انڈسٹریز

MARBLES

پلاٹ 42-40 سٹریٹ 10 سیکٹر آئی نائن انڈسٹریل ایریا اسلام آباد
فون آفس: 051-4431121-4432047 طالب دعا شیخ جمیل احمد اینڈ سنز

Khawaja Zahir Ahmad
Chief Executive

Euro style

Manufactures of Leather & Textile Garments

37-A Small Industries Estate,
51340-Sialkot, Pakistan
E.mail:zahir@eurostyle.com.pk
Http:www.eurostyle.com.pk
Tel: +92-52-3555496-3256146
Fax: +92-52-3551497
Mob: 0300-8611252

Khawaja Naseer Ahmad
Chief Executive

Euro Link™

Manufactures and Exporters of Gloves

37-A Small Industries Estate,
51340-Sialkot, Pakistan
E.mail:naseer@eurolink.com.pk
www.eurolink.com.pk
Tel: +92-52-3555496
Fax: +92-52-3551497
Mob: 0333-8161787

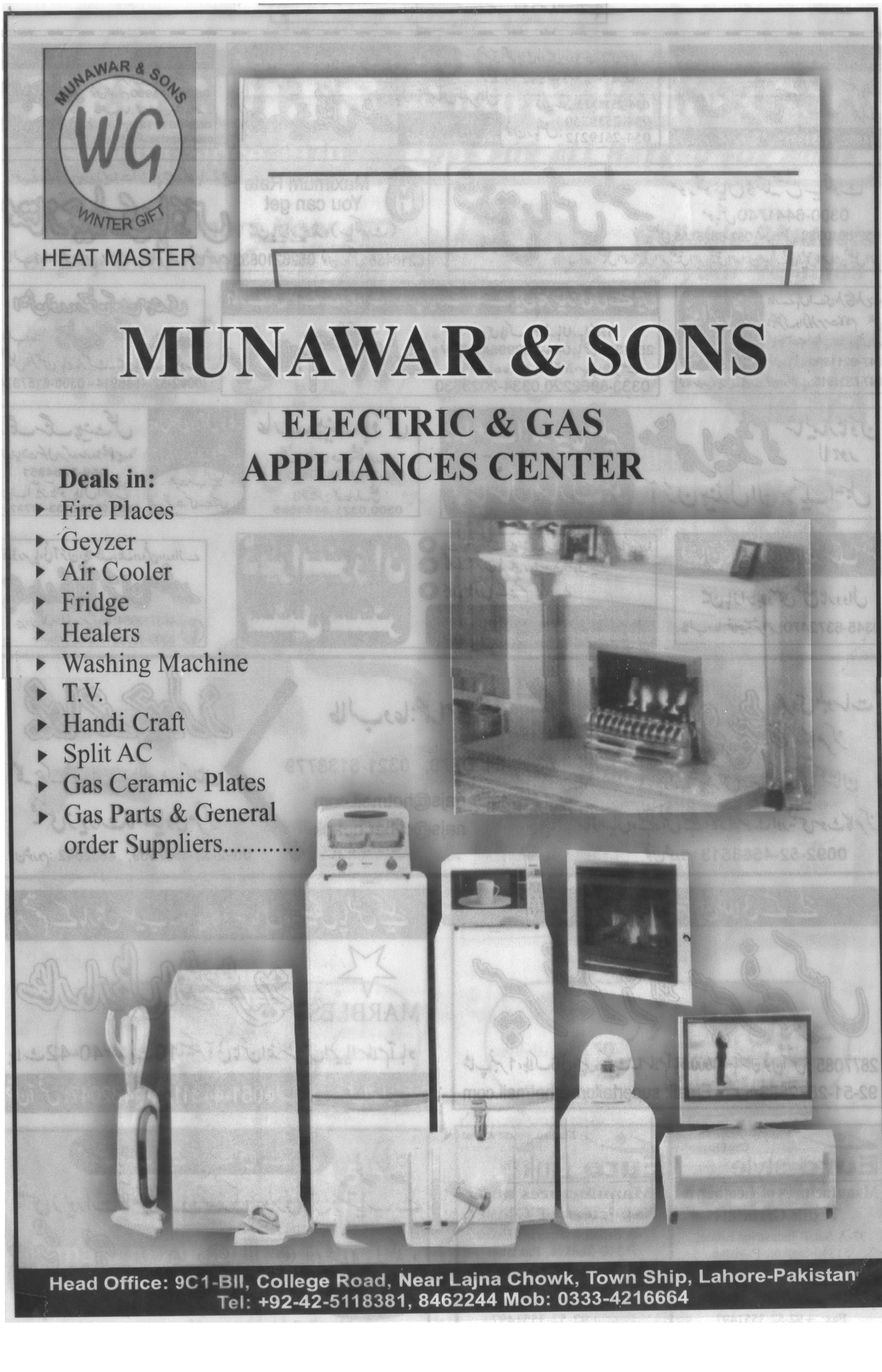


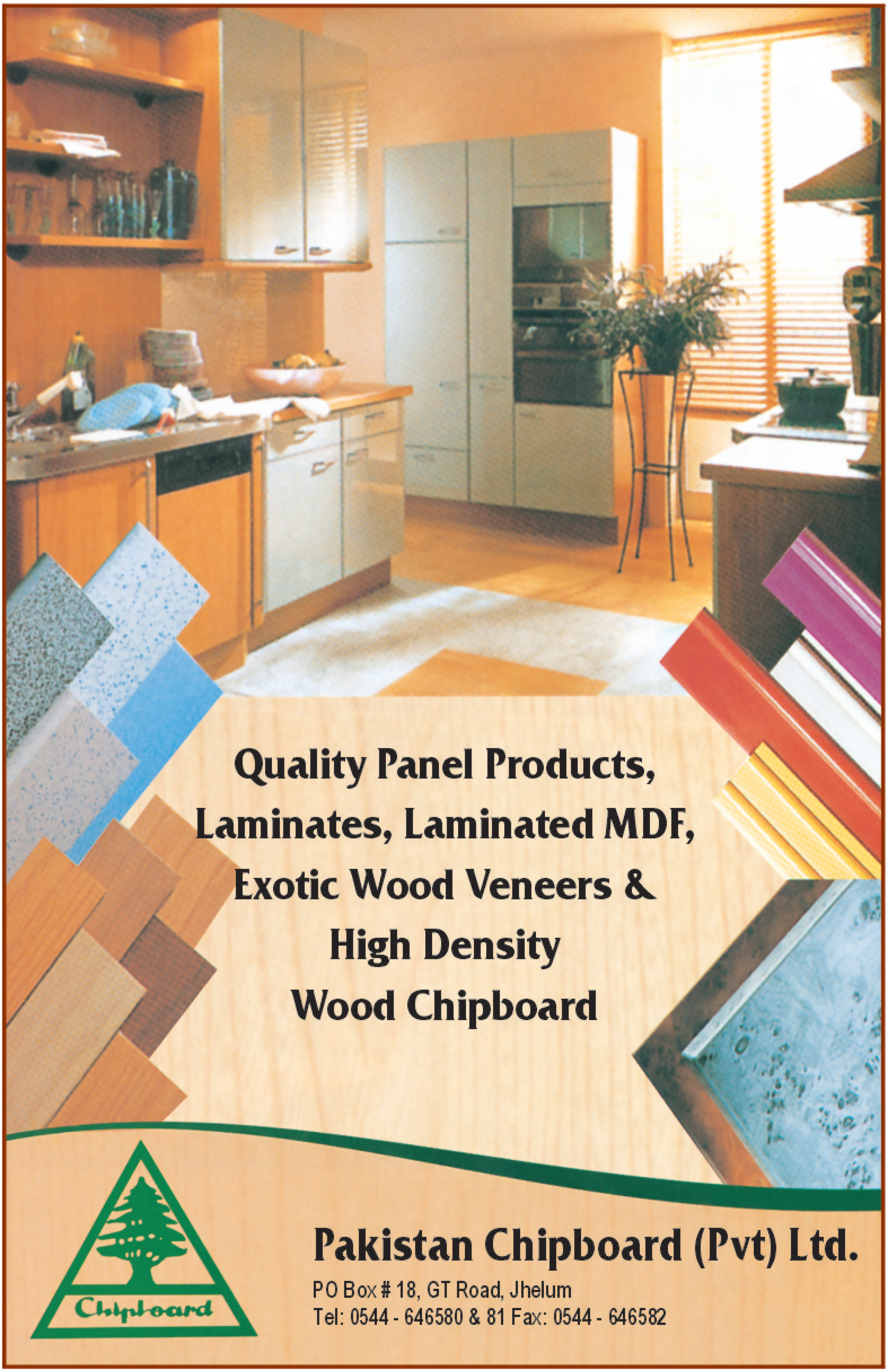
محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

فینسی زیورات کا مرکز ۔ ڈائمنڈ کی جیولری بھی دستیاب ہے

فائن آرٹ جیولرز

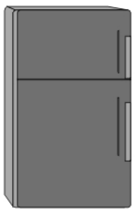
بازار شہیداں ۔ سیالکوٹ
طالب دعا: سفیر احمد
فون شوروم: 052-4588452 فون رہائش: 4586297 موبائل: 0300-9613257


MUNAWAR & SONS
WG
WINTER GIFT
HEAT MASTER
MUNAWAR & SONS
ELECTRIC & GAS
APPLIANCES CENTER
Deals in:
Fire Places
Geyzer
Air Cooler
Fridge
Healers
Washing Machine
T.V.
Handi Craft
Split AC
Gas Ceramic Plates
Gas Parts & General order Suppliers............
Head Office: 9C1-BII, College Road, Near Lajna Chowk, Town Ship, Lahore-Pakistan
Tel: +92-42-5118381, 8462244 Mob: 0333-4216664


Quality Panel Products,
Laminates, Laminated MDF,
Exotic Wood Veneers &
High Density
Wood Chipboard
Chipboard
Pakistan Chipboard (Pvt) Ltd.
PO Box # 18, GT Road, Jhelum
Tel: 0544 - 646580 & 81 Fax: 0544 - 646582



جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو دل کی گہرائیوں سے صد سالہ خلافت جوبلی مبارک





نیشنل الیکٹرونکس

ہمارے ہاں ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین، کوکنگ رینج، گیزر، سپلٹ اے سی، ویکیم کلینز، مائیکروویواون اور ہر طرح کی الیکٹرونکس مصنوعات دستیاب ہیں۔ وی سی ڈی اور کلر ٹی وی کی تمام ورائٹی دستیاب ہے۔

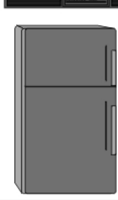
ڈیلر: ڈاؤلینس | پیل | ویوز | فلپس | ایل جی | سام سنگ

تمام احمدی بھائیوں کی خدمت کیلئے ہماری انتظامیہ ہر وقت تیار

طالب دعا: منصور احمد

1۔لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ لاہور فون:042-7357309,7223228





صد سالہ احمدیہ خلافت جوبلی مبارک ہو

اب لاہور ریٹ پر ہر چیز ربوہ میں حاصل کریں

فریج، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین سپلٹ اے سی، کوکنگ رینج، گیزر، مائیکروویواون ٹی وی اور دیگر الیکٹرونکس اشیاء بازار سے بارعایت حاصل کریں۔

مکمل ڈش سسٹم 5000/= روپے میں لگوائیں

مائیکروویواون	4500/=
واشنگ مشین	4000/=
ٹی وی ایل جی "14	8000/=
ڈبل ڈور فریج Pel	17000/=
انستا گیزر 6 لیٹر	4800/=

فخر الیکٹرونکس

1۔لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراونڈ لاہور

0300-4292348-0300-9403614,042-7223347-7239347-7354873


Automatic Voltage Stabilizer
for
All Electrical Appliances
UNIVERSAL
UPS
4+4 (U750)
4 Fan + 4 Energy Saver
2+2 (U400)
2 Fan + 2 Energy Saver
UNIVERSAL®
UNIVERSAL APPLIANCES
T.M REGD # 77396 D. REGD # 6439
Copyright Nos. 4851, 4938, 5562, 5563, 5775
Made in Pakistan